

# رض تعلیقات

مع تعلیقات رضا

پاکستان

تعلیق نگار

احمد رضا خان  
حنفی بریلوی



ترجمہ و تحقیق

علامہ محمد رفیع ہزاروی

جامعہ نظامیہ ضویہ لاہور

نظرات محمد رضا الحسنی

کرمانوالہ بک شاپ

حاشیۃ الطحاوی علی الدر المختار  
معالم التنزیل (تفسیر البغوی)

پرواشی

# رضائیات

مع

تعلیق شایر ایک نظر

تعلیق نگار

رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان حنفی بریلوی

شرح و تفسیر

علامہ محمد صدیق ہزاروی

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

نظرات

محمد رضا الحسن تادی

کرمات الہیہ شاپ

Ph: 042 7249 515

بقیصان کے

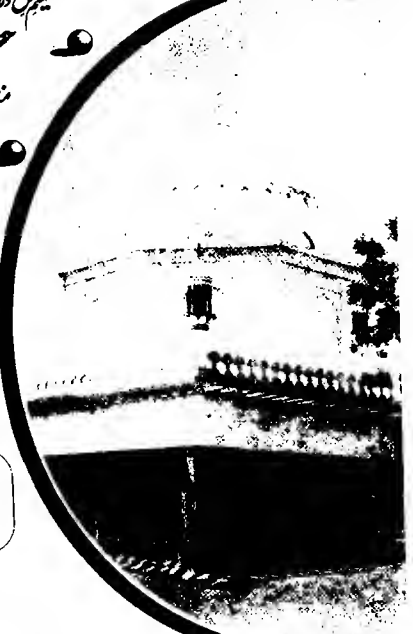
حضرت سید السادات پیر محمد اسماعیل شاہ بخاری

المنفرد حضرت کرم اللہ  
آستانہ عالیہ  
حضرت کرم اللہ شریف  
اوکے اڑہ

شیریں باغ ولایت  
حضرت سید محمد علی شاہ بخاری

منظرہ پراقت  
حضرت سید محمد عثمان علی شاہ بخاری

حضرت پیر غنیفر علی شاہ بخاری  
حضرت پیر سید مصمصام شاہ بخاری



راجہ ایچ  
حاجی انعام اللہ بیگ قسطنطنیہ برکاتی

جملہ معقوت محفوظ ہیں

نور احسان  
سمیع اللہ برکت  
سیف اللہ برکت

قیمت 180 روپے

اشاعت دسمبر 2007ء

## عرضِ ناشر

الحمد لله رب العلمين والصلاة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين و  
 على آله واصحابه و اولياء امتہ و علماء ملتہ اجمعين۔ اما بعد!  
 بھم اللہ تعالیٰ ادارہ ”کرمانوالہ بک شاپ“ عرصہ پانچ سال سے علمی و قلمی میدان میں  
 دین اسلام کی خدمت کیلئے سرگرم عمل ہے اور اسلامی تعلیمات کی ترویج و اشاعت کے سلسلے  
 میں بفضلہ تعالیٰ اس مختصر سے عرصے میں قریباً ۵۰ چھوٹی بڑی کتب منظرِ عام پر لانے کا شرف  
 حاصل کر چکا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی علمی و تحقیقی، فکری و اصلاحی کتب پر بڑے زور  
 و شور سے کام جاری ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ رحیم و کریم اپنے کمال فضل و کرم سے تمام زیرِ طبع،  
 زیرِ تکمیل، زیرِ ترتیب اور زیرِ غور کام بخیر و عافیت مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!  
 اللہ ﷻ کے فضل و کرم اور حضور نبی کریم ﷺ کی رحمت سے آج اعلیٰ حضرت امام اہل  
 سنت مجددِ دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیماتِ حقہ کا شہرہ  
 اپنی تابانیوں اور جولانیوں کے ساتھ چہار دانگ عالم میں پھیل چکا ہے۔ دن بدن آپ  
 رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل، تصانیف و فتاویٰ پر صاحبانِ علم و تحقیق کام کر رہے ہیں اور صاحبانِ دولت  
 و ثروت ان تحقیقات کو جدید اور پیارے انداز میں چھاپنے کی سعادت بھی حاصل کر رہے  
 ہیں۔ فتاویٰ رضویہ جو تینتیس ضخیم مجلدات پر محیط ہے اور فقہِ حنفی کا بحرِ ذخار اور انسائیکلو پیڈیا  
 ہے، رضا فاؤنڈیشن لاہور کے زیرِ اہتمام تخریج و تحقیق کے ساتھ شائع ہوا، اسی سلسلے کی ایک  
 کڑی ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی تصانیفِ مبارکہ بہترین انداز میں چھپ کر منظرِ عام  
 پر آچکی ہیں۔ کئی رسائل کے انگریزی، ہندی، عربی و دیگر زبانوں میں تراجم بھی ہو چکے  
 ہیں۔ فالحمد لله على ذلك۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کی دو قسمیں ہیں:

## ۱- تصنیفات ۲- تعلیقات

تصانیف پر بہت کام ہوا اور ان میں سے اکثر و بیشتر مطبوع بھی ہیں مگر خزانہ علمیہ اور تحقیقاتِ نادہ کا ایک معتد بہا حصہ ”تعلیقات“ تحقیق و اشاعت کے شرف سے چنداں محروم رہا۔ اب تک ہماری ناقص معلومات کے مطابق اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی یاد گیر کتب مختلفہ پر لگی گئی تعلیقات و حواشی میں سے زیادہ سے زیادہ بیس پچیس چھپی ہوئی ہوں گی، اس سے زیادہ ہرگز نہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فتاویٰ شریفہ (جو کثیر ہافتاوی کے علاوہ تقریباً ۲۱۰ رسائل کا مجموعہ بھی ہے) تو علوم و معارف کا خزانہ و گنجینہ ہے ہی مگر اپنی ”تعلیقات“ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جو علمی جواہر دکھائے ہیں، اُس کے مطالعہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خداداد ذہانت، دقتِ نظر اور تجربہ علمی کا اندازہ ہوتا ہے۔ لیکن افسوس کہ یہ گنج ہائے گرانمایہ ہماری دسترس سے بہت دُور ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر و حدیث و فقہ اور ان کے متعلقات نیز سیر و سوانح، تصوف، عقائد و کلام، علومِ لسانیہ اور علومِ عقلیہ و نقلیہ کی معتبر و مستند کثیر التعداد کتب پر حواشی تحریر فرمائے۔ ان متنوع الموضوعات حواشی کی تفصیل کتاب کے آخر میں ملحق فہرست میں ملاحظہ فرمائیں!

بہت سال پہلے علامہ شمس الحسن شمس صدیقی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری“ کے نام سے دو جلدوں میں ایک کتاب مرتب فرمائی جس میں انہوں نے ۲۴ تعلیقات و حواشی کے عکس مع تعارفِ متن و صاحبِ متن اور ایک مبسوط مقدمہ تحریر فرمایا۔ ان عکس حواشی کی افادیت صرف خواص تک ہی محدود رہی، عوام اس سے بے بہرہ تھے مگر یہ بات ضرور تھی کہ ایک اچھا خاصا علمی مواد محفوظ ہو گیا تھا۔ اسے علامہ سید ریاست علی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیرِ نگرانی ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی نے شائع کیا۔ ”تعلیقات“ اکثر عربی میں ہیں، معدودے چند ہی اردو یا فارسی زبان میں ہیں۔ اس لیے عوامی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے عربی و فارسی حواشی کو اردو میں منتقل کرنا بہت ضروری تھا۔ ساتھ ہی ساتھ مشکل مقامات کی وضاحت کے لیے حواشی مفیدہ کا التزام بھی ہونا چاہیے تھا۔ ”کرمانوالہ بک شاپ“ نے ان تمام ضروریات کو محسوس کرتے ہوئے اس علمی و

تحقیقی مگر تہ قیتی کام کو جدید اور بہترین انداز میں منظرِ خاص و عام پر لانے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ چنانچہ نئی کتابت، تخریجِ حوالہ جات، اُردو ترجمہ مع اصل حواشی اور خوبصورت چھپائی سے ”تعلیقاتِ رضا“ کو مزین کیا جا رہا ہے۔ تو ہماری تعلیقات کی اس پہلی سیریل میں دو حواشی در زبانِ عربی با ترجمہ اُردو و مختصر شرح متعلقہ فقہ و تفسیر ہیں:

۱- حاشیۃ المطحطاوی علی الدر المختار للمطحطاوی

۲- معالم التنزیل للبغوی

دونوں متون چار چار اجزاء پر مشتمل ہیں۔ اول الذکر متن کے ۲۶۷ جبکہ ثانی الذکر متن کے ۳۲ مختلف مقامات پر تعلیق کی گئی ہے۔ علامہ محمد صدیق ہزاروی صاحب داکت بَوَکَاتُہُمُ الْعَالِیَّةُ نے ان پر تحقیق و ترجمہ کیا ہے جنہیں پہلی مرتبہ ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء میں مرکزی مجلسِ رضا لاہور نے یکے بعد دیگرے شائع کیا تھا۔ تفسیر البغوی کا حاشیہ رضا اکیڈمی ممبئی سے بھی شائع ہو چکا ہے۔ اب ہم یہ دونوں حواشی یکجا طبع کر رہے ہیں۔ اس ایڈیشن میں گزشتہ مطبوعہ کی اکثر خامیاں اور غلطیاں دُور کر دی گئی ہیں اور اسے نئی کمپوزنگ و تصحیح کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔ بلاشبہ ہمارا یہ ایڈیشن سابقہ ایڈیشنز سے ہر طرح بہتر ہوگا۔ آخر میں محمد رضا الحسن قادری رحمۃ اللہ علیہ کی مرتبہ فہرست ”تعلیقاتِ رضا پر ایک نظر“ شامل کی گئی ہے جس میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی محشی کتب کی فہرست و صاحبِ متن کا نام، ساتھ ہی حاشیہ کی زبان اور مطبع کا نام دیا گیا ہے۔ نیز جن حواشی پر تحقیق ہو چکی ہے اُن محققین کے نام بھی حاشیہ میں مندرج ہیں۔ رضویات پر کام کرنے والوں کے لیے یہ ایک اہم چیز ہے۔

ہمارا آئندہ ”تعلیقات“ کا شیڈول درج ذیل ہے:

۱- حاشیہ برِ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری تحقیق و ترجمہ از علامہ غلام مصطفیٰ عقیل بخاری

۲- حاشیہ برِ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ تحقیق و ترجمہ از علامہ علی احمد سندھیلوی

۳- حاشیہ برِ فقاوی خیر یہ تحقیق و ترجمہ از مفتی محمد خان قادری

۴- حاشیہ بر شرح الصدور بشرح حال الموشی والقبور تحقیق از محمد رضا الحسن قادری

۵- حاشیہ بر المقاصد الحسنۃ فی بیان کثیر من الاحادیث المشہورۃ علی الاسنۃ تحقیق از محمد رضا

## الحسن قادری

- ۶- حاشیہ بر کشف الظنون عن اسماء الکتب والفنون تحقیق از محمد رضا الحسن قادری
- ۷- حاشیہ بر سنن دارمی تحقیق از محمد رضا الحسن قادری
- ۸- حاشیہ بر خیالی علی شرح العقائد تحقیق از محمد حسین رضا قادری
- ۹- حاشیہ بر غنیۃ المستملی شرح مدیۃ المصلی تحقیق از محمد حسین رضا قادری
- ۱۰- حاشیہ بر حوی علی الاشباہ والنظائر تحقیق از محمد حسین رضا قادری
- ۱۱- حاشیہ بر العقود الدزئیۃ فی تنقیح الفتاوی الحامدۃ از ذاکر محمد اسماعیل

”تعلیقاتِ رضا“ کے حوالے سے آئندہ ہمارا ایک بڑا پروجیکٹ یہ ہے کہ ان پر تحقیق کر کے بلا ترجمہ باعتبار موضوع یا بلا امتیاز موضوع ۸/۳۰×۲۰ تقطیع میں بحسن و خوبی شائع کیا جائے۔ اگر علمائے محققین نے اس سلسلے میں ہم سے تعاون کیا تو کوشش یہی ہوگی کہ پہلے قرآنیات پھر حدیث پھر فقہ اسی طرح بتدریج موضوعات پر کام کیا جائے۔ واللہ التوفیق۔

اب تک تو ہم اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف سے کچھ شائع نہیں کر پائے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت و کردار کے حوالے سے ایک کتاب ”امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اور تصوف از علامہ محمد احمد مصباحی اعظمی مع امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اور تعلیمات تصوف از سید محمد اعجاز برنی مرتبہ محمد رضا الحسن قادری“ چھاپنے کا ہمیں بھی شرف حاصل ہے۔

ان شاء اللہ العزیز ”تعلیقاتِ رضا“ کے حوالے سے ہمارا یہ متمم بالشان کام ایک بلند پایہ حیثیت کا حامل ہوگا جس کی ابھی ”بسم اللہ شریف“ ہو رہی ہے۔ اللہم زد فزد۔

علمائے کرام و محققین رضویات سے گزارش ہے کہ وہ اس سلسلے میں حتی المقدور ہمارے ساتھ معاونت فرمائیں اور اس تحقیقی منصوبے کو پروان چڑھانے میں ہماری راہنمائی فرمائیں۔ ہمارے شعبہ تصنیف و تالیف کے نگران ”محمد رضا الحسن قادری رحمۃ اللہ علیہ“ سے اس سلسلے میں رابطہ مناسب ترین ہوگا۔ ان کا موبائل نمبر یہ ہے: 0321-9425765۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ کریم اپنے حبیب رءوف رحیم کے صدقے میں ہماری مساعی کو اپنے دربارِ انوار میں قبول فرما کر ہمارے لیے آخرت میں ذریعہ نجات بنائے۔ آمین!

اللہ رب العالمین ادارہ کے منسلکین، متعلقین کو دین و دنیا کی بھلائیاں نصیب فرمائے۔ علماء و مشائخ اسلام کا سایہ ہمارے سروں پر قائم دائم رکھے۔ ہمارے ولید محترم اور ادارہ کے سرپرست اعلیٰ الحاج انعام اللہ طیبی نقشبندی برکاتی کو اللہ عظیم اجرِ جزیل عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

### ناشران

سمیع اللہ برکت

سیف اللہ برکت

۱۴ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ

۳۰ جولائی ۲۰۰۷ء بروز پیر شریف





## حرفِ آغاز

الحمد لله العظيم والصلوة والسلام على رسوله الكريم - اما بعد!

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے تقریباً پچاس علوم و فنون پر تقریباً ایک ہزار علمی تحقیقی تصانیف یا دگار چھوڑی ہیں۔ خصوصاً بڑے سائز کی بارہ ضخیم مجلدات پر مشتمل فتاویٰ رضویہ جو علوم و فنون کا مستقل انسائیکلو پیڈیا ہے، آپ کی علمی کاوشوں اور اجتہادی بصیرت کا نامور شاہکار ہے۔ آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ اور دیگر علوم و فنون کی کم و بیش تمام کتب متداولہ پر حواشی تحریر فرمائے جن میں کچھ چھپ چکے ہیں جبکہ بعض منظرِ طباعت ہیں۔

جناب سید ریاست علی رضوی رحمۃ اللہ علیہ (سابقہ میجر ٹیلیفون انڈسٹریز آف پاکستان کراچی کیلنڈر ۱۹۷۹ء میں بریلی شریف میں قیام کے دوران اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب و رسائل کے بارے مختلف حضرات سے تبادلہ خیال کیا جو سودمند ثابت ہوا اور اس کے نتیجے میں حضرت مولانا خالد علی خان صاحب (نواسہ حضرت مفتی اعظم ہند شاہ مصطفیٰ رضا خان بریلوی) نے ان کے جذبات کی قدر کرتے ہوئے ہاتھ (۶۲) غیر مطبوعہ حواشی اور کچھ مطبوعہ رسائل مہیا فرمائے۔

اہل سنت و جماعت ہر دو حضرات کے ممنون احسان ہیں کہ انہوں نے حضرت فاضل بریلوی کی علمی و تحقیقی کاوشوں سے استفادہ کا موقع بہم پہنچایا۔ بجز اھم اللہ احسن العزاء۔

زیر نظر حواشی حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار، معالم المتزیل (تفسیر المغوی) پر فاضل بریلوی کی علمی تعلیقات ہیں جن کی تحقیق اور ترجمہ کے ضمن میں راقم نے حق الامتدور سعی کی ہے۔ تاہم علمی بے بضاعتی کے پیش نظر کوتاہی کا اعتراف ہے اور قارئین سے مفید مشوروں اور اصلاح کی نصائح توقع بلکہ اپیل ہے۔

قابل قدر اساتذہ و کرام حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم بزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت

علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہُ نے قدم قدم پر راہنمائی فرما کر میرے لیے سہل بنایا اور حضرت علامہ مولانا علی احمد سندیلی رحمۃ اللہ علیہ نے نظر ثانی کے ذریعہ تعاون فرمایا۔ راقم ان حضرات کا دل سے ممنون ہے۔

”کرمانوالہ بک شاپ“ اہل سنت و جماعت کے لیے قیمتی سرمائے سے کم نہیں۔ اس مکتبے کے نوجوان پبلشرز سمیع اللہ برکت اور سیف اللہ برکت دِن رات اسی کوشش میں سرگرداں ہیں کہ اعلیٰ سے اعلیٰ نادر علمی ذخیرہ بہترین انداز میں اہل علم تک پہنچایا جائے۔ چنانچہ ۲۵ سال قبل چھپنے والی ”تعلیقاتِ رضا“ مع ترجمہ و مختصر شرح دوبارہ نئی آب و تاب کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ یہ ان کے علمی ذوق کی روشن دلیل ہے۔ اللہ عزوجلہ ان کی اس کاوش کو اپنے دربارِ عالیہ میں مقبول و منظور فرمائے اور اس ادارہ کو دن دو گنی رات چو گنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین!

محمد صدیق ہزاروی

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار

پر حواشی

# رض تعلیقات<sup>1</sup>

تعلیق نگار :-

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان حنفی بریلوی

ترجمہ و تحقیق

علامہ محمد صدیق ہزاروی

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

نظر ثانی

محمد رضا الحسن و تادری

کرمانوالہ بک شاپ

بعضان کرو

حضرت سید السادات پیر محمد عمیل شاہ بخاری

الوقت حضرت کرم اللہ

شیراز طریقت  
حضرت سید محمد علی شاہ بخاری

منہج طریقت  
حضرت سید محمد عثمان علی شاہ بخاری

حضرت پیر غنیفر علی شاہ بخاری

حضرت سید مصمم شاہ بخاری

حضرت  
سید میر طیب علی شاہ بخاری

ہمارے مشین منت کہ ہمارے شریعت



حاجی انام اللہ علیہ فی تہنیتی برکاتی

جملہ مقوقہ محفوظات

سید اللہ برکت  
سیف اللہ برکت

180 روپے

2007

## فہرست

27	تعارف (امام احمد رضا بریلوی)	❦
28	تعارف (امام سید احمد طحاوی)	❦
29	لفظ اسم کے اشتقاق پر بحث	❦
29	”بسم اللہ“ کا متعلق کیا ہونا چاہئے؟	❦
30	صفت رحیم کے عموم و خصوص پر بحث	❦
30	صفت رحمن و رحیم میں سے کوئی صفت ابلیغ ہے؟	❦
31	سورہ براءت کے شروع میں بسم اللہ پڑھی جائے یا نہ؟	❦
32	چوری کی بکری پر بسم اللہ پڑھی جائے تو کیا وہ مالک کیلئے بھی حرام ہو جاتی ہے؟ اعلیٰ حضرت کا امام طحاوی سے علمی اختلاف	❦
33	اللہ تعالیٰ کو غائب کے صیغہ سے خطاب کرنا	❦
34	الف اشباعی کا مسئلہ	❦
35	امام ابو حنیفہ سے متعلق من گھڑت واقعہ نقل کرنے پر خطیب بغدادی اور امام طحاوی پر اعلیٰ حضرت کی گرفت	❦
36	مجتہد کون ہو سکتا ہے؟	❦
36	علم حقیقی کے مسئلہ پر اعلیٰ حضرت کا امام طحاوی سے اختلاف	❦
37	علم جفر کا بانی کون ہے؟	❦
37	علم جفر کا حصول کب ناجائز ہے؟	❦
38	محدث کامل بننے کیلئے کن کن مراحل سے گزرنا ضروری ہے	❦
39	امام اعظم کے والد ماجد کی حضرت علی کی خدمت میں حاضری	❦

40	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اجتہاد امام اعظم کے اجتہاد کے موافق ہوگا	✽
42	ایک غیر معروف کتاب سے امام اعظم سے متعلق غلط واقعہ نقل کرنے پر اعلیٰ حضرت کی گرفت	✽
42	ایک مسئلہ پر عربی عبارت کی تصحیح	✽
43	مسئلہ ختم نبوت پر امام طحاوی کی ایک لغزش پر گرفت	✽
43	حضرت ابو ہریرہ کے عدل پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق	✽
45	فقہ حنفی کا دوام	✽
45	مسواک کی مقدار	✽
46	اعضائے وضو کو تین بار سے زائد دھونا	✽
47	بوقت ضرورت اعضائے وضو کو تین بار سے کم دھونا	✽
47	مسنون تعداد کے اعتقاد کے ساتھ تین بار سے کم یا زیادہ دھونا	✽
48	ایک مسئلہ میں امام محمد کی ترجیح کی وضاحت	✽
49	تے ناقض وضو ہے؟	✽
50	حالات مجبہ میں ہونے سے وضو ٹٹنے کے مسئلہ پر امام مزملی سے اختلاف	✽
51	اعلیٰ حضرت کی وقت نظر	✽
51	کان سے پیپ نکلنے کے مسئلہ پر علمی اختلاف	✽
51	اعلیٰ حضرت کی وسعت مطالعہ، امام طحاوی سے ایک علمی اختلاف	✽
52	مسئلہ احتلام	✽
53	امام طحاوی سے وجوب غسل پر اختلاف	✽
54	نشد والے، بیہوش اور غنیمت سے بیدار ہونے والے کے احتلام کا مسئلہ	✽
54	پانی میں مخلوط پاک مائع کی اقسام	✽
56	غیر جاری کثیر پانی کی مساحت پر اعلیٰ حضرت کی تحقیق	✽
56	مستعمل پانی کے بارے میں تحقیق	✽

57	پاک کب ناپاک ہوتا ہے؟ اختلافِ ائمہ	❁
57	تیمم کی نیت کس وقت کی جائے	❁
58	”فا“ کی حیثیت پر امام طحاوی سے اختلاف	❁
59	در مختار میں تضاد کی وضاحت اور دوسرے کو تیمم کرانے کیلئے تین ضربوں کی توجیہ	❁
59	سنتِ موکدہ اور تیمم؟	❁
60	اسلام لانے کیلئے کیے گئے تیمم سے نماز پڑھنے کے مسئلہ پر اختلافِ ائمہ	❁
61	جبئی، حائض، بے وضو اور میت میں سے پانی کا مستحق کون ہے؟	❁
61	مباحِ پانی کی صورت میں جبئی اولیٰ ہے	❁
62	مٹی مستعمل نہیں ہوتی، اعلیٰ حضرت کی تحقیق	❁
62	جبئی حدیثِ اکبر کے ساتھ محدث ہوتا ہے	❁
63	قدرتِ غیر سے قادر کہلا سکتا ہے؟	❁
63	مدتِ حیض کا تعین ساعتِ فلکی سے ہوگا	❁
63	ساعتِ فلکی کی مقدار	❁
64	سات سال کے بچے کو نماز کا حکم دینا فرض ہے یا واجب؟	❁
64	ظہر کے وقت میں کراہت نہیں، امام طحاوی کے تضاد کی وضاحت	❁
65	اذان میں ترجیع نہیں	❁
65	”ملتقى الابحار“، کتنی اور کن کن کتب کے متون پر مشتمل ہے	❁
65	اذان و اقامت کے ساتھ تکرارِ جماعت کے مسئلہ پر امام طحاوی سے اختلاف	❁
66	مَلَمَر ”حی علی الفلاح“ کہے تو کھڑا ہونا چاہئے	❁
67	استقبالِ قبلہ کے ضمن میں اعلیٰ حضرت کی تحقیق	❁
68	جہرہ اور جہیں کا فرق	❁

69	قعدہ اخیرہ کی رکیت سے امام طحاوی کے انکار پر اعلیٰ حضرت کا علمی و استدلالی محاکمہ	✽
70	اتباعِ امام کا مسئلہ	✽
71	مقتدی کا فعلِ فعلِ امام سے مقارن ہونا ضروری نہیں البتہ تاخیر منع ہے	✽
71	کسی قدر قراءت کے بعد کوئی اقتداء کرے تو دوبارہ قراءت نہ کی جائے بلکہ اس سے آگے بلند آواز سے پڑھے	✽
72	امام کے نزدیک مفسد نماز کا مقتدی کو علم ہو اور امام کو علم نہ ہو تو مقتدی کی نماز کے جواز میں اختلاف	✽
72	اعلیٰ حضرت کا وسیع مطالعہ	✽
73	معذور کی اقتداء میں طاہر کی نماز کے مسئلہ پر اعلیٰ حضرت کی تفصیلی و جامع گفتگو اور امام طحاوی سے اختلاف	✽
75	ہکلا کی نماز کا مسئلہ	✽
76	”ولا الضالین“ کو ”ظا“ کے ساتھ پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے	✽
77	مسئلہ سدل پر امام طحاوی اور علامہ شامی سے اختلاف	✽
77	شافعی مسلک امام کی اقتداء میں دعائے قنوت کا مسئلہ	✽
78	امام رکوع کے بعد قنوت نازلہ پڑھے تو مقتدی کو کیا کرنا چاہئے	✽
78	اس مسئلہ میں امام زبیلی سے اختلاف	✽
79	قنوت نازلہ تمام جہری نمازوں میں نہیں بلکہ صرف صبح کی نماز میں ہے	✽
79	قنوت نازلہ کب پڑھی جائے؟	✽
80	اعلیٰ حضرت کی کتب فقہ پر گہری نظر	✽
80	قنوت کے ضمن میں اتباعِ امام کا مسئلہ	✽
80	نوافلِ مندورہ میں قیام کی حیثیت	✽
81	سواری کی حالت میں نماز باجماعت کا حکم	✽



81	قنوت اور تشہد میں اتباعِ امام کا مسئلہ	❁
82	تنہا فرض پڑھنے والے کیلئے تراویح باجماعت پڑھنے کے مسئلہ پر امام طحاوی کا صاحبِ درمختار پر اعتراض اور علامہ شامی کا جواب	❁
83	دُوروں کی جماعت فرضوں کی جماعت کے تابع ہے، علامہ شامی کا امام طحاوی کو جواب	❁
83	درِ عشاء کے تابع ہیں، اعلیٰ حضرت کا امام طحاوی کو جواب	❁
83	تنہا فرض پڑھنے والا اور بھی تنہا پڑھے	❁
84	ایک مسئلہ پر نحوی صحیح	❁
84	کتب فقہ کے ساتھ اعلیٰ حضرت کا گہر تعلق	❁
86	مسافت سفر کا مسئلہ	❁
86	اعلیٰ حضرت کا فقہی مطالعہ	❁
86	مسافر کیلئے قصر نماز کا مسئلہ	❁
87	اعلیٰ حضرت کا وسیع مطالعہ	❁
87	علتِ قصر کے ضمن میں ابنِ ہمام سے اختلاف	❁
88	نزولِ برکات باعتبار ترتیب صفوف	❁
88	بدھ کو شروع کیا جانے والا کام پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے	❁
89	یجوز کوئی کراہت کا متقاضی ہے؟ امام طحاوی سے اختلاف	❁
89	مسلم وغیر مسلم کا مخلوط اجتماع بلا ضرورت مکروہ ہے	❁
90	قرطبی سے نقل کردہ ایک روایت پر اعلیٰ حضرت کی جرح	❁
90	قبر کے پاس نماز پڑھنا کیسا ہے؟	❁
91	شاہد عدل حاکم کے پاس چاند کی شہادت دے تو سننے والے کیلئے روزہ رکھنا ضروری ہے	❁
91	ظاہر العدالۃ اور مستور العدالۃ کا فرق	❁

91	ایک آدمی کی دوسرے پر شہادت	❦
92	اعلیٰ حضرت کی وسعت علمی	❦
92	عید الفطر کے چاند کیلئے علی مطلع	❦
93	بلسلہ چاند حکمران کی عدم موجودگی میں علماء سے فیصلہ لیا جائے	❦
93	دو عادلوں کی خبر سے افطار کا حکم کیسا ہے؟	❦
94	حاکم خود چاند دیکھے تو طریقہ شہادت کیا ہے؟ امام طحاوی سے اختلاف اور قرین قیاس صورت کا بیان	❦
94	دو رساہل میں عید الفطر کے چاند کا مسئلہ اور مصر میں رونما ہونے والا واقعہ	❦
95	رمضان کا چاند دیکھنے والا خود روزہ رکھے	❦
96	ثبوت چاند کا طریقہ تمام مہینوں کے لئے ایک جیسا ہے	❦
96	کان میں پانی داخل ہونا مفسد صوم ہے یا نہیں؟	❦
97	اعلیٰ حضرت کی اسماء الرجال پر گہری نظر	❦
98	روضہ انور کی زیارت مستحب بلکہ طاقت ہو تو واجب ہے	❦
98	روضہ انور کی نیت سے سفر کرنا چاہئے	❦
98	زیارت روضہ رسول کے ضمن میں نجدیوں کا ابطال (حاشیہ)	❦
99	مسجد نبوی کی فضیلت	❦
99	نکاح بالا قرار کے انعقاد سے متعلق تین قول	❦
99	اعلیٰ حضرت ایک بے مثال فقیہ	❦
100	بالغلطی کے نکاح سے متعلق امام طحاوی کی عبارت میں تضاد اور اس کی وضاحت	❦
101	کراہت تحریمی اور تنزیہی دونوں کیلئے نبی کا صیغہ ضروری ہے	❦
102	قصاص وحدود کے علاوہ پنج قاضی کے حکم میں ہے	❦
103	وکیل بالنکاح خود نکاح پڑھائے ورنہ نکاح فضول ہوگا	❦

103	نکاح کر کے دینے والا باپ یا دادا ہو تو صرف خاوند کا ذکر کفایت کرتا ہے ورنہ ذکر مہر بھی لازمی ہے	❁
103	اعلیٰ حضرت کی بے مثال فقہیت	❁
104	باپ کا غیر کفو میں نکاح کر کے دینا کیسا ہے؟	❁
104	باپ اور دادا کے علاوہ کسی دوسرے شخص کا غیر کفو میں یا غبنِ فاحش کے ساتھ نکاح کر کے دینا	❁
104	نکاح فاسد کی تعریف	❁
105	نکاح فاسد سے ثبوتِ نسب	❁
105	کافر کا مسلمان عورت سے نکاح باطل ہے	❁
105	امام طحاوی کے کلام میں تضاد	❁
105	شعر کے آخری لفظ کو وقف کے ساتھ پڑھنے اور اس پر تعلیل پیش کرنے کے سلسلہ میں امام طحاوی سے اختلاف	❁
106	عورت خاوند کو جماع سے کب روک سکتی ہے؟	❁
106	بسبب عدم ادا نیکی مہر عورت کو جماع سے روکنے کا حق ہے	❁
107	شریعت میں عرف کا اعتبار	❁
109	آنحضرت ﷺ کے والدین کریمین مسلمان تھے	❁
109	ابوطالب کے عذاب میں تخفیف کی وجہ تکریمِ رسول تھی نہ کہ اعمال	❁
110	والدین کریمین کے ایمان سے متعلق ایک واقعہ	❁
110	محرم سے نکاح اور وراثت کا مسئلہ	❁
111	مدتِ ایلاء (چار ماہ) سے زیادہ انقطاعِ جماع نہیں ہونا چاہئے	❁
111	مدتِ ایلاء کے ضمن میں امام طحاوی کی تشکیک کا ازالہ	❁
112	عورت کی نافرمانی کا ڈر ہو تو تنبیہ کی صورتیں اور ان پر بحث	❁
113	خاوند کی اطاعت کن امور میں واجب ہے	❁

113	عورت خاوند کے بلانے پر حاضر نہ ہو تو سزا دینے کا مسئلہ	✽
114	طلاق کو طلاق نامہ سے مشروط کرنا	✽
115	جھوٹی طلاق کا اقرار	✽
115	طلاق سے متعلق الفاظ کنایہ کے ضمن میں امام طحاوی کی تصحیح	✽
115	الفاظ کنایہ سے متعلق تحقیق و اختلاف	✽
116	”اظفری بمرادک“ میں دو احتمال ہیں، امام طحاوی سے اختلاف	✽
117	طلاق کو محال بات سے معلق کرنا	✽
117	عدم طلاق کو امر محال سے معلق کرنا	✽
118	اجنبی عورت کی طلاق کو معلق کرنا	✽
118	عرف کا اعتبار	✽
119	طلاق مریض کے ضمن میں علامہ شامی کا صاحب درمختار سے اختلاف	✽
119	بیوی کو ماں کی مثل کہنے سے وقوع طلاق کے مسئلہ پر اعلیٰ حضرت کا اختلاف	✽
120	کوئی چیز مباح کی جائے تو مالک کی ملک زائل ہو جائے گی	✽
120	کفارہ کے ضمن میں اباحت سے تملیک مراد لینا	✽
122	”الشکاز“ کیا ہے؟	✽
122	عنین کا مفہوم	✽
123	عنین کو مہلت دینا	✽
123	غیر قاضی کی تاجیل کا حکم	✽
123	باکرہ اور ثقیہ کی پہچان	✽
124	خاوند میں عیب کی صورت میں عورت کو اختیار رد	✽
124	بچے کی تربیت	✽
126	کتنے سال کا بچہ عاقل کہلاتا ہے	✽
126	حضرت علی کتنے سال کی عمر میں اسلام لائے؟	✽

126	پروش کرنے والی عورت اپنی ربیبہ کے غیر محرم سے نکاح کرے تو حقِ حضانت کا کیا حکم ہے؟	❁
127	بچی کی حضانت کب تک ہے؟ تفصیلی بحث	❁
128	فقاہتِ اعلیٰ حضرت	❁
128	غیر اللہ کی قسم کھانا	❁
128	یسین لغو کے بارے میں اختلافِ ائمہ	❁
129	”و سلطان اللہ“ کے الفاظ قسم ہیں یا نہیں؟	❁
130	وجوبِ حد کیلئے حرمتِ زنا کا علم ضروری ہے یا نہیں؟	❁
130	گواہانِ زنا سے قاضی کیا سوال کرے؟	❁
131	”کیف ہو“ کے سوال پر اعلیٰ حضرت کا اختلاف	❁
131	جنتیوں کے در نہیں ہوں گے	❁
131	جنتی عورتوں کی شرمگاہیں بھی نہ ہوں گی، اعلیٰ حضرت کا قیاس	❁
131	عورت پر جہاد فرض نہیں	❁
132	عورت پر کن کن امور میں خاوند کی اطاعت واجب ہے	❁
132	دارِ حرب کے قیدیوں کی خریداری میں کیا ترتیب ہے؟	❁
133	کفار سے استعانت	❁
133	اعلیٰ حضرت ایک عظیم فقیہ	❁
134	انبیاء و قرآن کی توہین کفر ہے، اس میں نیت کا اعتبار نہیں	❁
134	انبیاء کرام معصوم ہیں	❁
134	عصمتِ انبیاء کا انکار کفر ہے	❁
135	نبی اکرم ﷺ کا باعثِ تخلیقِ آدم ہیں	❁
135	شخص معین کی بعثت سے انکار کفر ہے یا نہیں؟	❁
135	مسئلہ شراکت	❁

136	فقہی مسائل پر اعلیٰ حضرت کی گہری نظر	✽
136	تعلیق وقف اور وقف مریض	✽
136	بانی کے ورثہ نمازیوں کو مسجد کی توسیع سے روکنے کا حق نہیں رکھتے بشرطیکہ راستہ میں گنجائش ہو اور مسجد کی توسیع کی ضرورت ہو	✽
137	غیر آباد مسجد کا سامان دوسری مساجد میں صرف کرنا	✽
137	متولی کا کسی کو وصی یا متولی بنانا	✽
137	وقف میں ذمہ دار شخص دوسرے کیلئے فارغ ہو سکتا ہے یا نہیں؟	✽
138	وقف کی نگرانی کا مسئلہ	✽
138	سلطان کا بیت المال سے زمین کا وقف کرنا	✽
139	وقف سلطان کی خریداری	✽
140	حموی کی عبارت پر نحوی بحث	✽
141	مجبور آدمی کی خرید و فروخت	✽
141	ادائیگی قرض میں دراہم و دنانیر کی یکسانیت کا مسئلہ	✽
142	غصب شدہ کھانے کا خریدنا	✽
142	غاصب مغصوب کا مالک ہے یا نہیں؟	✽
143	قرض خواہ کا مقروض کے دراہم پر قابو پانا	✽
143	بیع سلم کی تعریف و شرائط	✽
144	صحت استصناع کا مدار کیا ہے؟	✽
144	بیع وفا کی تعریف	✽
145	ایک مسئلہ پر اعلیٰ حضرت کا علمی اختلاف	✽
145	عطیہ اور رشوت	✽
145	معروف مشروط کی طرح ہے	✽
145	جس کا کام کرنا اخلاقی فرض ہے، اس پر کچھ لینا جائز نہیں	✽

146	مصافحت کی تعریف اور حکم	✽
146	ہدیہ کی صورتیں	✽
147	حیلہٴ استیجار	✽
148	غیر انبیاء پر خلیفہ اللہ کا اطلاق کیسا ہے؟	✽
148	عادل اور جائر کا مفہوم	✽
149	صحابہ کرام کا ادب و احترام لازمی ہے	✽
149	اپنے مسلک کے خلاف اجتہاد کا مسئلہ	✽
149	فرع اصل کا عدل ثابت کر سکتا ہے یا نہیں؟	✽
150	دعویٰ زمین میں حد بندی کی شرط	✽
150	مالک کی اجازت کے بغیر مضارب کا عمل غصب شمار ہوگا	✽
151	اجارہ فاسدہ میں مضارب کا نفع میں حصہ نہیں	✽
151	بعض الفاظ جن سے عاریت ثابت ہوتی ہے، سلطان کی طرف سے ہبہ کے معنی میں ہیں	✽
152	ہبہ میں شرطِ اختیار کا مسئلہ	✽
154	کسی کو اپنے مال میں کھانے یا لین دین کا اختیار دینا	✽
154	مشترک چیز کا ہبہ	✽
154	مشترک مال سے قرض دینا	✽
155	مواہب لہٰذا نہ مشترک چیز کا مالک ہے نہ تصرف کا اختیار رکھتا ہے	✽
155	اولاد کو عطیہ دینے میں تفاوت برتنا	✽
156	کیا تملیک ہبہ کا غیر ہے؟	✽
157	امام طحاوی سے اختلاف	✽
157	اقسام تملیک	✽
160	تملیکِ فاسد	✽

160	خطوط سے متعلق مسئلہ
161	اجارہ فاسدہ میں اجرِ مثل کا وجوب
162	اعلیٰ حضرت کی وسعتِ معلومات
162	عقدِ موالات کی تعریف اور مسائل
162	عقدِ موالات کیلئے ارث اور دیت کی شرط
164	مجبور کا بہہ
164	مجبور کا اقرار
165	صحتِ اسلام کیلئے شرط
165	غلط کاموں میں مال صرف کرنا فسق ہے
165	آتش بازی اور پتنگ بازی وغیرہ ممنوع ہیں
165	غصب شدہ دراہم کا واپس کرنا
166	بچے سے درہم لے کر خرچ کرنا اور پھر واپس کر دینا
166	مالِ مغصوب یا مالِ ودیعت سے حاصل شدہ نفع کا صدقہ کرنا
167	بعض صورتوں میں حکمِ نفع حکمِ اصل کے خلاف ہوتا ہے
167	غصب شدہ رقم سے کچھ خرید کر کھانا
168	مغصوبہ کپڑے سے خریدی گئی لونڈی سے جماع کرنا
169	معین و نقد دراہم غصب کے ساتھ خریدی گئی چیز کا استعمال
169	مغصوبہ کا غنڈ پر کچھ لکھنے سے مالک کی ملک منقطع ہو جاتی ہے
169	مغصوبہ بکری کو بھوننا یا پکانا
170	مغصوبہ چیز کے بدلنے پر اس سے انتفاع کا مسئلہ
170	اعلیٰ حضرت کی تقبی بصیرت
170	ضمانتِ غصب کی چند مثالیں
171	غیر کی زمین میں مکان تعمیر کرنا یا درخت لگانا



172	جہاد کے علاوہ کسی کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونا ناجائز ہے	❦
172	مذکورہ بالا مسئلہ میں علامہ طحاوی کی دو، علامہ شامی کی تین اور اعلیٰ حضرت کی پانچ توجیہات	❦
173	مغصوبہ مال کی اجرت کے مسئلہ میں امام طحاوی سے اختلاف	❦
174	اہل ہوا اور بدعتی کی تکفیر	❦
174	کلام فقہاء کے خلاف غیر فقہاء کا کلام معتبر نہیں	❦
175	مذبحہ جانور کے پیٹ سے نکلنے والا ناتمام بچہ نہ کھایا جائے	❦
175	شرم گاہ، کپورے اور مشانہ مکروہ ہیں	❦
175	پتہ مکروہ ہے	❦
175	خون کا مسئلہ	❦
176	اعلیٰ حضرت کی وسعت مطالعہ	❦
176	شراب پی جانے والے جانور کو اسی وقت ذبح کیا جائے تو اس کے گوشت کا حکم	❦
176	کیا عورت محبت شوہر کے حصول کیلئے تعویذ کر سکتی ہے؟	❦
177	تعویذ کا جواز	❦
177	نماز کے بعد مصافحہ مستحب ہے	❦
178	بازار میں بکنے والی چیز کے مغصوبہ ہونے کا گمان ہو تو نہ خریدی جائے	❦
178	مغصوبہ چیز کے مسائل	❦
179	شراب کے ارادے سے انگور نچوڑنا منع ہے	❦
180	گانے بجانے والوں کو کچھ دینا حرام ہے	❦
180	پرندوں کو خرید کر آزاد کرنا	❦
181	قرض خواہ قرض دار کا مال بلا اجازت رہن رکھ سکتا ہے	❦
181	راہن کا مرہون کو فروخت کرنا	❦

182	مرہون کے زوائد سے مرہن کا نفع حاصل کرنا	❦
183	آنکھوں کی دیت	❦
183	بیٹے کا حصہ کسی دوسرے کیلئے وصیت کرنا	❦
183	وصی کی تقرری اور اختیار کا مسئلہ	❦
184	وصی میت کا نائب ہے	❦
184	محافظ اوقاف فقراء کا وکیل ہے	❦
184	وصی یتیم کے مال سے کسی کو قرض نہیں دے سکتا	❦
185	وصی کا کسی کو وصی مقرر کرنا	❦
185	قاضی اپنے مقرر کردہ متولی کو معزول نہیں کر سکتا	❦
185	واقف اپنے مقرر کردہ متولی کو معزول نہیں کر سکتا	❦
186	ادائیگی قرض سے پہلے ترکہ میں ورثا کا تصرف کیسا ہے؟	❦
186	عصبات نہ ہونے کی صورت میں بقیہ ترکہ اصحاب فروض کی طرف لوٹے گا البتہ بیوی یا خاوند کو نہیں ملے گا	❦
186	ثبوت بالروایت ثبوت بالدرایت سے اولیٰ ہے	❦



## امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

علم و فضل کے یز تاباں اور آفتاب درخشاں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کا شمار ان تابغہ روزگار شخصیات میں ہوتا ہے جن پر خود زندگی ناز کرتی ہے۔ آپ ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ/۱۳ جون ۱۸۵۶ء میں بریلی شریف (بھارت) کے ایک علمی و روحانی خانوادے میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۷ء) اپنے وقت کے جید عالم دین تھے۔

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے چار سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ ختم کیا اور تیرہ برس کی عمر میں صرف، نحو، ادب، حدیث، تفسیر، کلام، فقہ، اصول، معانی و بیان، تاریخ، جغرافیہ، ریاضی، منطق، فلسفہ اور ہیئت وغیرہ تمام علومِ دینیہ و عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل کر کے ۱۳ شعبان ۱۲۸۶ھ کو سند فراغت حاصل کی اور اسی روز مسئلہٴ رضاءت پر پہلا فتویٰ تحریر فرمایا۔ آپ کو مذکورہ بالا علوم کے علاوہ تاریخ، لغت، ارشادِ طبعی، جبر و مقابلہ، حساب، ستینی، لوگاریتھمات، توقیت، اکر، زیجات، مثلث گروی، مثلث سطح، ہیئت جدیدہ، جفر، علم الفرائض، عروض و قوافی، نجوم، نظم و نثر فارسی، نظم و نثر ہندی، خط نسخ، خط نستعلیق وغیرہ فنون میں کمال حاصل تھا۔ درس و تدریس، فتاویٰ نویسی، تصنیف و تالیف، احیائے اسلام، رو بدعات و منکرات اور تجدیدِ عشق رسالتِ مآب جیسی اہم مصروفیات سے بھرپور زندگی کے تقریباً اڑھائی سال گزارنے کے بعد آپ نے ۲۵ صفر المظفر ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء کو اس دایرہ فانی سے کوچ کر کے ابدی زندگی حاصل کی۔



## علامہ سید احمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

فقہ حنفی کے مفتی شہیرہ علامہ سید احمد بن محمد بن اسماعیل دو قاطی طحطاوی سید محمد تقادی رومی کی اولاد سے تھے۔ آپ کے والد ماجد اسیوط (مصر) کے قریب مقام ”طحطا“ میں سکونت پذیر تھے اور وہیں علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی۔  
تحصیل علم سے فراغت کے بعد آپ قاہرہ تشریف لے گئے اور مفتی حنفیہ مقرر ہوئے۔  
علم فقہ کے حصول کیلئے آپ نے شیخ وقت شیخ محمد حریری قدس سرہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔

علامہ طحطاوی علم و فضل میں یکتائے روزگار شخصیت کے مالک تھے۔ چار ضخیم جلدوں پر مشتمل درمختار پر حاشیہ، نور الایضاح کی شرح مرقا الفلاح پر حاشیہ اور موزوں پر مسح کے بارے میں رسالہ آپ کے رشحاتِ قلم سے ہیں۔ تحقیق و تدقیق سے مزین یہ تصانیف شہرت تامہ رکھتی ہیں اور آپ کی فقہی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ مشہور حنفی فقیہ علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ نے رد المحتار کی تصنیف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حواشی سے استفادہ کیا۔

۱۵ ربیع المرجب ۱۲۳۱ھ کو آپ کا وصال ہوا۔<sup>۱</sup>



۱۔ عمر رضا کمال۔ معجم المؤلفین ۸۱/۲  
ابن عابدین شامی قدس سرہ  
حدائق الحنفیہ صفحہ ۴۶۸

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

### 1- طحطاوی عسید

امام سید احمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ کی تشریح میں لفظ ”اسم“ کی اصل میں اختلاف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یا تو یہ سَمُو سے مشتق ہے یا وِسْم سے۔ اول الذکر بصریوں کا مذہب ہے اور دوسرے قول کے قائل کوئی ہیں۔

### اعلیٰ حضرت عسید

کوفیوں کے نزدیک اسم کا وِسْم سے مشتق ہونا باب القلب سے ہے جیسے اَدْر اصل میں اَدُوڑ تھا، واو کو مقدم کر کے ہمزہ سے بدل دیا گیا اور اَنْبِق دراصل اِنْبِق تھا۔

### 2- طحطاوی عسید

”بسم اللہ“ میں ”ب“ کے ظرف کا ذکر کرتے ہوئے امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جمہور شارحین اور عام مفسرین کے نزدیک حرف جار کا متعلق اَقْرأ ہے جو بسم اللہ کے بعد مقدر ہے اور یہاں پانچ امور ہیں: متعلق فعل ہو، فعل مضارع ہو، خاص فعل ہو، محذوف ہو اور مؤخر ہو۔ فعل خاص کے متعلق ہونے پر بطور دلیل علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شروع کئے جانے والے کام کی مناسبت سے فعل کا مقدر ہونا اولیٰ ہے۔

### اعلیٰ حضرت عسید

جب شروع کئے جانے والے کام پر کوئی قرینہ موجود ہو تو پھر فعل خاص کی تقدیر میں کوئی حرج نہیں۔<sup>۱</sup>

### 3- طحطاوی عسید

اللہ تعالیٰ کی صفت رحمن اور رحیم کی بحث میں علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رحمن کا

1- مثلاً کھانا سامنے ہو تو اُکُلُ مقدر ہوگا۔ قلم، دوات اور کاغذ کا ہونا کتابت پر قرینہ ہے لہذا اُکْتُبُ فعل مقدر کیا

جاسکتا ہے و علیٰ ہذا القیاس۔ ۱۲ ہزاروی

لفظ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے۔ غیر خدا پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا البتہ معنوی اعتبار سے یہ عام ہے کہ مومن اور غیر مومن سب سے متعلق ہو سکتا ہے لیکن ”رحیم“ لفظ عام ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ مخلوق پر بھی اس کا اطلاق ہو سکتا ہے لیکن معنوی اعتبار سے صرف مومنین کے ساتھ اور وہ بھی آخرت میں، خاص ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

صفت ”رحیم“ کا مومن کے ساتھ آخرت میں خاص ہونا اس وقت ہے جب کہ اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر کیا جائے یعنی اللہ تعالیٰ کی صفت ہو۔

### 4- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

دونوں صفتوں میں سے کوئی ابلغ ہے؟ اس اختلاف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض کے نزدیک ”رحمن“ ابلغ ہے اور یہی قول زبیری کا مختار ہے اور بعض کے نزدیک ”رحیم“ ابلغ ہے۔

قول ثانی کی ترجیح پر بطور دلیل امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی: رحیم الدنیا ورحمن الآخرۃ۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

حدیث پاک کے الفاظ میں رحمن اور رحیم دونوں کو دنیا و آخرت سے متعلق بیان کیا گیا چنانچہ فرمایا گیا:

رحمن الدنیا و الآخرۃ ورحیمہما۔

لہذا صفت رحیم کو دنیا اور آخرت سے متعلق بیان کرنا الفاظ حدیث میں تبدیلی ہے اور یہ تفنن کی قسم سے ہے ورنہ حدیث پاک کے الفاظ دونوں مذاہب کا رد کرتے ہیں، ان کا بھی جو رحمن کو خاص مانتے ہیں اور ان کا بھی جو رحیم کو خاص مانتے ہیں لہذا بہتر وہی ہے جسے بعد میں علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے خود بیان کیا:

۱- جیسے آنحضرت ﷺ کیلئے بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ فرمایا گیا۔ ۱۲ ہزاروی

وقیل الاظهران جهة المبالغة فيها مختلفة فمبالغة فعلان من حيث الاستيلاء والغلبة و مبالغة فاعيل من حيث التكرار۔

### 5- طحاوی رحمہ اللہ

بسم اللہ پڑھنے کے احکامات و مقامات کا ذکر کرتے ہوئے امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض جگہ بسم اللہ پڑھنا مکروہ ہے اور انہی مقامات میں سے ایک سورہ براءت سے ابتداء قراءت ہے لیکن بعض مشائخ نے یہ قید لگائی ہے کہ جب سورہ براءت کو سورہ انفال سے ملا کر پڑھے تو مکروہ ہے ورنہ سورہ براءت سے ابتداء ہو تو سنت ہے۔ اس کے بعد ان مقامات کا ذکر کیا ہے جہاں بسم اللہ پڑھنا مباح ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

میں کہتا ہوں کہ یہی بات اس حدیث پاک سے ثابت ہے جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سورہ براءت کے شروع میں بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ بیان فرمائی۔<sup>۱</sup>

### 6- طحاوی رحمہ اللہ

بسم اللہ پڑھنا حرام ہے جس طرح حرام کام کے آغاز کے وقت، بلکہ بعض اوقات قائل کافر ہو جاتا ہے۔

۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ سورہ انفال اور سورہ براءت کے درمیان "بسم اللہ الرحمن الرحیم" نہ لکھنے کی وجہ کیا ہے؟  
آپ نے فرمایا:

جب کوئی آیت نازل ہوتی تو آنحضرت ﷺ کا تہنّی دہی کو بلا کر حکم فرماتے کہ اس آیت کو فلاں سورت میں درج کر دو۔ سورہ انفال مدینہ طیبہ میں نازل ہونے والی ابتدائی سورتوں میں سے ہے جبکہ سورہ براءت آخر قرآن سے ہے، ان دونوں کے بیان کی مشابہت کی وجہ سے میں نے ان کو ایک شمار کیا، بعد ازاں آنحضرت ﷺ کو صال فرما گئے اور آپ ﷺ نے ان دونوں سورتوں کے ایک ہونے کے بارے میں کچھ نہیں فرمایا پس میں نے ان دونوں کو بسم اللہ لکھے بغیر ملا دیا۔ (ملخصاً) (جامع ترمذی: ابواب التفسیر 2/ 139) - ۱۲ ہزاروی

خلاصہ میں ہے:

ان قال بسم الله عدد شرب الخمر او عند اكل الحرام او عند الزنا  
يكفر۔

”اگر شراب پیتے، حرام کھاتے یا زنا کا ارتکاب کرتے وقت بسم اللہ پڑھی تو  
کافر ہو جائے گا۔“

کیونکہ یہ قطعی حرام کو حلال سمجھنا ہے اور بسم اللہ وہاں لائی جاتی ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی  
رضا اور اذن ہو کیونکہ اس کے نام سے برکت یا امداد کا حصول اس کی رضا کے بغیر ممکن نہیں  
چنانچہ اگر کوئی شخص ایک بکری چوری کر کے اس پر بسم اللہ پڑھ کر دم کرے، پھر وہ مالک کو مل  
جائے تو کیا وہ اسے کھائے؟ اصح بات یہ ہے کہ وہ نہ کھائے کیونکہ اس چور نے حرام قطعی پر  
بسم اللہ پڑھ کر کفر کا ارتکاب کیا ہے، اس لئے کہ نہ تو وہ اس بکری کا مالک ہے اور نہ ہی اسے  
مالک کی اجازت حاصل ہے۔

### اعلیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

اعلیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے علامہ طحاوی رحمہ اللہ کے ساتھ مسئلہ مذکورہ میں اختلاف کرتے  
ہوئے اسے خلافِ معتمد علیہ قرار دیا ہے اور فتاویٰ شامی کے حوالہ سے بتایا کہ یہ صحیح نہیں اور یہ بھی  
بتایا کہ فتاویٰ رضویہ میں خود آپ رحمہ اللہ نے اس مسئلہ کو ذباحہ کی بحث میں بیان فرمایا ہے۔  
فتاویٰ شامی میں ہے:

وفيه نظر لان المعتمد خلافة بدليل قولهم بصحة التضحية بشاة  
الغصب و اختلافهم بشاة الوديعة و لهذا قال السانحاني اقول هذا  
ينافي ماتقدم في الغصب و في الاضحية فلا يعول عليه۔<sup>۲</sup>  
خود علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے کتاب الاضحية میں کمایصہ لوضعی بشاة الغصب کی  
تشریح میں لکھا ہے:

يستخدم منه حل الذبيحة بالضمان و عدم الكفر بالتسمية على



الحرام القطعی بل لا یکفر الا بالاستحلال۔<sup>۱</sup>  
 پھر حاشیہ طحاوی علی مراقی الفلاح میں ہے:  
 وینبغی ان توکل هذه الشاة۔<sup>۲</sup>

### 7- طحاوی رحمہ اللہ

در مختار کے مصنف حضرت علامہ علاء الدین ہسکفی رحمہ اللہ نے کتاب کے خطبہ میں اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا:  
 یا من شریحت۔

”اے وہ ذات جس نے ہمارے سینوں کو کھول دیا۔“  
 اس پر علامہ طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”یا من“ کا مطلب ہے ”اے وہ ذات جسے پکارا گیا“ اور یہ اندازِ مخاطب تعظیمِ خداوندی کے پیش نظر ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو اس طرح مخاطب کرنا مکروہ خیال کیا ہے لیکن حق یہ ہے کہ یہ صحیح ہے کیونکہ بہت سی احادیث میں اس طرح مذکور ہے۔ ایک حدیث میں ہے:  
 یا من ستر القبیح و اظهر الجمیل۔  
 ”اے وہ ذات جس نے برائی کو چھپایا اور اچھائی کو ظاہر کیا۔“  
 دوسری حدیث میں فرمایا:

یا من وعد فوفا و اوعد فغفا۔  
 ”اے وہ ذات جس نے وعدہ کیا پس پورا کیا اور ڈرایا پھر معاف کیا۔“

### 8- طحاوی رحمہ اللہ

علامہ علاء الدین ہسکفی رحمہ اللہ نے در مختار کے خطبہ میں فرمایا کہ اس کتاب کو دیکھنے

1- حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار 167/4

2- حاشیہ الطحاوی علی مراقی الفلاح 3/1

والے سے مجھے امید ہے کہ وہ اسے رضا مندی اور غور و فکر کی نگاہ سے دیکھے اور اگر کہیں نقص پائے تو اصلاح کے ساتھ اس کی تلافی کرے۔ چنانچہ الفاظ یہ ہیں:

ومامولی من الناظر فیہ ان ینظر بعین الرضا و الاستبصار و ان یتلافی تلافیہ بقدر الامکان او یصفح الخ

لفظ تلافیہ پر بحث کرتے ہوئے امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ تلفہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ الف اشباعی ہو اور یہ بعض لوگوں کی لغت ہے جس طرح بقیہ میں کہا گیا ہے اگرچہ زیلعی نے اس کو (قواعد کی رد سے) بعید قرار دیا ہے اور شعر کے ساتھ مخصوص گردانا ہے۔

### اعلیٰ حضرت عسلیہ

بطور استشہاد امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ الف اشباعی کے ساتھ "تلفہ" کو پڑھنا اسی طرح ہے جس طرح بعض لوگوں کی لغت میں حروف مدہ کی جگہ صرف حرکات کی ادائیگی پر اکتفاء کیا جاتا ہے اور یہ بھی بقیہ میں مذکور ہے۔ پس پہلا گروہ اعوذ کو اعوذ (حرف مدہ کے ساتھ) پڑھتے ہیں اور دوسرے حرف مدہ کے بغیر صرف حرکت کے ساتھ اعوذ پڑھتے ہیں۔

### 9- طحاوی رحمہ اللہ

امام طحاوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں "تاریخ بغداد" کے حوالے سے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے طلب فقہ کے بارے میں ایک حکایت نقل کی ہے جو بقول خطیب بغدادی امام یوسف رحمہ اللہ نے روایت کی جس میں امام صاحب قدس سرہ نے اپنے بچپن کا واقعہ ذکر فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ طلب علم کے سلسلہ میں استخارہ کرتے ہیں تو کہا جاتا ہے: قرآن سیکھو! (آپ فرماتے ہیں: میں پوچھتا ہوں اس کا انجام کیا ہوگا تو جواب ملتا ہے کہ جب تم قرآن حفظ کر کے ایک جگہ بیٹھ جاؤ گے، بچے پڑھنے آئیں گے پھر ان میں سے کوئی تم سے زیادہ لائق ہو جائے گا یا برابر ہوگا تو آپ کی سرداری ختم ہو جائے

1- دُرِّ مختار شرح تنویر الابصار صفحہ 7

2- الف اشباعی کلمی زیر (الف مقصورہ) کو کہتے ہیں۔ ۱۲ ہزاروی

گی، اسی طرح علم حدیث کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جب آپ حدیث پڑھیں گے پھر طلباء آپ کے پاس آئیں گے تو کچھ ہی عرصہ بعد آپ غلط بیانی سے محفوظ نہ رہ سکیں گے تو جھوٹ سے متہم ہوں گے تو میں نے کہا اس کی بھی حاجت نہیں، پھر میں نے کہا اگر میں نحو پڑھوں، انجام کار کیا ہوگا؟ جواب دیا گیا: تو مدرس بن جائے گا اور پھر تیری آمدنی دو تین دینار سے زیادہ نہیں ہوگی، میں نے کہا اس کا نتیجہ بھی اچھا نہیں۔ پھر میں نے کہا اگر میں شعر کہوں اور مجھ سے بڑھ کر کوئی شاعر نہ ہو؟ جوابا کہا گیا کہ یا تو تو کسی کی مدح کرے گا یا جہو۔ دونوں صورتوں میں کسی نہ کسی لحاظ سے نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اسی طرح علم کلام کے بارے میں سوال کیا گیا تو جواب ملا کہ اس کا انجام بھی اچھا نہیں کیونکہ تجھے (معاذ اللہ) زندیق کہا جانے لگے گا۔ آخری سوال فقہ کے بارے میں کیا تو جواب ملا کہ جب تو فقیہ بن جائے تو لوگ تجھ سے مسائل پوچھیں گے، ٹوٹلی دے گا اور تجھے عہدہ قضا کیلئے دعوت دی جائے گی تو میں نے کہا کہ اس سے بڑھ کر کوئی علم نفع بخش نہیں پس میں نے علم فقہ حاصل کیا۔

### اعلیٰ حضرت عسکریہ

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس من گھڑت واقعہ پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے اولاً سب کیلئے مع امام طحاوی کے بخشش مانگتے ہیں اور پھر فرماتے ہیں کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں امام اعظم قدس سرہ کے مناقب اور خرابیوں کو جمع کیا، تعریف کرنے والوں اور طعن کرنے والوں کے کلام کو شامل کتاب کیا، پھر خطیب بغدادی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس نے اپنی تاریخ میں برائیاں کرنے والوں کے جاہلانہ خیالات کو جمع کیا اور اس کا جواب انہیں ”السهم المصیب فی کبد الخطیب“ نامی کتاب کے ذریعے دے دیا گیا اور یہ حکایت بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے اور تعجب کی بات ہے کہ کس طرح اس حکایت کو گھڑنے والے جموئے شخص نے اسے اس انداز سے بیان کیا کہ وہ بصورتِ ذم نہ ہو اور اسی سے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی مغالطہ پیدا ہوا اور انہوں نے اسے

1- السهم المصیب فی کبد الخطیب یا فی رد الخطیب از عیسیٰ بن ابی بکر ایوبی حنفی متوفی

۶۲۳ھ۔ (کشف الظنون عن اسامی الکتاب والفنون ۲/۱۰۱۰) ۱۲ جزاوی

”مناقب“ میں ذکر کیا اور پھر اس سید (امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ) نے (اللہ اس کی بخشش کرے) اس کی اتباع کی۔

اس واقعہ کے خود ساختہ ہونے کی طرف امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اشارہ فرماتے ہیں کہ ہر عقلمند اس واقعہ کی کمزوری کی گواہی دے گا اور یہ عوام الناس میں سے کسی کا قول ہو سکتا ہے، علماء اسلام میں سے کسی کا قول نہیں کیونکہ وہ خیر القرون کا دور تھا اور لوگ اس قدر بوگس نہیں تھے کہ قرآن و حدیث کو ترک کر دیں اور ان کی طلب سے لوگوں کو منع کریں اور پھر اس کے بطلان پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ان دنوں فقہ کسی شخص کے فروعات کے طور پر معروف نہ تھی بلکہ وہ اجتہاد کا دوسرا نام تھا اور (حقیقت یہ ہے کہ) قرآن و حدیث کے احکام اور اجماع کا احاطہ کئے بغیر اجتہاد ناممکن ہے اور ان کا ادراک عربی میں مہارت تامہ کے بعد ہی ہو سکتا ہے پس اللہ تعالیٰ اس مفتری کا بھلا نہ کرے، اس نے اس من گھڑت واقعہ کے ذریعے (لوگوں کو) یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نہ تو قرآن کا علم رکھتے تھے اور نہ حدیث کا بلکہ آپ صرف عربی دان تھے، اس لئے آپ نے شریعت کو اپنی مرضی کے تابع کر کے جو چاہا حلال کر دیا اور جو چاہا حرام کر دیا اور یہ بات کوئی بے حیا و بے دین ہی کہہ سکتا ہے ولا حول ولا قوة الا باللہ العلیٰ العظیم۔

### 10- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر کوئی شخص غلط نیت سے بھی علم حاصل کرے تو علم کی برکت سے نیت صحیح ہو جاتی ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ علم حقیقی وہی ہے جو ماسوی اللہ سے تعلق قطع کر کے اللہ تعالیٰ سے رشتہ جوڑ دے اور وہ خلوص نیت ہی سے حاصل ہو سکتا ہے، غیر مخلص کا علم حقیقی نہیں۔

### 11- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

بعض لوگوں کی اس بات کا رد کرتے ہوئے کہ علم جفر کے بانی امیر المؤمنین حضرت

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں، امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں اور علم نجوم اس وقت حرام ہے جب اس کو حاصل کرنے والا اللہ تعالیٰ کی قضا پر ایمان نہ رکھتا ہو یا اپنی طرف سے علم غیب (کے حصول) کا دعویٰ کرے، ایسی صورت میں وہ شخص کافر ہو جائے گا۔<sup>۱</sup>

### اعلیٰ حضرت عسکریہ

علم جفر کی ابتدا کی نسبت حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی طرف کرنا جھوٹ ہے البتہ اس علم کے بانی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ہیں جیسا کہ علامہ زرقاتی نے شرح مواہب اللدنیہ میں ذکر فرمایا ہے۔ سبُو شخص علم جفر سے واقفیت رکھتا ہے اسے معلوم ہے کہ اس میں عدم جواز کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ کوئی شخص خیر و شر کو (حقیقۃً) غیر اللہ کی طرف سے جانتا ہو یا ذاتی طور پر علم غیب کا دعویٰ کرے اور اس سے نفس علم (کے حصول) میں ضرر ثابت نہیں ہوتا۔

### 12- طحاوی رحمہ اللہ

صاحب در مختار فرماتے ہیں:

ثم نقل في مسئلة الرباعيات و محطها ان الفقه هو ثمره الحديث  
وليس ثواب الفقيه اقل من ثواب المحدث-

علامہ طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”نقل“ علامہ شیخ زین الدین بن ابراہیم المعروف ابن نجیم مصری حنفی (متوفی ۷۹۰ھ) ہیں اور انہوں نے الاشباہ والنظائر میں عبارت مذکورہ بالا تحریر فرمائی۔

### اعلیٰ حضرت عسکریہ

اعلیٰ حضرت عسکریہ نے ”الاشباہ و النظائر“ سے مسئلہ رباعیات اجمالاً نقل فرمایا

1- علامہ شامی رحمہ اللہ نے بھی علم نجوم کی حرمت کے بارے میں یہی نقل فرمایا ہے۔

(رد المحتار المعروف بہ فتاویٰ شامی ۱/ 30) - ۱۲ ہزاروی

2- علاوہ انہیں اردو دائرۃ معارف اسلامیہ جلد ۷ صفحہ ۲۷، مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور میں بھی آپ رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کا ذکر ہے۔ ۱۲ ہزاروی

جس کا مفہوم تفصیلاً درج ذیل ہے:

”کامل محدث بننے کیلئے نبی اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ اور احکام صحابہ کرام کی روایات اور ان کی عمریں، تابعین اور دیگر علماء کے احوال اور تواریخ کا علم، نیز ان چار کے ساتھ دیگر چار باتوں یعنی ان کے نام، کیفیت، مقام اور زمانہ کا علم اس طرح ضروری ہے جس طرح خطبات کیلئے ”الحمد للہ“، اظہارِ عجز کیلئے دعا، سورت کیلئے بسم اللہ اور نماز کیلئے تکبیر لازمی ہے۔ علاوہ ازیں احادیث کی اقسام مثلاً مسند، مُرسَل، موقوف اور مقطوع کا علم بھی ضروری ہے۔ عمر کے تمام مراحل بچپن، بلوغ، جوانی اور بڑھاپے میں نیز مصروفیت، فراغت، محتاجی اور کشادگی کی حالت میں پہاڑوں، دریاؤں، صحراؤں اور بستیوں سے پتھروں، بھیکریوں، چمڑوں اور ہڈیوں پر لکھ کر اپنے سے بڑے، چھوٹے، ہم عمر اور اپنے باپ کی کتاب سے جب یقین ہو کہ اسی کا خط ہے، علم حدیث حاصل کیا جائے۔ رضائے الہی کا حصول عمل بشرطیکہ قرآن پاک کے مطابق ہو، طلباء کو سکھانا اور مٹ جانے کے وقت دوبارہ زندہ کرنا مقصد ہو۔

ان تمام امور کی تکمیل کیلئے آٹھ باتیں لازمی ہیں چار یعنی کتابت، لغت، صرف، نحو کا جانا خود بندے کے ذاتی عمل سے متعلق ہے، جبکہ دوسری چار یعنی ہمت، قدرت، حرص اور حفظ محض فضل الہی پر موقوف ہیں۔ جب یہ تمام باتیں پوری ہو جائیں تو چار چیزیں اہل، اولاد، مال اور وطن بے وقعت ہو جاتے ہیں اور چار باتوں یعنی دشمن کے تمسخر، دوستوں کی ملامت، جہلاء کے طعن اور علما کے حسد کے ساتھ آزمائش ہوتی ہے۔ اس آزمائش کو صبر کے ساتھ برداشت کرنے پر چار چیزیں دنیا میں اور چار آخرت میں عطا کی جاتی ہیں۔ دنیا میں قناعت، ہیبت نفس، لذت علم اور ابدی زندگی اور آخرت میں مرتبہ شفاعت، عرش کا سایہ جب کہ اس کے علاوہ سایہ نہ ہوگا، حوض کوثر سے سیرابی اور اعلیٰ

یہ اس وقت ہے جب کاغذ نہ ملتے ہوں۔ ۱۲ ہزاروی

علیین میں قربت انبیاء سے بہرہ ور کیا جاتا ہے۔<sup>۱</sup>

### 13- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ (تاریخ بغداد) میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اسمعیل بن حماد سے روایت کی ہے کہ امام صاحب قدس سرہ کو ان کے والد ثابت امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے تو امیر المؤمنین نے ان کیلئے اور ان کی اولاد کیلئے برکت کی دعا فرمائی۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے قبل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے ۲۹ سال چھ ماہ بعد انتقال فرما چکے تھے جبکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ 80ھ میں پیدا ہوئے۔<sup>۲</sup> یہ اشکال اسمعیل بن حماد کے ان الفاظ ”ذهب ثابت بجدی“ میں ”ب“ کی زیادتی سے پیدا ہوا۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

بعض راویوں یا بعض ناقلین کی طرف سے ”بجدی“ میں ”ب“ کی زیادتی ہوئی اور صحیح روایت یہ ہے کہ ”ذهب ثابت جدی“ یعنی میرے جد اعلیٰ ثابت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس صورت میں کوئی اشکال وارد نہیں ہوتا۔

### 14- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

”ذخائر المہبات“ کے مصنف نے اپنی کتاب کے خاتمہ میں کہا کہ ”الاشاعہ“ کے مصنف نے بعض جہلاء خفیوں کا یہ دعویٰ کہ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی رضی اللہ عنہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید کریں گے“ نقل کر کے اس کا شدید رد کیا ہے۔

1- الاشباہ والنظائر مع شرح الحکوی صفحہ 397، 398

2- ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ سے سبقت قلم کے تحت قبل الثلاثین تحریر ہوا اور مناسب قبل اثنا عشرین ہے کیونکہ 80ھ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ہوئی اور اس سے قبل جنی 40ھ میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا نہ کہ 30ھ سے قبل۔ ۱۲ ہزاروی

### اعلیٰ حضرت محمد ﷺ

صاحب الاشاعہ سے مراد سید محمد بن سید عبدالرسول برزنجی مدنی شافعی متونی ۱۱۰۳ھ  
ﷺ ہیں۔

### 15- طحاوی رحمہ اللہ

ہندوستان کے ایک شیخ طریقت نے بھی اپنی ایک مشہور تصنیف میں اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا اور جہلاء کا رد کیا جو امام مہدی رضی اللہ عنہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تقلید امام کا نظریہ رکھتے ہیں۔

### اعلیٰ حضرت محمد ﷺ

یعنی وہ ہندوستانی مصنف جن کی تصنیف مشہور ہے، امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ اور ان کی تصنیف (مکتوبات) فارسی زبان میں ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے بھی اسی طرح ان جہلاء کا رد کیا جس طرح ”الاشاعہ“ میں کیا گیا ہے اور اس بات کا ذکر آپ نے مکتوبات کی پہلی جلد کے مکتوب نمبر ۲۸۲ میں کیا ہے۔  
پھر جلد ثانی میں مندرج مکتوب نمبر ۵۵ میں اس قول کی تاویل کہ ”حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نزول کے بعد امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب پر عمل کریں گے“ یوں فرمائی کہ حضرت روح اللہ کا اجتہاد امام اعظم رحمہ اللہ کے اجتہاد کے مطابق ہوگا۔

### 16- طحاوی رحمہ اللہ

کتاب انیس الجلساء میں ایک طویل واقعہ ذکر کیا گیا ہے جس کا حاصل یہ ہے:  
”حضرت خضر علیہ السلام امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے علم حاصل کرتے رہے یہاں تک کہ آپ رحمہ اللہ کا وصال ہو گیا تو حضرت خضر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے امام اعظم رحمہ اللہ کی قبر پر جا کر تکمیل علم کی اجازت چاہی تو اللہ تعالیٰ نے اجازت



دے دی، پھر تکمیلِ علوم پر خضر علیہ السلام نے پوچھا الہی! اب کیا کروں؟ حکم ہوا میرا حکم آنے تک عبادت میں مشغول رہو۔ اسی دورانِ ماوراء النہر کے ایک شہر میں ایک نوجوان امام ابوالقاسم قشیری رحمہ اللہ کا ظہور ہوا جو اپنی ماں کی خدمت میں مصروف رہتے تھے، ایک دن انہوں نے ماں سے اجازت مانگی کہ وہ طلبِ علم کیلئے سفر اختیار کریں، ماں نے کارِ خیر سے روکنا مناسب نہ سمجھتے ہوئے بادلِ ناخواستہ اجازت دے دی اور پھر بیٹے کو الوداع کر کے دروازے پر بیٹھ گئیں، روتی رہیں اور بیٹے کی جدائی کے غم میں غمگین تھیں، عرض کرنے لگیں اے اللہ تعالیٰ! جب تک میں اپنے بیٹے کو نہ دیکھوں مجھ پر یہاں سے اٹھنا اور کھانا حرام ہے چنانچہ اتفاقاً امام قشیری رحمہ اللہ ایک منزل طے کرنے کے بعد قضائے حاجت کیلئے بیٹھے تو نجاست سے ان کے کپڑے آلودہ ہو گئے اس لئے وہ اپنے ساتھیوں کی اجازت سے واپس گھر آ گئے، ازاں بعد حضرت خضر علیہ السلام آئے اور کہا کہ چونکہ تم نے والدہ کی خدمت کے پیشِ نظر طلبِ علم کیلئے سفر کا ارادہ ترک کیا ہے لہذا جو علم میں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے پڑھا ہے، وہ تجھے پڑھاؤں گا، چنانچہ امام قشیری رحمہ اللہ تین سال تک ان سے پڑھنے کے بعد بہت بڑے فاضل بن گئے اور انہوں نے ایک ہزار کتب تصنیف کر کے اپنے خاص شاگرد کو صندوق میں بند کر کے دیں کہ وہ دریاے جیحون میں ڈال دے، اولاً تو وہ دو تین مرتبہ جھوٹ بولتا رہا لیکن آپ رحمہ اللہ پر اس کا جھوٹ ظاہر ہو جاتا چنانچہ آخری دن جب اس نے صندوق دریا میں ڈالا تو ایک ہاتھ نمودار ہوا جس نے وہ صندوق پکڑ لیا، شاگرد کے پوچھنے پر امام قشیری رحمہ اللہ نے راز بتایا کہ جب قربِ قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو ایک طرف انجیل رکھی ہوگی تو آپ علیہ السلام فرمائیں گے کہ کتبِ محمدیہ کہاں ہیں کیونکہ مجھے بارگاہِ الہی سے ان کتب کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا جائے گا کہ امام قشیری رحمہ اللہ نے یہ مرتبہ کیسے پایا؟ تو آپ

علیہ السلام فرمائیں گے کہ اپنی ماں کی خدمت کی وجہ سے۔

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اس من گھڑت واقعہ کا رد فرمایا اور کہا کہ یہ بعض ملحدین کا افتراء ہے جو دین میں فساد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس لئے کہ حضرت خضر علیہ السلام کا عظیم مرتبہ ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی ان سے علم حاصل کیا تو کس طرح آپ علیہ السلام حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے ہو سکتے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

”انیس الجلساء“ نامی کتاب غیر معروف ہے اور اس کا مؤلف بھی مشہور نہیں اور نہ ہی کشف الظنون میں اس کتاب کا ذکر ہے۔

### 17- طحطاوی رحمہ اللہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تقلید امام ابو حنیفہ کا قول باطل ہے بلکہ قائل نے اس قسم کے خیالات کا اظہار کر کے ارتکاب کفر کیا ہے، کیونکہ نبی غیر کا مقلد نہیں ہو سکتا۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

”الاشاعہ“ میں ”فیما ظہر“ کے لفظ سے مرقوم ہے ”فیما اظہر“ نہیں ہے اور اگر اس طرح ہو جس طرح یہاں طحطاوی میں ہے تو پھر ”فیما“ کی بجائے ”بما اظہر“ ہونا چاہئے۔

### 18- طحطاوی رحمہ اللہ

حدیث پاک میں ہے:

لا نبی بعدی۔

”میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

امام طحطاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علماء کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نیا نبی ایسی شریعت لے کر نہیں آئے گا جو میری شریعت کو منسوخ کر دے۔

### اعلیٰ حضرت محمد ﷺ

اللہ کی پناہ! اس ترجمہ میں قبیح لغزش واقع ہوئی (وہ معنی نہیں جو امام طحاوی رحمہ اللہ نے بیان کیا بلکہ) معنی یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں، چاہے موافق شریعت کے ساتھ یا مخالف کے ساتھ یا موافقت و مخالفت کچھ بھی نہ ہو اور یہی مسلمانوں کا ایمان ہے۔

### 19- طحاوی رحمہ اللہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کثرت سے احادیث بیان کرنے پر جب لوگوں نے ان پر انکار کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میرے وصال سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نزول فرمایا تو ان سے آنحضرت ﷺ کی احادیث بیان کروں گا اور وہ میری تائید فرمائیں گے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ نے اس سے استدلال کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ”فیصدقنی“ فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی تمام سنت کے عالم ہیں اور افراد امت میں سے کسی فرد سے اس بات کے حصول کی انہیں احتیاج نہیں ہے حتیٰ کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ان روایات کی تصدیق کیلئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی احتیاج ہے۔

### اعلیٰ حضرت محمد ﷺ

اس روایت سے صرف یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس بات کے عالم ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عادل ہیں، بات کو یاد رکھنے والے ہیں اور ان کی بات پسندیدہ ہے۔

### 20- طحاوی رحمہ اللہ

پھر کتاب الاشاعہ کے مصنف نے ان لوگوں کا رد بھی کیا جو کہتے ہیں کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید کریں گے البتہ صاحب الاشاعہ نے دلائل شافیہ کے ساتھ ثابت کیا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ مجتہد مطلق ہوں گے۔

۱- امام طحاوی رحمہ اللہ کی کلام سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ موافق شریعت کے ساتھ نبی آسکتا ہے حالانکہ ایسا غیر ممکن ہے۔ ۱۲ ہزاروی

### اعلیٰ حضرت عیسیٰ

یعنی ”رد“ کا فاعل صاحب الاشاعہ ہیں کیونکہ یہاں تک یہ پوری کلام کچھ اختصار کے ساتھ صاحب الاشاعہ کی ہے۔

### 21- طحاوی رحمہ اللہ

بعض جاہل لوگ تعریف کرتے ہوئے غلو اختیار کر لیتے ہیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے فضائل سے متعلقہ کتب سے ناواقف ہیں چنانچہ وہ من گھڑت واقعات کا سہارا لیتے ہیں جن سے نہ تو خدا راضی ہوتا، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ ہی خود امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو یہ بات پسند ہے اور اگر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ان باتوں کو سن لیتے تو قائل پر کفر کا فتویٰ لگاتے۔

امام اعظم رحمہ اللہ کے فضائل میں ذکر کئے گئے صحیح واقعات ہی (مخالفین کو) جواب دینے کیلئے کافی ہیں اور آپ رحمہ اللہ کی فضیلت ثابت کرنے کیلئے من گھڑت واقعات کی کوئی ضرورت نہیں خصوصاً اس قسم کے واقعات جو انبیاء علیہم السلام کی تنقیص کا موجب ہوں۔

### اعلیٰ حضرت عیسیٰ

آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد صاحب الاشاعہ نے امام قسستانی پر تعجب کیا کہ انہوں نے باوجود اپنے فضل و جلالت کے ان لوگوں کی اتباع میں اپنے خطبہ کی شرح میں خطا کی کہ عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب پر عمل کریں گے اور یہ بات ”الفصول المستہ“ میں مذکور ہے۔ اس پر تعجب کرتے ہوئے صاحب الاشاعہ کہتے ہیں کہ ”الفصول المستہ“ کیا ہے اور یہ قول کیا!

امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”الفصول المستہ“ مشہور کتاب ہے اور اس کے مصنف حضرت سید خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کا متوفی ۸۲۲ھ ہیں، اگر سید محمد صاحب کتاب الاشاعہ کشف الظنون کی طرف رجوع کرتے تو انہیں وہاں اس کا ذکر ملتا اور پھر جب اس کتاب اور اس کے مصنف (جو عامل اور صاحب کشف ہیں) کی پہچان حاصل ہو جاتی تو دلیل طلب نہ کرتے کیونکہ کشف ایک عیاں و ظاہر چیز ہے اور ظاہر کو بیان کی حاجت نہیں،

علاوہ ازیں عبارت کا مطلب ہرگز تقلید نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کا عمل امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کے موافق ہوگا جس طرح کہ خود صاحب الاشاعہ رحمہ اللہ نے اس سے کچھ پہلے شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کے فتوحات سے نقل کیا ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ظاہری حیات کے ساتھ) زندہ ہوتے اور پھر یہ اختلاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اٹھایا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی فیصلہ فرماتے جو امام مہدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور اسی پر امام شعرانی رحمہ اللہ کا وہ قول بھی دلیل ہے جو علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ نے رد المحتار میں نقل فرمایا ہے اور وہ یہ ہے ”امام شعرانی رحمہ اللہ میزان کبریٰ میں فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے مجھے شریعت کے چشمہ پر مطلع فرمایا تو میں نے تمام مذاہب کو اس چشمہ سے متصل دیکھا اور چار مذاہب کو اس طرح دیکھا کہ ان کی نہریں جاری ہیں اور ان تمام مذاہب کو بھی دیکھا جو مٹ چکے ہیں، ان کی نہریں پتھروں سے بھری جا چکی ہیں، میں نے دیکھا کہ ائمہ میں سب سے بڑی نہر حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ہے، اس کے ساتھ امام مالک، پھر امام شافعی، پھر امام احمد رضی اللہ عنہم متصل ہیں۔ سب سے چھوٹی نہر امام داؤد رحمہ اللہ کی ہے جو پانچویں صدی میں کٹ چکی ہے پس میں نے اس کی تاویل ائمہ اربعہ کے مذاہب کے عرصہ دراز تک جاری رہنے اور ان (امام داؤد رحمہ اللہ) کے قلیل المدت ہونے سے کی، پس جس طرح سب سے پہلے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کی تدوین ہوئی، اسی طرح آپ رحمہ اللہ کا مذہب سب سے آخر میں ختم ہوگا“۔<sup>۱</sup>

## 22- طحاوی رحمہ اللہ

مسواک کی موٹائی خنصر (سب سے چھوٹی انگلی) کے برابر ہونی چاہئے، اسی طرح مسواک کی لمبائی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ ایک بالشت ہو۔<sup>۲</sup>

## اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

شیخ موصوف علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے مراتب الفلاح شرح نور الایضاح کے حاشیہ پر بھی

۱- رد المحتار المعروف بہ فتاویٰ شامی ۱/ 39

۲- علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے یہاں (مجبور کا صیغہ) استعمال کر کے قائل کو ذکر نہیں فرمایا۔ ۲- ہزاروی

بعض کا قول اسی طرح نقل کیا ہے کہ ایک بالشت لمبائی ہونی چاہئے کیونکہ زائد پر شیطان سوار ہوتا ہے۔

### 23- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

وضو کی سنتوں میں سے ایک ”تثلیث الغسل“، یعنی ہر عضو کو تین تین مرتبہ دھونا ہے۔ اس سلسلہ میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص تین مرتبہ سے زیادہ اعضاء کو دھوئے اور اس کی نیت وضو پر وضو یا اطمینانِ قلب کا حصول ہو تو کوئی حرج نہیں اور حدیثِ پاک میں جو آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ اعضاء کو دھونے کے بارے میں فرمایا کہ اس وضو کے بغیر اللہ تعالیٰ نماز کو قبول نہیں فرماتا، دو دو مرتبہ اعضاء دھونے کے بارے میں فرمایا کہ اس طرح وضو سے دو گنا اجر ملتا ہے اور تین تین مرتبہ اعضاء کو دھونے کے بارے میں فرمایا یہ میرا اور مجھ سے پہلے انبیاء ﷺ کا وضو ہے لہذا جس نے اس میں کمی یا زیادتی کی، اس نے حد سے تجاوز کیا اور ظلم کا ارتکاب کیا۔ اس ظلم و تعدی کو اعتقاد پر محمول کیا گیا کہ اگر کسی شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ جب تک تین سے زیادہ مرتبہ اعضاء نہ دھوئے جائیں، وضو نہیں ہوگا۔ وہ شخص متجاوز قرار پائے گا۔ بدیں وجہ علماء نے حدیثِ پاک کا مفہوم بیان کرتے ہوئے یہ کہا کہ اگر وہ تین تین مرتبہ دھونے کو سنت سمجھتے ہوئے پھر وضو علی الوضو کی نیت سے یا اطمینانِ قلب کے حصول کی خاطر زیادہ مرتبہ دھوتا ہے یا کسی حاجت کے سبب کم کرتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔<sup>۱</sup>

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

”قالوا فی المفہوم“ سے مراد یہ ہے کہ علماء کرام نے اپنے اس قول کہ ”حدیثِ پاک اعتقاد پر محمول ہے“ کو بیان کرتے ہوئے یہ بات کہی کہ طہائیتِ قلب اور وضو علی الوضو وغیرہ کیلئے زیادتی جائز ہے جب کہ وہ تین مرتبہ کو سنت سمجھتا ہو۔

1- امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اپنا مسلک بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص تین تین مرتبہ اعضاء دھونے کو سنت بھی سمجھتا ہو پھر بھی اس صورت میں اسراف کے سبب گنہگار ہوگا۔ ۱۲ ہزار روپی

### 24- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر کسی حاجت کے سبب مسنون وضو میں کمی کی تو کوئی حرج نہیں۔<sup>۱</sup>

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

فقہاء کی اس قید (حاجت و غرض) سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ اگر کسی غرض کے بغیر زیادتی کی تو یہ ناجائز ہے۔

### 25- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر ایسی صورت پر ہو جیسے ذکر کیا گیا کہ تعداد کے مسنون ہونے پر اعتقاد رکھتا ہے تو پھر زیادتی مطلقاً مکروہ نہیں۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اصل بات اعتقاد کی ہے۔ اگر تعداد مسنون کا اعتقاد رکھتے ہوئے زیادتی یا کمی ہو تو کوئی حرج نہیں اور اگر تعداد مسنون کو کوئی اہمیت نہ دی جائے تو پھر کمی، زیادتی ناجائز ہے۔

### 26- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

نواقض وضو کے ضمن میں تنویر الابصار اور اس کی شرح درمختار میں ہے:

(وینقضه خروج) کل خارج (نجس) بالفتح و بالكسر (منه) ای من

المتوفى الجى معتادا أولا من السبيلين أولا۔

علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے دو قسمیں بیان فرمائیں: متونی حقیقی اور متونی مجازی (جو با وضو ہو) پھر کہا کہ یہ تقسیم اس لئے کی گئی ہے کہ اگر متونی حقیقی پر محمول کیا جائے تو پھر شارح کی طرف سے ”الحی“ کی قید بے فائدہ ہے کیونکہ متونی کا اگر حقیقی مفہوم مراد ہے تو اسی کے ساتھ میت سے احتراز ہو جاتا ہے۔

علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لیکن اسے ایک ہی لفظ (لفظ متونی) کا حقیقت و مجاز

۱- بشرطیکہ اعتقاد صحیح ہو۔ ۱۲ ہزاروی

دونوں معنوں میں استعمال لازم آتا ہے۔

### اعلیٰ حضرت عسکریہ

میں کہتا ہوں کہ ”مُتَوَقِّی“ کے لفظ کو دوسرے معنی پر محمول کیا جائے یعنی متونی سے مراد یہاں وہ شخص ہے جسے وضو شامل ہے اور یہ اس زندہ شخص کو شامل ہوگا جس نے خود وضو کیا۔

### 27- طحاوی عسکریہ

نواقض وضو کے سلسلہ میں یہ کہا گیا کہ ہر وہ نجس چیز جو با وضو شخص کے جسم سے نکلے اور اس مقام کی طرف جائے جسے پاک رکھنے کا حکم ہے۔ مخرج سے جو سیلان ہوگا اس کی حد میں اختلاف ہے۔ حضرت امام ابو یوسف عسکریہ فرماتے ہیں اس کی حد یہ ہے کہ وہ نجاست بلند ہو کر پھر نیچے ہو جائے اور امام محمد عسکریہ فرماتے ہیں جب راس میں زخم کھولنے سے پیپ وغیرہ ظاہر ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اگرچہ وہ نیچے نہ ہو۔ (بقول امام طحاوی) صاحب درایہ نے امام محمد عسکریہ کے قول کو اصح کہا۔ اسی کو امام سرخسی عسکریہ نے اختیار کیا اور کمال نے کہا کہ یہی اولیٰ ہے۔ ”لما قالوا“ یہ عبارت در مختار کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خروج من السبیلین سے مراد فقط ظہور ہے جبکہ ان کے غیر سے خروج عین سیلان ہے اگرچہ بالقوہ ہو (بالفعل نہ ہو) بدیں سبب یہ صورت ہو تو فقہائے کرام نے کہا ہے کہ جب بھی وہ خون نکلے، پونچھا جائے اور جب چھوڑا جائے پھر بھی جاری ہو جاتا ہو تو اس صورت میں ناقض وضو ہے ورنہ نہیں۔

### اعلیٰ حضرت عسکریہ

کمال اور سرخسی دونوں نے امام محمد عسکریہ کے قول کو ترجیح نہیں دی بلکہ کمال نے امام محمد عسکریہ کے قول کو اور سرخسی نے امام ابو یوسف عسکریہ کے قول کو ترجیح دی جس طرح رد المحتار میں ہے:

قال فی الفتح بعد نقله ذلك وفي الدایة جعل قول محمد اصح و

مختار السرخسی الاول (ای قول ابی یوسف) وهو اولیٰ۔<sup>۱</sup>



امام طحاوی رحمہ اللہ نے اس تحریف کو اپنایا جو بحر الرائق میں ہے۔<sup>۱</sup> جس کا ذکر پیچھے ہو چکا

(ہے)

### 28- طحاوی رحمہ اللہ

اور درایہ میں ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ کا قول اصح ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

فتح القدیر میں بھی یونہی ہے لیکن منہ الخالق میں ہے کہ درایہ میں اولاً امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول ذکر کیا گیا ہے پھر حضرت امام محمد رحمہ اللہ کا قول مذکور ہے، پھر کہا ہے کہ پہلا قول اصح ہے (اور پہلا قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا ہے)<sup>۲</sup>

### 29- طحاوی رحمہ اللہ

تھے جب منہ بھر کر ہو، وضو کو توڑ دیتی ہے، چاہے وہ صفر اور سودا ہو، چاہے طعام اور پانی ہو۔ تنویر الابصار کے اس قول کی شرح میں صاحب در مختار نے فرمایا:

اذا وصل الى معدته وان لم يستقر وهو نجس مغلط۔

”جب یہ چیزیں معدہ تک پہنچ جائیں اگرچہ وہاں نہ ٹھہریں، نجاستِ غلیظہ ہیں۔“<sup>۳</sup>

حسن نے کہا اگر کوئی شخص کھانا کھائے یا پانی پیے پھر اسے اسی وقت تھے ہو جائے، وضو نہیں ٹوٹے گا کیونکہ یہ ظاہر ہے لہذا نہ تو یہ نجس ہے اور نہ ہی اس سے حدیث لازم آتا ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان دونوں قولوں کی تصحیح کی گئی ہے۔

1- بحر الرائق شرح كنز الدقائق 1/ 32

2- منہ الخالق بہامش بحر الرائق 1/ 32

3- در مختار شرح تنویر الابصار صفحہ 24

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

شارح (صاحبِ دُرِّ مختار) نے جو مسلک اختیار کیا ہے وہ ظاہرِ روایت ہے۔<sup>۱</sup>

### 30- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

حالتِ سجدہ میں سو جانے سے وضو کے ٹوٹنے میں اختلاف ہے، بعض نے کہا ہے کہ اگر سجدہ نماز کا ہو تو مطلقاً وضو نہیں ٹوٹتا اور نماز کے علاوہ کوئی دوسرا ہو تو پھر اگر طریقہ مسنونہ سے پڑھے تو نہیں ٹوٹے گا ورنہ ٹوٹ جائے گا الخ۔

امام زیلیعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی تصریح کی کہ یہ قول اصح ہے اور سجدہ تلاوت اور سہو کے دونوں سجدے بھی سجدہ صلیبیہ کی طرح ہیں۔

نہر الفائق کے مصنف نے کہا کہ بحر الرائق میں جو اس مسئلہ پر امام زیلیعی کی تصحیح کی گئی ہے وہ سہو ہے بلکہ عقدِ فرامد میں ہے کہ حالتِ نماز میں ساجد کا وضو اس صورت میں نہیں ٹوٹتا جب وہ بیعت مسنونہ پر ہو، یہی صحیح ہے اور محیط میں اسی 'رجحیت' مسنونہ کے ساتھ مقید کیا گیا ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

"لہذا" میں "ہذا" اسمِ اشارہ کا مشار الیہ "عدمِ نقض" ہے یعنی نماز میں حالتِ سجدہ میں سو جانے سے وضو کے نہ ٹوٹنے کا قول مطلقاً صحیح نہیں اور اس مسئلہ میں امام زیلیعی رحمۃ اللہ علیہ کی تصحیح سہو ہے۔

### 31- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

حالتِ بیداری میں قہقہہ سے بالغ آدمی کی نماز کے بطلان کے ضمن میں تنویر الابصار میں "بطہارۃ صغریٰ" اور اس کی شرح میں "ولو تیمم" مذکور ہے۔ بعض نسخوں میں "لو تیمم" کے بعد "صلۃ" کا لفظ بھی ہے۔

۱- یعنی طعام وغیرہ کی فتح جبکہ استقرار فی المعدہ بھی نہ ہو، کوخس قرار دینا ظاہرِ روایت کے مطابق ہے۔ ۱۳ ہزاروی

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

لفظِ صلوٰۃ کسی صاحبِ نسخہ نے درج کر دیا جیسا کہ واضح ہے، کیونکہ یہ ”بطہارۃ صغریٰ“ کی صفت ہے۔  
**نوٹ:** پیش نظر نسخہ طحاوی میں لفظِ صلوٰۃ لکھنے کے بعد کاٹ دیا گیا ہے۔

### 32- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

تویر الابصار اور درمختار میں ہے کہ اگر کان وغیرہ سے پیپ بغیر درد کے نکلے تو وضو نہیں ٹوٹے گا اور اگر درد کے ساتھ برآمد ہو تو ٹوٹ جائے گا کیونکہ درد زخم کی دلیل ہے۔  
 علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بحر الرائق کی عبارت نقل کی جس میں اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا گیا کہ پیپ وغیرہ درد کے ساتھ نکلیں یا بغیر درد کے، ناقض وضو ہیں کیونکہ یہ بغیر علت کے نہیں نکلتے۔ اس پر علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر پیپ کان سے اس وقت نکلے جب زخم صحیح ہو چکا ہو، جس کی علامت درد کا نہ ہونا ہے لہذا حصر جائز نہیں کہ پیپ جب بھی نکلتی ہے، کسی علت کے باعث نکلتی ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں: حصر واضح ہے کیونکہ یہ بغیر علت کے نہیں اور زخم کا صحیح ہونا اسے کالعدم نہیں کر دیتا۔

### 33- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

غسل کرتے وقت عورت پر فرج خارج کا دھونا واجب ہے لیکن فرج داخل میں اپنی انگلی داخل نہ کرے کیونکہ بسا اوقات اس طرح شہوت حاصل ہوتی ہے اس لئے انزال کا خدشہ ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں کہ میری یادداشت کے مطابق زاہدی نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے۔<sup>۱</sup>

۱- یعنی عورت اپنی انگلی فرج داخل میں نہ ڈالے۔ ۱۲ ہزار دی

### 34- طحاوی رحمہ اللہ

مذکورہ بالا مسئلہ میں اتفاق کے باوجود اس بارے میں اختلاف ہے کہ آیا یہ نفی وجوب ہے یا نہیں ہے۔ طحاوی نے شریعتی سے نقل کیا کہ یہ نفی وجوب ہے (یعنی واجب نہیں جس کا مفاد یہ ہے کہ منع بھی نہیں)۔

امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے مطالعہ کے مطابق یہ بات بحر الرائق، نہر الفائق، فتاویٰ ہندیہ، زیلعی اور شلشی وغیرہ ہانے ذکر نہیں کی۔ پس یہ قابل تسلیم نہیں۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

پس لهذا المعنی سے مراد نفی وجوب کا مراد ہونا اور نفی کا مراد نہ لینا ہے۔

### 35- طحاوی رحمہ اللہ

امام طحاوی رحمہ اللہ نے چند کتب فقہ کا ذکر کیا جن میں نفی وجوب مراد نہیں لی گئی، ان کتب میں بحر الرائق، نہر الفائق، فتاویٰ ہندیہ، زیلعی اور شلشی وغیرہ کتب ہیں۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

فتح القدیر میں لفظ لا یجب کے ساتھ مذکور ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ نفی وجوب ہے، نفی نہیں۔

### 36- طحاوی رحمہ اللہ

جب کوئی شخص نیند سے بیدار ہو اور وہ (اپنی ران یا کپڑوں پر) منی یا مزی دیکھے تو چاہے احتلام یا دہویانہ، غسل واجب ہوگا البتہ اگر اسے مزی ہونے کا یقین ہو یا شک ہو کہ آیا مزی ہے یا ودی (منی کے نہ ہونے کا یقین ہو) تو غسل واجب نہ ہوگا۔

امام طحاوی رحمہ اللہ نے بحر الرائق کے حوالہ سے ”فخذہ او ثوبہ“ کے ساتھ تشریح کی۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

مدیہ المصلیٰ اور فتاویٰ خانیہ میں اوفی احلیہ کا اضافہ کیا گیا ہے یعنی یا شرمگاہ کے

سورخ میں (منی یا ندی) پائے جائے چنانچہ مدیۃ المصلیٰ میں ہے:  
وان استیقظ فوجد فی احلیله بللاً۔<sup>۱</sup>

### 37- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

وجوب غسل کے اسباب کی بحث میں تنویر الابصار اور اس کی شرح در مختار میں ہے کہ اگر نیند سے بیدار ہونے والا شخص منی یا ندی (اپنے جسم یا کپڑے پر) دیکھے تو احتلام یاد ہو یا نہ، غسل واجب ہوگا۔ مصنف تنویر الابصار پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر ندی پائی جائے اور احتلام بھی نہ ہو تو غسل لازم نہیں جبکہ مصنف کی عبارت سے مترشح ہوتا ہے کہ غسل بہر صورت واجب ہوگا، اس کے جواب میں شارح تنویر الابصار صاحب در مختار نے فرمایا کہ اگر ندی کا یقین ہو یا ندی اور ودی کے درمیان شک ہو تو غسل واجب نہ ہوگا۔

علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شارح کا قول الا اذا علم انه مذی مصنف کے قول و ان لم يتذكر سے متعلق ہے، معطوف علیہ محذوف ان تذکر کے ساتھ اس کا ربط نہیں یعنی حالت عدم تذکر میں اسے یقیناً معلوم ہو کہ ندی ہے تو غسل واجب نہیں ہوگا۔ اگر اس کا تعلق محذوف ان تذکر کے ساتھ ہو تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ غسل واجب ہے، اس لئے مؤخر الذکر کے ساتھ ربط و تعلق صحیح نہیں۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

شارح تنویر الابصار کے قول و ان علم کا تعلق معطوف علیہ محذوف ان تذکر کے ساتھ اس لئے نہیں کہ تذکر احتلام کی صورت میں اگرچہ اسے ندی ہونے کا یقین بھی ہو، غسل واجب ہو جائے گا۔

### 38- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

صاحب در مختار نے تنویر الابصار کے اس قول و رؤیۃ مستیقظ کے بعد فرمایا:

خرج رؤیۃ السكران و المغملیٰ علیہ المذی۔

اور علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے ”بعد افاقتھا“ کی قید لگائی جس کا مفاد یہ ہے کہ اگر سکران و مغمی علیہ (نشے والا یا بہوش) بیماری سے افاقہ کے بعد منی دیکھیں تو بالاتفاق غسل واجب ہو گا۔ یہ بات ”المذی“ کی قید سے معلوم ہوئی نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ مستعقظ کے مفہوم میں تفصیل ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

یعنی مستعقظ کے مفہوم مخالف سکران اور مغمی علیہ پر غسل کے حکم میں تفصیل ہے یعنی اگر وہ افاقہ کے بعد مذی دیکھیں تو بالاتفاق غسل نہیں اور منی دیکھیں تو غسل ہے بخلاف مستعقظ کے کہ اس پر حالت منی میں بھی غسل واجب ہے اور حالت مذی میں بھی۔

### 39- طحاوی رحمہ اللہ

صاحب در مختار کی عبارت او شک انه مذی او ودی الخ کے بارے میں علامہ طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی مصنف (تویر الابصار) کے کلام و ان لم یتذکر الاحتلام سے ہی متعلق ہے یعنی جب اسے احتلام یاد نہ ہو اور شک ہو کہ آیا یہ مذی ہے یا ودی تو اس صورت میں بھی غسل واجب نہ ہوگا۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

یعنی یہ اسی طرح مصنف کے قول سے متعلق ہے جیسے شارح کا قول الا اذا علم اس سے متعلق ہے کہ حالت عدم تذکر میں جب مذی کا علم ہو تو غسل واجب نہ ہوگا۔

### 40- طحاوی رحمہ اللہ

اس پانی کے ساتھ بھی وضو جائز نہیں جس پر کوئی پاک چیز غالب آجائے، اگر وہ چیز مانع ہو تو اس کی تین صورتیں ہیں: یا تو وہ اپنی صفات میں پانی کا مہا بن ہوگا یا موافق یا مماثل۔ اگر مہا بن ہو تو اکثر اوصاف کے تغیر سے پانی مغلوب ہوگا، اگر موافق ہو تو کسی ایک صفت کی تبدیلی سے اور اگر مماثل ہو جیسے مستعمل پانی تو پھر وزن کی زیادتی سے وہ مطلق پانی

پر غالب رہے گا۔

علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چوتھی قسم کا ذکر شارح تنویر الابصار نے نہیں کیا اور بحر الرائق میں مذکور ہے اور وہ یہ کہ اگر تمام اوصاف میں موافق نہ ہو بلکہ بعض میں مطلق پانی کے موافق ہو۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

در مختار کے مصنف نے مطلق پانی میں مخلوط ہونے والی پاکیزہ (مائع) چیز کو تین قسموں میں تقسیم کیا۔ تمام اوصاف میں پانی کے مخالف (مباہن)، تمام اوصاف میں موافق اور تمام اوصاف میں مماثل، لیکن وہ مائع چیز جو بعض صفات میں مطلق پانی کے موافق ہو، اس کا ذکر نہیں کیا جیسے امام زیلعی اور ان کے تبعین نے کہا، اس (عدم ذکر) کی وجہ حکم میں اتحاد ہے یعنی ایک وصف کی تبدیلی سے (بھی) اس مائع چیز کے غلبہ کا حاصل ہونا لہذا اسے علیحدہ شمار نہیں کیا پس مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت اختصار سے کام لیا ہے۔

### 41۔ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

کثیر پانی جو جاری نہ ہو اور اس میں نجاست گر جائے جس کا اثر دکھائی نہ دیتا ہو، اس کے ساتھ وضو جائز ہے۔ متاخرین نے مربع کیلئے چالیس گز، مدور (گول) کیلئے ۳۶ گز اور مثلث کیلئے سوا پندرہ گز مقرر کیا ہے، مثلث کی کل مساحت معلوم کرنے کیلئے علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ضابطہ بیان فرمایا کہ اس کے ایک ضلع کو اسی (80) کے ساتھ ضرب دے کر حاصل ضرب کا عشر (دسواں حصہ) اور مثلث (تیسرا حصہ) نکالا جائے پھر ان دونوں کو جمع کیا جائے تو کل مساحت آجائے گی، اب ایک ضلع  $\frac{1}{4}$  15 کو اسی کے ساتھ ضرب دینے سے حاصل ضرب  $\frac{9}{16}$  232 آتے ہیں۔

اس کسر (9/16) کو علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے نصف گز اور 1 گز کا 8/6 قرار دیا (جبکہ یہ نصف گز اور 1/8 کا نصف یعنی 1/16 بنتا ہے)

اس کے بعد حاصل ضرب کا عشر علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے نکالا ہے جو  $\frac{41}{160}$  23 گز

ہے اور اس کسر کو علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے نصف گز اور 10/8 کا نصف یعنی 5/2 قرار دیا، اس کے بعد حاصل ضرب کے ثلث کا ذکر نہیں۔ الب عشر اور ثلث کو جمع کرنے سے ایک سو گز پورے اور 4/3 گز نیز کچھ اور جو ربع سے بھی کم ہے، حاصل جمع آتا ہے جو اس حوض کی کل مساحت ہے جو ثلث کی شکل میں ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: معلوم ہوتا ہے کہ یہاں عبارت رہ گئی ہے پھر آپ نے عبارت نقل فرمائی جس میں علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ سدس ثمن ذرائع کی تصحیح کرتے ہوئے نصف ثمن ذراع درج فرمایا یعنی 16/9 نصف ذراع اور نصف ثمن ہے نہ نصف اور سدس ثمن اور پھر حاصل ضرب کا ثلث جو حاشیۃ الطحاوی میں رہ گیا تھا، درج فرمایا۔ البتہ جدید نسخہ میں حاشیہ پر جو ثلث دیا گیا ہے اس میں اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تحریر کردہ ثلث میں الفاظ کا فرق ہے البتہ مفہوم دونوں کا ایک ہے، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا تحریر کردہ ثلث  $\frac{651}{1250}$  اور علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے حاشیہ کے مطابق  $\frac{25}{48}$  اور یہ کسر نصف ذراع اور 8/1 کا چھٹا حصہ ہے۔

### 42- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

تویر الابصار مع در مختار میں ہے کہ ظاہر روایت کے مطابق وضو کا مستعمل پانی پاک ہے اگرچہ جنبی سے ہو لیکن اس کا پینا اور اس سے آٹا گوندھنا مکروہ تنزیہی ہے اور روایت نجاست کے مطابق مکروہ تحریمی ہے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بحر الرائق میں ہے کہ روایت نجاست کے مطابق حرام ہے کیونکہ قرآن پاک میں فرمایا: ویحرم علیہم الخبائث اور انہی سے نجاست بھی ہے

1- موجودہ نسخہ میں حاشیہ پر مندرج ہے اور وہ  $\frac{25}{48}$  گز ہے۔ ۱۲ ہزاروی

2- جدید نسخہ میں حاشیہ پر وہ عبارت موجود ہے۔ ۱۲ ہزاروی

3- تفصیل کیلئے دیکھئے: فتاویٰ رضویہ 1/322-۱۲ ہزاروی



الخ اور شارح (صاحبِ درِ مختار) نے امام محمد رحمہ اللہ کا قول اختیار کرتے ہوئے کہ کراہت تحریمہ عینِ حرام ہے، اسے مطلق بیان کیا۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ شارح نے قطعیت اور ظلیت کا فرق اختیار کیا کہ دلیل قطعی کے ساتھ ممانعتِ حرام اور دلیل ظنی کے ساتھ مکروہ تحریمی ہے اور دونوں قول اجتہاد کے مطابق ہیں، کسی کے بارے میں قطعی بات نہیں کہی جاسکتی۔

### 43- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

درِ مختار میں ہے کہ اگر کنوئیں میں چوہا وغیرہ گر جائے اور وقت معلوم نہ ہو تو جب سے وہ گرا، پانی ناپاک شمار کیا جائے گا ورنہ ایک دن اور رات سے، بشرطیکہ وہ پھولانہ ہو اور یہ حکم وضو اور غسل کے بارے میں ہے لیکن اس پانی سے جو آٹا گوندھا گیا اسے کتوں کے آگے ڈال دیا جائے اور کہا گیا ہے کہ بیچ دیا جائے۔ یہ امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک ہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: داؤدی مذہب رکھنے والوں کے نزدیک بھی یہی ہے جس طرح بحر الرائق میں ہے اور یہ اس لئے کہ ان کے نزدیک پانی فی الحال نجس ہوگا، پہلے کا اعتبار نہیں۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

شافعیہ اور داؤدیہ کے اس قول کی وجہ یہ ہے کہ شافعیہ کے نزدیک پانی جب قَلْتِین (دو منکوں) کو پہنچ جائے تو ناپاک نہیں ہوتا اور ظاہر یہ داؤدیہ کے نزدیک مطلقاً ناپاک نہیں ہوتا۔

### 44- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

تیمم کے ارکان اور شرائط کے بیان میں صاحبِ درِ مختار فرماتے ہیں کہ نیت تیمم کی شرائط میں سے ہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ زمین پر ضرب کے وقت نیت کی جائے جس طرح

نورالایضاح میں ہے:

ووقتہا عند ضرب یدہ علی ما یتیمم بہ۔<sup>۱</sup>

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یعنی اگر کسی شخص نے ضرب کے وقت نیت نہ کی بلکہ ضرب کے بعد نیت کی تو اس کا کیا حکم ہے؟ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قول بضریتین کے قریب بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے:

لو احدث بعد الضرب اونوی بعده لابیجزیۃ۔<sup>۲</sup>

”اگر ضرب کے بعد بے وضو ہو گیا یا ضرب کے بعد نیت کی تو تیمم جائز نہیں۔“

45- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

شارح تنویر الابصار صاحب در مختار فرماتے ہیں:

و معادن فی محالہا فیجوز بتراب علیہا

”معدنیات جو اپنی جگہ پر ہیں ان پر چڑھی ہوئی مٹی سے تیمم جائز ہے۔“

یعنی خود معدنیات سے کسی صورت میں جائز نہیں، چاہے اپنے مقام پر ہوں یا منتقل کئے گئے ہوں، صرف ان پر لگی ہوئی مٹی سے جائز ہے۔

علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فیجوز پر ”ف“ برائے تفریع لانے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ پہلے معدنیات کا ذکر ہے اور بعد میں مٹی کا ذکر ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہ فائے تفریع نہیں بلکہ فی محالہا سے جو نفی ثابت ہوتی ہے اس کی علت کے طور پر ”ف“ لائی گئی ہے یعنی فی محالہا کہہ کر نفیس معدنیات سے تیمم کے جواز کو مطلقاً منفی کیا گیا ہے، چاہے وہ اپنے مقام پر ہوں یا کسی دوسرے مقام پر منتقل کئے گئے ہوں اور اس کی علت یہ ہے کہ تیمم مٹی سے ہو سکتا ہے اور جب معدنیات مٹی نہیں ہیں تو ان سے بھی تیمم

1- نورالایضاح

2- حاشیہ الطحاوی 1/124

نا جائز ہوگا۔ فتح القدیر اور بحر الرائق میں یونہی ہے۔

#### 46- طحاوی رحمہ اللہ

در مختار میں ہے کہ اگر کسی شخص کو کوئی دوسرا آدمی تیمم کرائے تو مٹی پر تین ضربیں مارے، ایک چہرے کیلئے اور دو دونوں ہاتھوں کیلئے، حالانکہ اس سے قبل مصنف کے قول بضربتین کے ساتھ ہی دلو من غیرہ کی قید گزر چکی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ صرف دو ہی ضربیں ہوں گی اگرچہ غیر سے تیمم کرائے۔

#### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

آپ رحمہ اللہ نے در مختار کے کلام میں تضاد واضح کر کے تین ضربوں کی وجہ بیان فرمائی۔ (فرمایا:) شاید تین ضربوں کی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر جب کوئی شخص کسی اور کو تیمم کراتا ہے تو وہ اپنے ہاتھوں سے اسکے دونوں ہاتھوں کا مسح کرتا ہے، پس جب ضرب ثانی کے ساتھ اس نے اس کے دائیں ہاتھ کا مسح کیا تو مٹی مستعمل ہو گئی لہذا بائیں ہاتھ کیلئے تیسری ضرب کی ضرورت پڑے گی، پس خود تیمم کرنے اور تیمم کروانے میں یہی فرق ہے۔

#### 47- طحاوی رحمہ اللہ

صلوٰۃ کسوف اور سنن مؤکدہ اگر چہ صبح کی سنتیں ہوں، جب ان کے فرائض کے بغیر فوت ہونے کا خوف ہو تو تیمم کے ساتھ پڑھی جاسکتی ہیں، اس کی مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں: مثلاً ایک صورت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہو کہ وضو کرنے سے تنگی وقت کے سبب سنتیں فوت ہو جائیں گی اور اگر تیمم کرے تو سنت اور فرض دونوں اس کے ساتھ پڑھ سکتا ہے لیکن اس سے یہ لازم آئے گا کہ فرض بھی تیمم کے ساتھ پڑھے جائیں گے حالانکہ پانی کی موجودگی میں عبادت کے فوت ہونے کے خوف سے تیمم دوسری عبادت کو کفایت نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ دوسری عبادت ایسی نہ ہو جس کے بلا بدل فوت ہونے کا خوف ہو (مثلاً عید کی نماز وغیرہ) اب دو عبادتوں کے درمیان اتنا وقت نہیں کہ طہارت حاصل ہو جائے اور صبح کے فرض بدل کی طرف فوت ہو رہے ہیں لہذا یہ فرض اس تیمم سے ادا نہیں کئے جاسکتے اور اگر

ہم سنت کی ادائیگی کے بعد پانی سے طہارت لازم قرار دیں تو صبح کے فرضوں کی ادائیگی فوت ہو رہی ہے اور یہ سنتوں کی وجہ سے ہوا لہذا یہ باطل ہے۔ (حلبی)

امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر یہ صورت بن سکتی ہے کہ سورج کے بلند ہونے پر قضا کرے اور وہ اس طرح کہ زوال سے قبل تک مؤخر کر دے کیونکہ اگر وہ وضو کرے تو وقت نکل جائے گا اور اگر تیمم کرے تو ادائیگی ممکن ہے پس تیمم کر کے شروع کر دے۔

بعض نے یہ صورت بیان کی ہے کہ پانی کی عدم موجودگی کے سبب فرضوں کیلئے تیمم کیا، صبح کی سنتیں شروع کیس پھر قعود بقدر تشہد سے پہلے پانی مل گیا، اب وقت اتنا ہی ہے کہ جس میں وضو کیا جاسکتا ہے اور صرف دو فرض پڑھے جاسکتے ہیں پس وہ اسی تیمم سے سنتوں کو پورا کرے اور پھر وضو کر کے فرض پڑھے اور پانی مل جانے کے باوجود سنتوں کو نہ توڑے کیونکہ ایسا کرے گا تو صبح کی سنتیں (ایکلی) فوت ہو جائیں گی، اب یہاں اسبابِ رخصت ہیں: پہلا سبب رخصت پانی کا نہ ہونا تھا اور دوسرا وقت کی تنگی ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

یعنی اب اس تیمم کے ساتھ سنتوں کو پورا کرے اور پھر وضو کر کے (وقت نہ ہونے کے سبب) صبح کے فرض ظہر کے وقت قضا کرے۔

### 48- طحاوی رحمہ اللہ

اس بارے میں اختلاف ہے کہ جب کوئی کافر اسلام لانے کیلئے تیمم کرے تو آیا یہ تیمم درست ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک یہ درست ہے اور اس تیمم سے نماز بھی جائز ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ تیمم میں نیت شرط ہے اور کافر کی نیت صحیح نہیں۔

امام طحاوی رحمہ اللہ نے بحر الرائق کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ اس تیمم کے ساتھ نماز کا صحیح نہ ہونا متفق علیہ مسئلہ ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے تو یہ فرمایا کہ یہ اسلام لانے کیلئے صحیح ہے۔

### اعلیٰ حضرت محمد ﷺ

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک کافر کا تیمم اسلام لانے کیلئے صحیح ہے اور اس کے ساتھ ادائیگی نماز بھی درست ہے۔ بحر الرائق میں اس کی تصریح یوں ہے:

روی عن ابی یوسف اذا تیمم ینوی الاسلام جائز حتی لو اسلم لا یجوز له ان یصلی بذلك التیمم عند العامة و علیٰ روایة ابی یوسف یجوز۔<sup>۱</sup>

### 49- طحاوی رحمہ اللہ

اگر کسی مقام پر جنبی، حائض، بے وضو اور میت ہوں اور پانی صرف ایک کو کفایت کرتا ہو تو اس کے استعمال کا کون زیادہ مستحق ہے؟ اس میں تفصیل ہے اور وہ یہ کہ اگر پانی مباح ہو تو جنبی اولیٰ ہے۔ اگر ان میں سے کسی ایک کی ملکیت ہو تو وہ خود استعمال کرے اور اگر ان سب میں مشترک ہو تو میت کیلئے صرف کیا جائے اور باقی تیمم کریں۔ اس کی مختلف وجوہات ہیں:

1- تجبیز میت میں جلدی مطلوب ہے۔

2- میت کیلئے پانی کا حصول ناممکن ہے۔

3- میت کی جانب سے اپنے حصے کی عطا ناممکن ہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ نے اعتراض کیا کہ جب مشترک پانی میت پر صرف کیا جاتا ہے تو مباح پانی کا صرف کرنا تو اولیٰ ہوگا۔

### اعلیٰ حضرت محمد ﷺ

شاید یہاں میت کیلئے مشترک پانی کے استعمال کا حکم تیسری دلیل پر مبنی ہے یعنی میت کی طرف سے عطا کا عدم جریان اور مباح پانی میں یہ دلیل جاری نہیں ہوتی لہذا وہاں جنبی اولیٰ ہے۔

### 50- طحاوی رحمہ اللہ

ایک ہی جگہ سے ایک پوری جماعت تیمم کر سکتی ہے کیونکہ مٹی مستعمل نہیں ہوتی اور

1- البحر الرائق شرح کنز الدقائق ۱/۱۵۱

اگر چہ وہ مٹی موجود ہاتھوں سے لگی ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ اگر تیمم کرنے والوں کے ہاتھوں سے مٹی کو جھاکر جمع کیا جائے تو اس کے ساتھ بھی تیمم جائز ہے۔

### اعلیٰ حضرت عسلیہ

مٹی استعمال کی صفت سے موصوف نہیں ہوتی۔ علامہ شامی رحمہ اللہ نے نہر الفائق، حلیہ اور غنیہ کے حوالے سے ثابت کیا ہے کہ جو مٹی ہاتھوں کے ساتھ لگی ہو اور اس کے ساتھ مسح کرے تو وہ مستعمل ہو جائے گی البتہ وہ جگہ مستعمل نہیں ہوگی جہاں سے تیمم کیا گیا۔<sup>۱</sup> ہم نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے تحقیق کی ہے کہ صحیح یہ ہے کہ مطلقاً مٹی مستعمل نہیں ہوتی۔ ہمارے فتاویٰ (فتاویٰ رضویہ) میں ملاحظہ کریں۔

### 51- طحاوی رحمہ اللہ

نواقض تیمم کے سلسلے میں صاحب تنویر الابصار نے فرمایا: و ناقضه ناقض الاصل۔ علامہ طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مطلق تیمم چاہے حدث اصغر سے ہو یا حدث اکبر سے، ناقض وضو سے ٹوٹ جاتا ہے، چاہے صرف ناقض وضو پایا جائے یا ناقض غسل اور ناقض وضو دونوں پائے جائیں، لہذا اگر ناقض وضو پایا گیا تو وہ آدمی محدث کہلائے گا، جنبی نہیں ہوگا اور اگر نواقض غسل پائے گئے تو اس پر جنبی کا اطلاق ہوگا، محدث کا اطلاق نہ ہوگا فیصیر جنبی لا محدثا چاہے وہ تیمم حدث سے کیا ہو یا جنابت سے۔

### اعلیٰ حضرت عسلیہ

علامہ طحاوی رحمہ اللہ کے قول لا محدثا کی وضاحت کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ محدث بحدث اصغر مراد ہے (یعنی محدث تو ہوگا مگر حدث اکبر کے ساتھ نہ کہ حدث اصغر کے ساتھ) اگرچہ ہر جنبی محدث ہے۔

اسی سے علامہ طحاوی رحمہ اللہ کا نقل کردہ وہ اعتراض دور ہو گیا کہ جب ایک آدمی جنبی ہوگا تو وہ محدث ضرور ہوگا۔<sup>۲</sup>

1- رد المحتار المعروف بہ فتاویٰ شامی 1/ 169

2- جواب کی تفصیل یہ ہے کہ یہی محدث ضرور ہے لیکن حدث اصغر کے ساتھ نہیں بلکہ حدث اکبر کے ساتھ۔ ۱۲ ہزاروی

### 52- طحطاوی رحمہ اللہ

زخمی ہاتھوں والے شخص کو اگر ایسا شخص مل جائے جو وضو کرائے، تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک غیر سے مدد مستحب ہے اور صاحبین کے نزدیک فرض ہے اور اس اختلاف کی وجہ یہ سوال ہے کہ آیا قدرتِ غیر سے یہ شخص قادر شمار کیا جائے گا یا نہیں؟ (حلی)

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک قادر شمار نہیں کیا جائے گا اور صاحبین کے نزدیک شمار کیا جائے گا اور رد المحتار میں ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک قدرت کا عدم اعتبار مطلقاً نہیں بلکہ بعض مواضع میں ہے۔<sup>۱</sup>

### 53- طحطاوی رحمہ اللہ

تویر الابصار مع دُرِّ مختار میں ہے کہ حیض کی کم سے کم مدت تین دن رات ہے اور اس کا اندازہ ساعتِ فلکی کے ساتھ کیا جائے گا۔  
علامہ طحطاوی رحمہ اللہ ساعتِ فلکی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کی ہر ساعت پندرہ درجہ کی ہوتی ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

یعنی ایک ساعت میں کوکب ثابت کی حرکتِ غریبہ پندرہ درجہ ہوگی اور کوکب ثابت اور آفتاب کی حرکت کے درمیان اتنا تفاوت ہوگا جس قدر ایک ساعت میں سیرِ وسط کے ساتھ سورج چلتا ہے اور وہ (سیرِ شمس) دو دقیقے، ۲۹ ثانیے، ۳۳ ثلثے، ۲۳ رابعے اور ۳۸ خامسے ہیں۔

### 54- طحطاوی رحمہ اللہ

حدیثِ پاک میں جو آیا ہے کہ بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کا کہا جائے اور جب

دس سال کا ہو جائے تو اسے نماز نہ پڑھنے پر مارا جائے گا۔

اس پر علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ استفسار کرتے ہیں کہ کیا سات سال کے بچے کو نماز کا حکم دینا اسی طرح واجب ہے جیسے دس سال کے بچے کو مارنا واجب ہے اور کیا ہر صورت وجوب میں وجوب اصطلاحی مراد ہے یا وجوب فرض کے معنی میں ہے؟

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ہاں کیونکہ امر ہے اور امر وجوب کیلئے آتا ہے اور وجوب سے استحباب کی طرف پھیرنے والی کوئی علت نہیں۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے یونہی یہ بھی بیان کیا کہ وجوب اپنے اصطلاحی معنی میں ہے، فرض کے معنی میں نہیں کیونکہ حدیث ظنی ہے (قطع نہیں)۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وظاهر الحديث ان الامر لابن سبع واجب كالضرب والظاهر ايضا ان الوجوب بالمعنى المصطلح عليه لا بمعنى الافتراض لان الحديث ظني۔<sup>۱</sup>

### 55- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

خزانہ میں ہے کہ جب ظہر کا وقت حد اختلاف میں داخل ہو جائے یعنی ہر چیز کا سایہ اس کی ایک مثل ہو جائے تو یہ وقت مکروہ ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اسی کتاب حاشیہ الطحطاوی کے صفحہ ۷۹ نیز بحر الرائق کے حوالہ سے مذکور ہے کہ وقت ظہر میں کوئی کراہت نہیں۔ اور یہی زیادہ بہتر ہے جیسا کہ میں نے رد المحتار کے حاشیہ پر تحقیق کی ہے۔

بحر الرائق کی عبارت یہ ہے:



لان الفجر و الظهر لا کراهة فی وقتہما۔<sup>۱</sup>

### 56- طحاوی رحمہ اللہ

اذان میں ترجیع نہیں یعنی اول آہستہ آواز سے شہادتین کہنا اور پھر بلند آواز سے کیونکہ اذان سے مقصود اعلان ہے اور آہستہ آواز سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ بحر الرائق میں اسے مباح قرار دیا گیا ہے جبکہ صاحب المتعلیٰ اور قہستانی نے مکروہ کہا ہے۔ علامہ طحاوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ کراہت کا قول مقدم ہے جیسا کہ طہی میں ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

متعلیٰ سے مراد متعلیٰ الابحر ہے جو قابل اعتماد چار متون قدوری، مختار، کنز، وقایہ کا جامع متن ہے اور اس کے مصنف امام علامہ ابراہیم بن محمد طہی (م ۹۵۶ھ) ہیں جو منیۃ المصلیٰ کی دو شروح ”کبیر“ اور ”صغیر“ کے مصنف ہیں۔

### 57- طحاوی رحمہ اللہ

اذان و اقامت کے ساتھ تکرار جماعت میں کوئی حرج نہیں۔ شارح تنویر الابصار (صاحب در مختار) کا قول لا بأس سے پتہ چلا کہ عدم تکرار اولیٰ ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

عدم تکرار اولیٰ نہیں بلکہ تکرار افضل ہے جیسے رد المحتار میں خزائن الاسرار کے حوالہ سے قاضی خان کی عبارت نقل کی گئی اور وہ یہ ہے:

یکرہ تکرار الجماعة فی مسجد محلة باذان و اقامة الا اذا صلی بہما  
فیہ اولا غیر اہلہ و اہلہ لکن بمخافتة الاذان ولو کرر اہلہ بدونہما  
او کان مسجد طریق جاز اجماعا کما فی مسجد لیس لہ امام ولا  
موذن و یصلی الناس فیہ فوجا فوجا فان الافضل ان یصلی کل

فریق باذان و اقامۃ علیٰ حدۃ کما فی امالی قاضی خان۔<sup>۱</sup>  
علامہ طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

و یکرہ تکرار الجماعة باذان و اقامۃ فی مسجد رحلۃ لا فی مسجد  
طریق او مسجد لا امام له ولا مؤذن اما اذا کررت بغير اذان فلا کراهۃ  
مطلقا سواء کان مسجد محله او غیره و علیہ مسلمون (المجتبیٰ)۔<sup>۲</sup>  
عدم جواز کے وہم کو دور کرنے کیلئے لا باس لایا گیا اور جواز کی طرف اشارہ فرمایا۔

### 58- طحاوی رحمہ اللہ

امام کے مصلیٰ کے اوپر کھڑا ہونے تک مؤذن بیٹھا رہے یعنی جب امام مصلیٰ پر  
آجائے تو پھر کھڑے ہو کر تکبیر کہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

فتاویٰ ہندیہ (عالمگیری) میں کھڑے ہو کر امام کے انتظار کرنے کو مکروہ لکھا ہے۔  
فتاویٰ ہندیہ کی عبارت یہ ہے:

اذا دخل الرجل عند الاقامة یکرہ الانتظار قائما و لكن یقعد ثم  
يقوم اذا بلغ حی علی الفلاح۔<sup>۳</sup>

### 59- طحاوی رحمہ اللہ

شرائط نماز میں سے چھٹی شرط استقبال قبلہ ہے اور اس کی دو صورتیں ہیں: کعبۃ اللہ کے  
سامنے کھڑا ہونے والے کیلئے عین کعبہ کو دیکھنا اور غیر معاین کیلئے جہت قبلہ کی طرف منہ کرنا۔  
اس کی صورت یہ بیان کی گئی ہے کہ نمازی کے چہرہ سے ایک خط زادیہ قائمہ پر اُفتی کی  
طرف فرض کیا جائے جو کعبۃ اللہ پر سے گزرے اور ایک دوسرا خط جو دائیں بائیں اس خط کو

۱- رد المحتار المعروف بہ فتاویٰ شامی ۱/۳۷۱

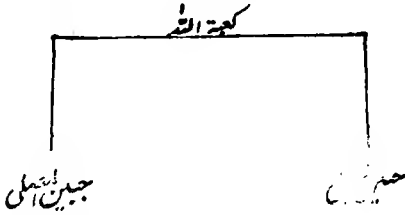
۲- حاشیہ الطحاوی ۱/۲۴۰

۳- فتاویٰ عالمگیری المعروف بہ فتاویٰ ہندیہ ۱/۵۷

دو قائمہ زاویوں پر قطع کرے۔ (دور مختار)

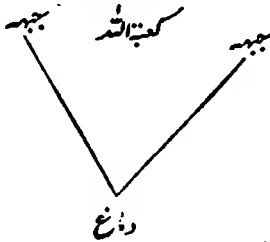
علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے الدرر کے حوالے سے لکھا:

ایک یہ کہ وہ خط جو نمازی کی پیشانی سے نکلے اور اس خط سے مل جائے جو کعبۃ اللہ سے سیدھا گزرتا ہے، اس سے دوزاویہ قائمے حاصل ہوں گے جس کی صورت یہ ہے:



ایک زاویہ اس خط سے پیدا ہوگا جو کعبۃ اللہ سے گزرتا ہے اور قائمہ زاویہ اس خط سے حاصل ہوگا جو نمازی کی پیشانی سے نکلتا ہے، اس سے دوزاویہ قائمے پیدا ہوتے ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کعبۃ اللہ ان دو خطوں کے درمیان واقع ہو جو دماغ میں جاملتے ہیں، پھر آنکھوں کی طرف نکلتے ہیں جیسے مثلث کے دو اضلاع ہوتے ہیں۔ اس کی صورت یہ ہے:



اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

کہا جاتا ہے کہ صورتِ مسئلہ اس طرح نہیں جس طرح علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے سمجھا بلکہ کعبۃ اللہ سے گزرنے والے خط سے مراد وہ خط ہے جو اس کے دونوں پہلوؤں سے

دائیں بائیں گزرتا ہے اور دو قائمہ زاویوں سے مراد وہ زاویے ہیں جو نمازی کی پیشانی سے نکلنے والے خط کے دونوں طرف وہاں پیدا ہوتے ہیں جہاں یہ خط کعبۃ اللہ سے گزرنے والے خط سے ملتا ہے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ یہی سمجھے اور انہوں نے الدرر کی اس تصویر کو توجیہ تحقیقی پر محمول کیا جس طرح ہم نے شامی کے حاشیہ پر بیان کیا لیکن اقرب بلکہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ یہ دونوں صورتیں (جو الدرر میں بیان ہوئیں) توجیہ تقریبی کیلئے ہیں (تحقیقی کیلئے نہیں) اور جبین کا معنی پیشانی (جبہ) کی دونوں طرفیں ہیں اور انہیں جبین کہتے ہیں (لیکن ایک جبہ میں دو جبین ہیں)۔ اسی طرح قاموس اور رد المحتار میں ہے۔ اس صورت میں وہی صورت صحیح ہوگی جو علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے نقش فرمائی۔

### 60- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

یہ دوسری صورت کا ذکر ہے جو اوپر بیان ہو چکی۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

بہتر وہی ہے جو الدرر میں ہے۔<sup>۱</sup>

### 61- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

آخری قعدہ کے بارے میں اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے صاحب درمختار نے کہا کہ (یہ رکن نہیں بلکہ) ظاہر یہ ہے کہ یہ شرط ہے کیونکہ یہ نماز سے خروج کیلئے مشروع ہوا جس طرح تحریر شروع نماز کیلئے مشروع ہے۔

اس پر علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے نہر الفائق کی عبارت بطور دلیل پیش کی کہ اگر قعدہ آخرہ رکن ہوتا تو نماز کی ماہیت اس پر موقوف ہوتی حالانکہ اس پر ماہیت نماز موقوف نہیں، اسی لئے اگر کوئی شخص قسم اٹھائے کہ وہ نماز نہیں پڑھے گا تو سجدہ سے سراٹھاتے ہوئے حائث ہو

1- فان الجبین طرف البیۃ وھما جبینان۔ (رد المحتار المرفوع بہ فتاویٰ شامی ۱/ ۲۲۸)۔ ۱۲ ہزاروی

2- اس کا ذکر بھی پیچھے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ہو چکا ہے۔ ۱۲ ہزاروی

جائے گا۔

علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں: کیا قعدہ اخیرہ کے بارے میں وہ بات کہی جاسکتی ہے جو تحریمہ کے بارے میں کہی جاتی ہے لہذا جب قعدہ اخیرہ میں رعایتِ شروط کے سلسلہ میں کوئی اعتراض نہیں ہوا جبکہ تحریمہ میں شرائط کی رعایت باعثِ قیل و قال ہے تو معلوم ہوا کہ قعدہ اخیرہ تحریمہ کی طرح نہیں لہذا اس کے رکن ہونے کے بارے میں اس طرح کا اختلاف اور بحث و تمحیص نہیں ہے جس طرح تحریمہ کے بارے میں ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تعجب کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ پر رحم فرمائے کہ کس طرح ”المسائل الاثنی عشریہ“ مشہورہ آپ کے ذہن سے نکل گئے۔ ان مسائل سے معلوم ہوتا ہے کہ قعدہ اخیرہ رکن ہے کیونکہ قعدہ اخیرہ میں ان بارہ باتوں کا پیدا ہونا نماز کو توڑ دیتا ہے۔

مختصر القدوری میں ”المسائل الاثنی عشریہ“ کا ذکر اس طرح ہے:

و ان رای المتیمم الماء فی صلوتہ بطلت صلوتہ و ان راہ بعد ما قعد قدر التشهد او کان ماسحاً فانقضت مدۃ مسحہ او خلع خفیہ بعمل قليل او کان امیاً فتعلم سورة او عریاناً فوجد ثوباً او مؤمیاً فقد علی الركوع و السجود او تذکران علیہ صلوة قبل هذه او احدث الامام القاری فاستخلف امیاً او طلعت الشمس فی صلوة الفجر او دخل وقت العصر فی الجمعة او کان ماسحاً علی الجبيرة فسقطت عن براء او کانت مستحاضة فبرأت بطلت صلوتهم فی قول ابی حنیفة و قال ابو یوسف و محمد تمت صلوتهم فی هذه المسائل۔<sup>۱</sup>

۱- یعنی شرائط کی رعایت نہ کرنا کیونکہ تحریمہ میں شرائط نماز کی رعایت تحریمہ کے رکن ہونے کی وجہ سے ہے

کیونکہ قیام فرض ہے۔ ۱۲ ہزار دی

۲- مختصر القدوری صفحہ ۳۶

حلیہ میں بدائع کے حوالے سے منقول ہے کہ قعدہ اخیرہ کیلئے وہ شرائط ہیں جو باقی ارکان کیلئے ہیں۔

## 62- طحاوی رحمہ اللہ

مقتدی پر امام کی اتباع کس کس بات میں واجب ہے؟ حلیہ میں ہے کہ واجبات نماز میں واجب ہے، سنن میں نہیں کیونکہ ان کی ادائیگی واجب نہیں۔  
امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ واجب کے علاوہ اس غیر واجب میں بھی اتباع امام ضروری ہے جو منسوخ نہیں ہوا۔

کما یأتی قریباً کہہ کر علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے اس کے کچھ بعد فرمایا:  
اعلم ان المتابعة واجبة فی الواجب و فی غیر الواجب الذی لم ینسخ  
کالزیادة علی الثلاث فی تکبیرات العیدین۔

## اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

جو کچھ امام طحاوی رحمہ اللہ نے دوبارہ ذکر کیا وہ بھی نقل کی طرف منسوب نہیں اور جو تحقیق علامہ شامی رحمہ اللہ نے فرمائی وہ اقرب ہے یعنی سنت میں متابعت امام سنت ہے چنانچہ علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فعلم من هذا ان المتابعة ليست فرضاً بل تكون واجبة فی الفرائض  
و الواجبات العقلية و تكون سنة فی السنن۔<sup>1</sup>  
ہاں ارکان اربعہ میں متابعت ہر مشروع میں واجب ہے۔

## 63- طحاوی رحمہ اللہ

امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حلی نے فرض میں متابعت کو فرض قرار دیا ہے حالانکہ (مطلق) ایسا نہیں بلکہ (اس میں تفصیل ہے اور وہ یہ کہ) اگر مطلقاً فرض کی ادائیگی مراد ہے چاہے امام کے ساتھ ہو یا بعد میں، تو پھر بات ٹھیک ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ امام

کے ساتھ مل کر فرض کی ادائیگی فرض ہے تو یہ قطعاً واجب ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں: یہ واجب نہیں بلکہ واجب عدمِ تاخیر ہے بایں معنی کہ مقتدی کا فعل امام کے اس فعل سے فراغت کے بعد نہ ہو لیکن جہاں تک قرآن کا تعلق ہے تو وہ سنت ہے جس طرح علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیق فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و المتابعة المقارنة بلا تعقيب ولا تراخ سنة عندہ لا عند ہما۔<sup>۱</sup>

### 64- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

ایک شخص نے نماز شروع کی۔ ابھی فاتحہ (کمل یا بعض) پڑھی تھی کہ دوسرے شخص نے اس کی اقتداء کی، تو اب بوجہ امامت جہری نماز میں جہر واجب ہے لیکن اگر باقی قراءت میں جہر کرے تو لازم آئے گا کہ ایک ہی نماز میں بلند اور آہستہ آواز کی قراءت جمع ہو جائے، یہ امر شنع ہے اور اگر آہستہ پڑھے تو وجوب جہر کے بعد عدم جہر لازم آتا ہے لہذا پڑھی ہوئی قراءت کو لوٹائے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ اعادہ میں اول کی موافقت کرے یعنی آہستہ پڑھے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں کہ اس طرح کیسے ہو سکتا ہے جبکہ غنیہ میں اسی مسئلہ کے بعد مذکور ہے کہ اگر اس نے ایک یا زیادہ آیات آہستہ پڑھی ہوں تو نماز کو بلند قراءت کے ساتھ پوری کرے اور پڑھی ہوئی قراءت کو دوبارہ نہ پڑھے اور جس طرح رد المحتار میں ہے:

وقيل لم يعد وجهه فيما بقي من بعض الفاتحة او السورة كلها او

بعضها كما في المنية۔<sup>۲</sup>

۱- رد المحتار المعروف بہ فتاویٰ شامی/۱/۳۱۷

۲- رد المحتار المعروف بہ فتاویٰ شامی/۱/۳۵۷

## 65- طحاوی رحمہ اللہ

امامت کے باب میں صاحب درمختار نے فرمایا کہ اہلبیت صغریٰ میں مقتدی کی نماز کا امام کی نماز کے ساتھ ربط و شراط کے ساتھ ہے لہٰذا میں سے ایک پر امام کی نماز کا صحیح ہونا ہے۔ اس کی تفصیل میں علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر مقتدی کو امام کے بارے میں ایسی بات معلوم ہو جو خود امام کے نزدیک مفید نماز ہے جس طرح عورت کو ہاتھ لگانا اور امام کو اس حالت کا علم نہیں (کہ اس نے عورت کو چھوا) تو اکثر کے قول پر اس مقتدی کیلئے اس کی اقتداء جائز ہے اور ایک جماعت نے جن میں ہندوانی بھی ہیں، عدم جواز کا قول کیا ہے کیونکہ امام کے نزدیک یہ نماز باطل ہے لہٰذا سبھا مقتدی کی نماز بھی باطل ہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے ہندوانی کے قول سے یہ سمجھا کہ فقط امام کی رائے کا اعتبار ہے اور صحیح یہ ہے کہ دونوں کی رائے کا معا اعتبار ہے جیسے السندی نے غایۃ التحقیق میں تصریح کی ہے۔

## اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

لفظ ”السندی“ کی وضاحت کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ظاہر یہ ہے کہ لفظ السندی نون کے ساتھ ہے۔<sup>۱</sup>

اکثر مشائخ نے یہ فرمایا کہ اگر امام مقامات اختلاف کی رعایت کرتا ہے تو پھر یہ نماز جائز ہوگی ورنہ نہیں۔ اسے سندی نے روایت کیا ہے۔

## 66- طحاوی رحمہ اللہ

معذور کے پیچھے ظاہر کی نماز صحیح نہیں چاہے وضو کرتے ہی حدیث ہو یا بعد میں پیدا ہو۔

۱- نية المؤتمر الاقتداء واتحاد مكانهما وصلاتهما وصحة صلاة لمامه وعدم مخالفة امره وعدم تقدمه عليه بعبق و علمه بالتعالقات وبحاله من القامة وسفر ومشركه في الاركان وكونه مظه او دونه فيها۔ (حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار 1/239)۔ ۱۴ ہزاروی

۲- غالباً اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کے نسخ میں السندی کا نون غین کی صورت میں ہوگا اور موجودہ نسخ میں بھی بمثل نون کا پتہ چلتا ہے۔ ۱۴ ہزاروی



تنویر الابصار اور دُرِّ مختار کی اس عبارت کے ساتھ علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ای و قبل الصلوٰۃ کی قید لگائی جس کا مطلب یہ ہے کہ حدیث وضو کے بعد اور نماز سے پہلے طاری ہو۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں کہ یہ (ای و قبل الصلوٰۃ کی قید) مفہوم انتہائی بعید ہے۔ بے شک مجتبیٰ، بحر الرائق اور فتاویٰ ہندیہ میں ایسے ہی کہا گیا جیسے متن میں ہے (قبل الصلوٰۃ کی قید کے بغیر)۔

بحر الرائق میں ہے:

فی المجتبیٰ بان یقارن الوضوء الحدث او یطرا علیہ الاحتراز عما اذا توجها علی الانقطاع و صلی كذلك فانه یصح الاقتداء به لانه فی حکم الطاهر۔

”مجتبیٰ میں ہے کہ حدیث وضو سے ملا ہوا ہو یا بعد میں طاری ہو، اور اس قید کے ذریعے اس بات سے احتراز کیا گیا کہ اگر وضو کرتے وقت عذر نہ ہو اور اسی طرح (بے عذر) نماز پڑھ لے تو اس کی اقتداء صحیح ہے کیونکہ وہ طاہر کے حکم میں ہے۔“

فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ طاہر آدمی سلسل المیول والے کے پیچھے نماز نہ پڑھے لیکن یہ اس وقت ہے جب حدیث وضو سے مقارن ہو یا بعد میں طاری ہو۔ اسی طرح زاہدی میں ہے۔

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقہاء کی) نص سے یہ بات معلوم ہے کہ جس نے انقطاع عذر کی حالت میں وضو کیا پھر اسی وقت عذر لوٹ آیا تو اس کا وضو معذور کا وضو شمار کیا جائے گا چاہے نماز سے قبل لوٹے یا بعد میں، یہاں تک کہ اس عذر کے ساتھ وضو نہیں ٹوٹے گا بلکہ وقت نماز کے چلے جانے سے ٹوٹ جائے گا جیسے سب فقہاء نے بیان کیا۔ پس جس نے انقطاع عذر کی صورت میں وضو کیا اور اسی حالت میں نماز پڑھی، پھر عذر اسی (نماز کے) وقت لوٹ آیا تو وہ نماز کامل نماز نہیں شمار کی جائے گی کیونکہ کامل نماز وضوئے عذر کے

ساتھ ادا نہیں ہوتی پس اس کی اقتداء کیسے صحیح ہوگی کیا تو نہیں دیکھتا کہ صحیح شخص کی طہارت طہارتِ مطلقہ ہے اور اس شخص کی طہارت جس نے انقطاعِ عذر کی حالت میں وضو کیا پھر اسی وقت میں عذر لوٹ آیا اگرچہ نماز کے بعد ہی کیوں نہ ہو، وہ وقتی (عارضی) طہارت ہے کیونکہ وقت کے نکلنے ہی باطل ہو جائے گی، پس ضعیف پر قوی کی بناء کیسے صحیح ہوگی؟

ہاں! تجھے یہ بات دھوکہ نہ دے کہ جب حالتِ انقطاع میں وضو کیا اور اسی حالت میں نماز پڑھی تو ہم یقیناً جانتے ہیں کہ اس نے ایسی طہارت سے نماز ادا کی جو منافی سے محفوظ ہے (یہ بات اس لئے نہیں کہہ سکتے کیونکہ) تو جانتا ہے کہ یہ طہارتِ سالہ سے کم درجہ کی طہارت ہے اور اس لئے بھی کہ یہ طہارتِ مؤقتہ ہے نیز ہم یہ بھی تسلیم نہیں کرتے کہ طہارت کے منافی کوئی بات نہیں پائی گئی کیونکہ انقطاع ناقص طہرِ مختل کی طرح ہے جو اتصالِ دم سے مانع نہیں بلکہ وہ مسلسل خون ہے جس طرح حائضہ عورت کے بارے میں ہے۔ اسی طرح بحر الرائق میں السراج الوہاب سے نقل کیا گیا ہے پس جس طرح طہرِ ناقص میں حائضہ کی نماز معتبر نہیں، اسی طرح انقطاع ناقص میں امامت بھی جائز نہیں۔ یہ بات کتبِ فقہ کے متون و شروح سے معلوم ہوتی ہے کیونکہ انہوں نے معذور کے پیچھے صحیح کی نماز کو منع کیا ہے۔ ہاں! اگر انقطاع کی حالت میں وضو کیا اور وہ انقطاعِ وقت کے نکلنے تک برقرار رہا تو اس شخص کا وضو صحیح لوگوں کے وضو کی طرح ہوگا اگرچہ وہ معذور ہی رہے گا۔ اگر دوسرے وقت میں عذر لوٹ آئے اس لئے یہ وضو خروجِ وقت سے باطل نہیں ہوتا بلکہ سیلان سے ٹوٹ جاتا ہے جیسے فقہاء نے بالاتفاق کہا ہے۔

پس اگر ہم اس قسم کے آدمی کی اقتداء کا قول کریں تو صحیح نہیں کیونکہ جب اس کا وضو معذور کا وضو ہے تو نماز بھی اسی طرح ہوگی۔ اسی طرح بندہ تا تو اس کیلئے ظاہر ہوا۔

مزید براں محشی (علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ) نے کوئی عقلی و نقلی دلیل بھی پیش نہیں کی پھر میں نے علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے مراتب الفلاح پر حاشیے کو دیکھا تو لا یصح اقتداء غیرہ بہ کی شرح میں لکھا ہے کہ جب عذر کی حالت میں وضو کیا یا بعد میں عذر لاحق ہوا۔ اگر وضو کرتے وقت عذر سے خالی ہو تو وہ صحیح کے حکم میں ہوگا۔ اس بات میں سید طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ازہری کی

پیروی کی۔ پس الفاظ از ہری کے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ از ہری نے فی حکم الطاهر کہا ہے اور یہ کلام صحیح ہے، اگرچہ ان دونوں کے قول خالیا عنہ سے اس چیز کا وہم پیدا ہوتا ہے جو یہاں واقع ہے اور یہ اس لئے کہ ان دونوں نے طریان کو مطلقاً بعد کے ساتھ ذکر کیا لہذا یہ اسے بھی شامل ہے جو نماز کے بعد ہوا اگرچہ اسے وقت میں حصول کے ساتھ مقید کرنا واجب ہے اور ان کا قول خالیا عنہ اسی وقت تک خالی ہو سکتا ہے جب وقت میں نہ لوٹے اور اسی طرح ان کے قول فی حکم الصحیح سے حکم صحیح میں ہونا ثابت نہیں ہوتا جب وہ وقت میں لوٹ آئے۔

ظاہر یہ ہے کہ محشی رحمۃ اللہ علیہ کو قائل کے قول تواضعا علی الانقطاع و صلی کذلک سے شبہ پیدا ہوا، پس انہوں نے اسی بات کو کافی سمجھا حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ انقطاع سے مراد انقطاع معتبر ہے اور وہ انقطاع تام ہے جو پورے وقت کو گھیر لے اور یہاں یہ مراد نہیں کیونکہ اس انقطاع سے وہ معذور نہیں رہتا اور کلام معذور کے بارے میں ہے اور انقطاع ناقص یہ ہے کہ خروج وقت تک باقی رہے، اس سے وہ معذور ہی رہے گا لیکن اس میں وضو صحیح وضو کی طرح ہوگا، یہاں تک کہ خروج وقت سے نہیں ٹوٹے گا اور یہاں یہی مراد ہے کیونکہ یہ ضعیف ہے، ایک مختصر وقت کیلئے انقطاع ہوتا ہے، پھر عذر لوٹ آتا ہے، پس یہ انقطاع کچھ معتبر نہیں ہے۔

پھر مجھے کتب فقہ کے متون، شروح اور فتاویٰ سے بالا جماع معلوم ہوا کہ مطلقاً معذور کی اقتداء صحیح نہیں اور اس تہید کو زاہدی نے ظاہر کیا اور اس کی کلام جو ہندیہ میں نقل کی گئی ہے اس میں صرف قرون اور طریان کا ذکر ہے اور اسے بھی اس نے مطلق ذکر کیا ہے لہذا یہ طریان کو اور بعد الصلوٰۃ دونوں کو شامل ہوگی اور مصنف رحمۃ اللہ علیہ زاہدی کے مسائل کو متن میں داخل کرتے رہتے ہیں اور متن ظاہر مذہب کے مطابق ہوتا ہے۔

### 67- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

ہکلا (جس کی زبان میں لگت ہو) کے پیچھے غیر ہکلا کی نماز صحیح نہیں اور یہ ہکلا شخص

انتہائی کوشش اور محنت کے بعد انہی کی مثل ہے لہذا اپنے جیسے کی امامت کر سکتا ہے۔  
امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انتہائی کوشش اس پر فرض و لازم ہے اور دورانِ جدو  
جہد اس کی انفرادی نماز ظاہر مذہب کے لحاظ سے فاسد ہوگی۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

میں کہتا ہوں: اس کی نماز کا فساد اس وقت ہے جب اس کیلئے اقتداء ممکن ہو ورنہ کسی  
نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دی جاتی اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ جدو جہد  
کیلئے کوئی حد متعین نہیں بلکہ اس کا حکم دائمی ہے لہذا امکان کا حکم خود شارح (صاحب در مختار)  
کے اس قول سے حاصل ہوا:

لا تصح صلاته ان امكنه الاقتداء۔  
یعنی اس کی نماز اسی وقت (اکیلے) صحیح نہ ہو جب اقتداء ممکن ہو۔

### 68- طحاوی رحمہ اللہ

امام طحاوی رحمہ اللہ نے بزازیہ کے حوالے سے ایک مسئلہ نقل کیا اور وہ یہ کہ اگر کوئی شخص  
غیر المغضوب علیہم کو غیر المغضوب ظا کے ساتھ اور ولا الضالین کو ذال یا ظا کے  
ساتھ پڑھے تو بعض نے کہا کہ نماز فاسد نہیں ہوگی کیونکہ عوام حروف کے مخارج کو نہیں پہچانتے  
لہذا یہ حکم عمومِ بلوی کے پیش نظر ہے۔ بعض نے مطلقاً فساد نماز کا حکم دیا اگر معنی بدل جائے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

قاضی ابوالحسن اور قاضی ابوالقاسم نے کہا کہ اگر جان بوجھ کر ایسا کرے تو نماز فاسد ہو  
جائے گی اور بلا قصد زبان پر جاری ہو جائے یا حروف میں تمیز نہ کر سکتا ہو تو فاسد نہ ہوگی، یہ  
قول اعدل ہے۔ اس کلام میں قاضی ابوالقاسم کا ذکر ہے۔

۱- یعنی اس پر اقتداء لازم ہے۔ ۱۲ ہزاروی

۲- اگر ضالین کو ظا کے ساتھ پڑھا جائے تو معنی ہوگا ہمیشہ رہنے والے۔ لہذا اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ (نہایت القول المفید فی علم التجوید صفحہ ۹۶)۔ ۱۲ ہزاروی

### 69- طحاوی رحمہ اللہ

علامہ طحاوی رحمہ اللہ اور علامہ شامی رحمہ اللہ دونوں نے در مختار کی اس عبارت فلو من احدہما لم یکرہ سے اختلاف کرتے ہوئے اسے بخلاف ائق کا مخالف قرار دیا اور لکھا کہ ایک کاندھے سے ہو یا دونوں سے، دونوں طرح سے مکروہ ہے اور شارح کا ولو من احدہما لم یکرہ کہنا صحیح نہیں۔ شامی کی عبارت یہ ہے:

مخالف لما فی البحر حیث ذکر فی انه اذا ارسل طرفا منه علی صدرہ و طرفا علی ظہرہ یکرہ۔<sup>۱</sup>

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

شارح تنویر الابصار (صاحب در مختار) کے کلام کا مطلب وہ نہیں جسے سید علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے اور ان کی اتباع کرتے ہوئے علامہ شامی رحمہ اللہ نے سمجھا اور انہوں نے اس سلسلے میں بحث کی کہ ایک کاندھے پر رکھا ہو یا دونوں پر کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ جب کپڑے کے دونوں کنارے لٹکائے جائیں گے تو مطلقاً مکروہ ہو گا چاہے وہ ایک کاندھے پر ہو یا دونوں پر، شارح کی کلام کپڑے کے کناروں کے بارے میں تھی کہ اگر دونوں کناروں کو لٹکایا جائے تو مکروہ ہے اور اگر ایک کنارہ ایک کاندھے پر لٹکایا جائے اور دوسرا کنارہ دوسرے موٹے پر رکھا ہو تو مکروہ نہیں۔<sup>۲</sup> کہاں یہ اور کہاں وہ مفہوم جسے ان دونوں حضرات نے سمجھا۔ اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے ساتھ ہم پر بھی رحم فرمائے۔ آمین۔

### 70- طحاوی رحمہ اللہ

اگر کوئی آدمی شافعی المذہب امام کی اقتداء میں وتر ادا کر رہا ہو تو آیا دعائے قنوت کی متابعت کرے گا یا اپنے مذہب کا قنوت پڑھے گا؟

اس ضمن میں علامہ طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہم انا نستعینک پڑھنے میں

۱- رد المحتار المعروف بہ فتاویٰ شامی ۱/۴۳۰

۲- من احدہما میں ضمیر کا مرجع کھٹ نہیں بلکہ ٹوبہ ہے۔ ۱۲ ہزار دی

واجب منحصر نہیں پس اگر قنوت میں امام کی متابعت کرے تو اس کی طرف سے واجب کی ادائیگی ہو جائے گی۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں کہ اس سے وجوب کے سقوط میں کلام نہیں۔ کلام اس بارے میں ہے کہ اس کیلئے کون سا قنوت مناسب ہے؟ آیا اپنے مذہب کی اتباع میں اپنے مذہب کا مختار قنوت پڑھے یا امام کی متابعت کے پیش نظر اس کے مذہب کا قنوت پڑھے؟ اس کا جواب وہی ہے جسے شیخ عبدالحی شرملائی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا:

فی الشربلا نية لا يغنى ان الشافعي يعنت باللهم اهدنا و الحنفی  
باللهم انا نستعينك۔  
فتاویٰ شامی میں ہے:

ای ویقنت بدعاء الاستغاثة لا دعاء الهداية الذي يدعو به امامه لان  
المتابعة في مطلق القنوت لا في خصوص الدعاء كما حرره الشيخ ابو  
السعود عن الشيخ عبد الحی۔<sup>۱</sup>

### 71- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

قنوت نازلہ رکوع سے پہلے پڑھا جائے۔ یہی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک رکوع کے بعد ہے۔ حلی نے کہا کہ اگر امام رکوع کے بعد قنوت پڑھے تو اس کے اس غیر مشروع کام میں متابعت کی بجائے کچھ دیر بیٹھ جائے تاکہ مشارکت کا احتمال باقی نہ رہے۔

بحر الرائق میں ہے: بعض نے کہا چونکہ رکوع کے بعد طول قیام جائز نہیں اس لئے امام کی اتباع نہ کرے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں کہ رکوع کے بعد بیٹھ جانا عدم جواز میں طول قیام سے بھی زیادہ شدید

ہے کیونکہ یہ اصلاً اور وضعاً دونوں طرح ناجائز ہے بخلاف طول قیام کے (کیونکہ وہاں وضعاً مشروعیت ہے)۔

### 72- طحاوی رحمہ اللہ

بحر الرائق میں ہے:

و لم یقنت الامام فی الجہریۃ۔

”امام جہری نمازوں میں قنوت (نازلہ) پڑھے۔“

ابو السعود میں ہے:

ان نزل بالمسلمین نازلۃ قنت الامام فی صلوۃ الفجر۔

”اگر مسلمانوں پر کوئی پریشانی آئے تو امام صبح کی نماز میں قنوت پڑھے۔“

علامہ طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بحر الرائق میں لفظ جہر درحقیقت لفظ الفجر ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

آپ رحمہ اللہ امام طحاوی رحمہ اللہ کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ فی الجہریۃ کی

عدم صحت ظاہر ہے جیسا کہ کتب احادیث سے ظاہر ہے چنانچہ قتلاوی رضویہ میں اسی طرح ہے:

”تحقیق یہ ہے کہ قنوت صرف نماز فجر میں ہے وما وقع فی بعض الکتب فی

صلوۃ الجہر مصحف من صلوۃ الفجر۔“

آنحضرت ﷺ سے وہ مواظبت اور تکرار دیگر نمازوں کیلئے ثابت نہیں جو صبح کی نماز

کے بارے میں ہے۔

### 73- طحاوی رحمہ اللہ

علامہ طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام طحاوی رحمہ اللہ (صاحب شرح معانی الآثار)

نے فرمایا: ”ہمارے نزدیک سوائے آفات و مصائب کے صبح کی نماز میں قنوت نہ پڑھا

جائے۔ اگر کوئی فتنہ یا مصیبت نازل ہو تو کوئی حرج نہیں۔“ بعض فضلاء نے فرمایا کہ یہی

ہمارا مذہب ہے اور جمہور بھی اسی مسلک پر ہیں۔

### اعلیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

بعض فضلاء سے یا علامہ ابراہیم علیہ السلام مراد ہیں یا علامہ شربلانی علیہ السلام۔ کیونکہ ان دونوں نے غنیہ اور مراقی الفلاح میں یہ بات بیان کی ہے۔

### 74۔ طحاوی علیہ السلام

صاحب در مختار نے (فائدہ کے تحت) ان باتوں کو بیان کیا جن میں امام کی اتباع کی جائے اور جن میں امام کی اتباع نہ کی جائے۔ جن امور میں امام کی اتباع کی جائے ان میں ایک قنوت بیان کیا گیا۔

امام طحاوی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ شربلانی نے نور الایضاح میں اس کے مناقض بیان کیا اور وہ یہ کہ

لو ترك الامام القنوت ياتي المؤتم ان امكنه۔  
”اگر امام قنوت ترک کر دے تو مقتدی پڑھے بشرطیکہ اس کیلئے امام کے ساتھ رکوع میں شرکت ممکن ہو، ورنہ امام کی اتباع کرے۔“

### اعلیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

خلاصہ اور دیگر کتب میں بھی اسی طرح مذکور ہے (جیسے نور الایضاح میں ہے)۔

### 75۔ طحاوی علیہ السلام

نوافل مندورہ میں اگر قیام کے ساتھ پڑھنے کی نذر ہے تو قیام واجب ہے ورنہ قیام لازمی نہیں اور تعین کے ساتھ بالاتفاق قیام لازم ہے۔

### اعلیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

یہ مسئلہ کہ نوافل مندورہ میں قیام واجب نہیں جب تک کہ قیام کی صراحت نہ ہو، متفقہ

۱۔ نور الایضاح ص ۵۸ حاشیہ ذریعۃ النجاشی ص ۹۸



نہیں بلکہ اختلافی ہے۔

### 76- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

مقیم سواری کی حالت میں شہر سے باہر نفل پڑھ سکتا ہے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تنویر الابصار میں راکیبا مفرد کا صیغہ اس بات کی طرف اشارہ کرنے کیلئے لایا گیا ہے کہ سواری کی حالت میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے امام کی نماز صحیح ہوگی جبکہ قوم کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

جماعت کے ساتھ قوم کی نماز کے فساد کی وجہ بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جانوروں کے درمیان فاصلہ اقتداء سے مانع ہے۔

### 77- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

مقتدی کے دعائے قنوت سے فارغ ہونے سے قبل اگر امام رکوع میں چلا جائے تو مقتدی قنوت ترک کر کے امام کی متابعت کرے، اگرچہ اس نے (بوجہ) قنوت میں سے کچھ بھی نہ پڑھا ہو بشرطیکہ امام کے ساتھ رکوع کے قنوت ہو جانے کا خوف ہے البتہ تشہد کو پورا کرے کیونکہ تشہد میں اختلاف مفسد نماز نہیں۔ (الدرر)

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں: (حالت تشہد میں عدم اتباع امام) تشہد میں مخالفت نہیں بلکہ تشہد کے ساتھ سلام میں بلکہ خروج بصر میں مخالفت امام ہے۔ الدرر کا یہ قول (مخالفت امام فی التشہد) اس شخص کے مسلک پر صحیح ہے جو اس کی فرضیت کا قائل نہ ہو۔

### 78- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

صاحب تنویر الابصار نے فرمایا: اگر لوگ عشاء کے فرض (رمضان شریف میں) جماعت کے ساتھ نہ پڑھیں تو تراویح بھی جماعت کے ساتھ نہ پڑھیں۔ اس کی علت

صاحب در مختار نے یہ بیان فرمائی کہ تراویح کی جماعت فرض کی جماعت کے تابع ہے۔ علامہ طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شارح کی تعلیل تبعہ اکیلے آدمی کو بھی شامل ہے یعنی اگر کوئی شخص جماعت کے ساتھ فرض نہ ادا کر سکے تو تراویح بھی جماعت کے ساتھ ادا نہ کرے اور خود شارح کی تفریع اس کی تعلیل کے خلاف ہے اور وہ یہ ہے:

فمصلیہ وحده یصلیہا معہ۔

”اکیلے فرض پڑھنے والے جماعت کے ساتھ تراویح ادا کریں۔“

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امام طحاوی رحمہ اللہ نے شارح (صاحب در مختار) پر اعتراض کیا کہ شارح کی تعلیل سے مفرد کی شمولیت اور تفریع سے اس کے خلاف کا پتہ چلتا ہے۔ اس کا جواب رد المحتار میں نہایت عمدہ دیا گیا ہے۔ رد المحتار میں ہے:

قوله لا نها تبع) ای لان جماعتها تبع لجماعة الفرض فانها لم تقم الا بجماعة الفرض فلو اقيمت بجماعة وحدها كانت مخالفة للوارد فيها فلم تكن مشروعة اما لو صليت بجماعة الفرض و كان رجل قد صلى الفرض وحده فله ان يصلیها مع ذلك الامام لان جماعتهم مشروعة فله الدخول فيها معهم لعدم المحذور و هذا ماضهر لی فی وجهه و به ظهر ان التعلیل المذكور لا يشمل المصلی وحده فظهر صحة التفریع بقوله مصلیہ وحده الخ۔<sup>۱</sup>

### 79- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

حلی کے حوالہ سے امام طحاوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ تعلیل سابق کے مطابق صورت مذکورہ میں جماعت کے ساتھ وتر پڑھے جاسکتے ہیں کیونکہ وتر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک نہ تو تراویح کے تابع ہیں اور نہ ہی عشاء کے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ وتر اگرچہ اپنی اصل کے لحاظ سے تابع نہیں ہیں لیکن وُتروں کی جماعت تو تابع ہے۔ فتاویٰ شامی میں ہے:

الذی یظهر ان جماعة الوتر تبع لجماعة التراویح و ان كان الوتر نفسه اصلا فی ذاته لان سنة الجماعة فی الوتر انما عرفت بالاثر تابعة للتراویح الخ۔<sup>۱</sup>

### 80- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وتر عشاء کے تابع بھی نہیں۔ (حلی)

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اس بات سے وُتروں کی جماعت کے جواز کا وہم پیدا ہوتا ہے اگرچہ فرض جماعت کے ساتھ نہ پڑھے ہوں اور یہ بات اس نص کے خلاف ہے جو شرح النقایہ اور غنیہ وغیرہما میں ہے۔ اس مسئلہ کی تحقیق ہمارے فتاویٰ (فتاویٰ رضویہ) میں مکمل طور پر کی گئی ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

”جس شخص نے نمازِ عشاء تہا پڑھی، وہ تراویح کی جماعت میں شامل ہو سکتا ہے، تہا نہ پڑھے، ہاں! وتر کی جماعت میں شامل نہیں ہو سکتا۔ جس نے فرض تہا پڑھے ہوں، وہ وتر بھی تہا پڑھے۔

درِ مختار میں ہے:

مصليہ وحده یصلیہا معہ ۱ھ ای مصل الغرض وحده یصل التراویح مع الامام۔

رد المحتار میں ہے:

۱- رد المحتار المعروف بہ فتاویٰ شامی ۶/۱۷۷

اذا لم یصل الفرض معه لا یتبعه فی الوتر واللہ تعالیٰ اعلم۔<sup>۱</sup>

### 81- طحاوی رحمہ اللہ

اذان کے بعد نماز ادا کئے بغیر مسجد سے باہر جانے کی کراہت کا ذکر کرتے ہوئے چند افراد کے استثناء کے بعد صاحبِ تنویر الابصار اور اس کے شارح (صاحبِ درمختار) فرماتے ہیں:

(الا لمن ینتظم بہ امر جماعة اخری) او کان الخروج لمسجد فیہ و لم یصلوا فیہ او لاستاذة لدرسه اولسماع الوعظ اولحاجة و من عزمه ان یعود۔<sup>۲</sup>

علامہ طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ومن عزمه جار مجرور آخری یعنی لحاجة کے ساتھ متعلق ہے یعنی کسی حاجت کی طرف جانے والا واپسی کا عزم رکھتا ہو۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

میں کہتا ہوں کہ علامہ طحاوی رحمہ اللہ جار مجرور کو (صرف لحاجة کی بجائے) درس، وعظ اور حاجت (تینوں) کے ساتھ متعلق گردانتے تو تمام ابحاث ختم ہو جاتیں (اور کوئی اشکال باقی نہ رہتا)۔

### 82- طحاوی رحمہ اللہ

مختصر البحر کے حوالے سے ایک مسئلہ علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے بیان فرمایا جیسے ابوالسعود نے زیلعی سے نقل کیا۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

کتاب کی وضاحت اور شبہ کے ازالہ کے طور پر اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ کتاب مختصر البحر بحر الرائق نہیں بلکہ ایک علیحدہ کتاب ہے اور صاحبِ بحر الرائق پر یہ بہت سی باتوں میں مقدم ہے کیونکہ امام زیلعی رحمہ اللہ نے بھی اسی کے حوالہ سے مسئلہ نقل کیا۔

۱- فتاویٰ رضویہ ۳/۳۸۰، ۳۸۱

۲- نہر الفائق

### 83- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

سفر شرعی جس سے نماز میں قصر واجب ہوتی ہے، سال کے چھوٹے دنوں کے حساب سے تین دن اور تین رات کی مسافت ہے۔

علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: چونکہ دن کی مقدار شہروں کے اختلاف سے مختلف ہے اس لئے یہ لازم آتا ہے کہ ”بلغار“ میں مسافت سفر تین ساعتیں یا اس سے کم ہو کیونکہ ان کے نزدیک سال کے چھوٹے دن ایک ساعت یا کچھ کم اور زیادہ کے ہوتے ہیں۔ (طبی)

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے اس کا بہترین جواب دیا گیا ہے لہذا وہاں دیکھا جائے۔  
علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ان المراد من التقدير باقصر ايام السنة انما هو في البلاد المعتادة التي يمكن قطع المرحلة المذكورة في معظم اليوم من اقصر ايامها فلا يرد ان اقصر ايام السنة في بلاد بلغار قد يكون ساعة او اكثر او اقل فيلزم ان يكون مسافة السفر فيها ثلاث ساعات او اقل لان القصر الفاحش غير معتبر كالطول الفاحش و العبارات حيث اطلقت تحمل على الشائع الغالب دون الخفي النادر الخ۔<sup>۱</sup>

### 84- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

مشہور ہے کہ بلغار کے دن رات سے کہیں زیادہ لمبے ہوتے ہیں اس لئے کبھی وہاں کا دن ۲۳ ساعتوں کا ہوتا ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

جس طرح دن گرمیوں میں زیادہ لمبا ہوتا ہے اسی مناسبت سے سردیوں میں نہایت

چھوٹا بھی ہوتا ہے تو اگر دن نہایت لمبے ہوں تو عشاء کے حق میں فرق پڑے گا کیونکہ غروب شفق سے پہلے صبح طلوع ہو جائے گی لیکن دنوں کے چھوٹا ہونے کی صورت میں بھی زوال ضرور پایا جائے گا اور اسی طرح سایہ ایک دو مثل ضرور ہوگا چاہے دن نہایت مختصر ہی کیوں نہ ہوں۔<sup>۱</sup>

### 85- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

مدتِ سفر کی بحث میں صاحبِ تنویر الابصار نے فرمایا:

مسیرة ثلاثة ايام وليا ليها بالسير الوسط مع الاستراحات المعتادة المعتادة کے بارے میں علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عبارت نقل کی اور فرمایا کہ یہ بات شیخ زین کے افادات میں سے ہے۔ وہ عبارت یہ ہے:

”المعتادة هي معلومة عند الناس فيرجع اليهم عند الاشتباه“

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

شیخ زین کا یہ قول ”البدائع“ سے لیا گیا ہے۔

### 86- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار میں ہے کہ مسافر چار رکعتوں والی نماز (فرض) کی بجائے دو رکعات پڑھے یہاں تک کہ اپنی منزل پر پہنچ جائے۔ اس پر صاحبِ درمختار نے فرمایا کہ یہ اس وقت ہے جب مدتِ سفر پوری ہو جائے ورنہ سفر کے غیر مستحکم ہونے کی وجہ سے محض واپسی کی نیت سے سفر کی مدت پوری ہو جائے گی۔

سفر کے غیر مستحکم ہونے کے بارے میں یہ بحث کی گئی کہ قصر کی علت تین دن کے سفر کے ارادے سے آبادی سے مفارقت ہے نہ کہ تین دن میں سفر کی تکمیل کیونکہ حکم سفر محض آبادی سے جدائی کے ساتھ ثابت ہو جاتا ہے۔ لہذا جب تک حکم اقامت کی علت یعنی شہر میں داخلہ ثابت

۱- اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا مفاد یہ ہے کہ دونوں کے نہایت لمبے ہونے یا نہایت مختصر ہونے سے مدتِ سفر کے تعین میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ۱۲ ہزاروی

نہ ہو، سفر کا حکم باقی رہے گا۔<sup>۱</sup>

### اعلیٰ حضرت عسید

امام طحاوی رحمہ اللہ نے فعلِ مجہول کے ساتھ بحث کی طرف اشارہ کیا اور فاعل کا ذکر نہیں کیا۔ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے اس کی وضاحت فرمائی اور بتایا کہ بحث کرنے والی شخصیت علامہ ابنِ ہمام رحمہ اللہ ہیں۔

### 87- طحاوی رحمہ اللہ

مذکورہ بالا بحث کے بارے میں امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بحث نہایت مضبوط ہے۔

### اعلیٰ حضرت عسید

اعلیٰ حضرت عسید نے اولاً ابنِ ہمام کی بحث کو لاشیٰ قرار دیا جسے علامہ طحاوی رحمہ اللہ قوی بحث قرار دے رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ رحمہ اللہ نے ابنِ ہمام کی بیان کردہ علتِ قصر اور علتِ حکمِ اقامت کو رد کرتے ہوئے علتِ قصر بیان فرمائی اور پھر پیدا ہونے والے اعتراض کا جواب بھی دیا نیز اسے ایک مثال کے ذریعے ثابت کیا۔ ابنِ ہمام نے قصر کیلئے آبادی سے مفارقت کو علت قرار دیا جبکہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے مشقت کو علت قرار دیا جس سے ثابت ہوا کہ تین دن اور تین رات کی سیر مکمل ہونے ہی پر تحقیق مشقت پر قصر کی رعایت کا استحقاق ہے اور محض آبادی سے جدائی اور صرف نیت سے مشقت حاصل نہیں ہوتی۔

اب سوال پیدا ہوا کہ پھر آبادی سے جدا ہوتے ہی قصرِ صلوة کیوں ہے تو اس کا جواب آپ رحمہ اللہ نے یوں دیا کہ چونکہ رخصتِ تخفیفِ مشقت کے شروع ہوتے ہی ہونی چاہئے نہ کہ تکمیل پر، اس لئے شارح نے سفر کی نیت سے آبادی سے جدا ہوتے ہی قصر کا حکم دیا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی کے سر پر بوجھ رکھ دے، پھر اسے سفر کا حکم دے اور اس پر تخفیف کرنا چاہے تو یہ اس صورت میں ہوگی کہ اس کے آغاز سفر ہی میں کچھ بوجھ اتار

۱- نتیجہ یہ ہے کہ محض بیتِ عود سے حکمِ اقامت ثابت نہیں ہوگا۔ ۱۲ اجزاء

دے، اگر سفر مکمل کرنے پر بوجھ اتارتا ہے تو تخفیف نہ ہوگی، اسی طرح شریعت نے اسی مقصدِ تخفیف کے پیشِ نظر محض بستی سے جدائی کے ساتھ ہی رخصت کا حکم فرمایا، پھر جب مدتِ معتبرہ کو پہنچ جائے اور واپسی کا ارادہ کرے تو اب چونکہ وہاں مشقت باعثِ رخصت نہیں ہے لہذا وہ بوجھ جو مشقت کے پیشِ نظر اٹھایا گیا تھا، دوبارہ رکھ دیا جاتا ہے۔<sup>۱</sup>

### 88- طحاوی رحمہ اللہ

امام کے خطبہ شروع کرنے سے قبل اور کسی کو تکلیف دیے بغیر آگے جاسکتا ہے البتہ اگر کہیں اور جگہ نہ ملے اور امام کے سامنے جگہ ہو تو گردنیں پھلانگ کر آگے جاسکتا ہے کیونکہ آگے بڑھنے والے پر برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

امام طحاوی رحمہ اللہ کے قول پر تفریع کے انداز میں اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نزولِ برکت کی تفصیل بیان فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے امام پر برکت کا نزول ہوتا ہے، پھر اس شخص پر جو امام کے بالکل مقابل پہلی صف میں ہے، پھر اس کے دائیں اور پھر بائیں طرف کے نمازیوں پر، پھر دوسری صف میں اسی ترتیب کے ساتھ اور پھر آخری صف تک اسی ترتیب سے برکات کا نزول ہوتا ہے۔

### 89- طحاوی رحمہ اللہ

کہا گیا ہے کہ جو کام بدھ کو شروع کیا جائے وہ مکمل ہوتا ہے۔<sup>۲</sup>

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

اس بارے میں ایک حدیثِ پاک میں ہے:

۱- تو معلوم ہوا کہ قصر کی علتِ مشقت ہے نہ کہ آبادی سے جدائی اور یہ صرف شفقت کے تحت تخفیف

ہے۔ ۱۲ ہزاروی

۲- پیشِ نظر حاشیہ میں یہ صفحہ غیر مطبوعہ ہے۔ ۱۲ ہزاروی



ما من شیء بدنی یوم الاربعاء الا تم۔  
 ”بدھ کو شروع کیا جانے والا کام مکمل ہوتا ہے۔“

### 90- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

عیدین کے احکام اور اوقات کی بحث میں صاحبِ تنویر الابصار نے فرمایا کہ عید الفطر کے احکام وہی ہیں جو عید الاضحیٰ کے ہیں البتہ عید الاضحیٰ کی نماز قربانی کے تیسرے دن تک مؤخر کی جاسکتی ہے۔<sup>۱</sup>

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مصنف کا قول یجوز تا خیرھا سے پتہ چلتا ہے کہ (تاخیر میں) کراہت تزیہی ہے

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے یجوز کے لفظ سے کراہت تزیہی کا مفہوم سمجھا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اسے غیر صحیح قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ کبھی جواز کو واجب کے مقابل بولا جاتا ہے، اس وقت یہ مکروہ تحریمی کو بھی شامل ہوتا ہے اور یہاں بھی ایسا ہی ہے۔

### 91- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

نماز استسقاء کے ضمن میں مصنفِ تنویر الابصار نے فرمایا کہ یہ نماز جماعت، خطبہ اور چادر کے الٹانے کے بغیر ہو اور ذمی (غیر مسلم) بھی حاضر نہ ہوں۔

اس پر علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذمیوں کا مسلمانوں کے ساتھ اجتماع مکروہ ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں کہ مسلمانوں کے ساتھ کفار کا اجتماع بلا ضرورت اور بغیر مصلحت کے مکروہ ہے البتہ اس کی عبادت کے جواز کے بارے میں فقہاء نے بالا جماع تصریح کی ہے بلکہ

۱- عید الفطر کی نماز دوسرے دن زوال سے قبل تک مؤخر ہو سکتی ہے۔ ۱۲ ہزاروی

مسلمانوں کا تجارت کی نیت سے دارالحرب میں داخل ہونا جائز ہے۔<sup>۱</sup>

## 92- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

ایصالِ ثواب کے بارے میں علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی اور فرمایا کہ اسے قرطبی نے اپنے ”تذکرہ“ میں ذکر فرمایا اور وہ یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا قرأ المؤمن آية الكرسي و جعل ثوابها لاهل القبور ادخل الله تعالى في كل قبر من المشرق والمغرب نورا و وسع عليهم مضاجعهم و اعطى الله للقارئ ثواب ستين نبيا و رفع له بكل ميت درجة و كتب له بكل ميت عشر حسنات۔

”جب مومن آیت الکرسی پڑھ کر اس کا ثواب اہل قبور کو ایصال کرے تو اللہ تعالیٰ ہر قبر کو مشرق سے مغرب تک نور سے بھر دیتا ہے، ان کی قبروں کو کشادہ کر دیتا ہے، پڑھنے والے کو ساٹھ نبیوں کا ثواب دیتا ہے، ہر میت کے بدلے اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ہر میت کے بدلے اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں درج فرماتا ہے۔“

## اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اس روایت میں بعض الفاظ ایسے ہیں جن سے ادھر ادھر کی باتوں کا اظہار ہوتا ہے، یعنی اس کے بعض الفاظ اس کی عدم صحت کی دلیل ہیں۔<sup>۲</sup>

## 93- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

قبر پر چلنا، بیٹھنا، پیشاب کرنا، پاخانہ کرنا اور نماز پڑھنا، اسی طرح قبر کے پاس نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے منع کیا گیا ہے اور اسی سے زائرین قبور کا حکم بھی معلوم ہو گیا۔

۱- لہذا امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا اس اجتماع کو مطلقاً مکروہ کہنا صحیح نہیں۔ ۱۲ ہزار رووی

۲- مثلاً ساٹھ نبیوں کا ثواب وغیرہ۔ ۱۲ ہزار رووی

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو بعض قیود کے ساتھ مقید کیا اور مطلقاً نہیں کے قول کو غلط قرار دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قبر پر یا قبر کی طرف (بغیر پردہ حائل ہونے کے) نماز پڑھنا منع ہے اور یہ اُس وقت ہے جب وہ قبر اس نمازی کی نظروں کے سامنے ہو اور وہ خضوع و خشوع سے نماز پڑھ رہا ہو، یونہی جب کہ اس کے پہلو میں ہو لیکن جب ان تمام باتوں سے خالی ہو اور کسی قبر کے پاس نماز پڑھے تو کوئی حرج نہیں اور نہ ہی یہ منع ہے اور اگر وہ کسی نیک شخص کی قبر کے پاس اس کی برکت سے متمتع ہونے کی نیت سے نماز پڑھے تو یہ عمدہ بات ہے، جس طرح ہم نے اپنے فتاویٰ میں تحقیق کی ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

### 94- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار و در مختار میں ہے کہ علت مثلاً بادلوں اور غبار کی صورت میں ایک عادل یا مستور الحال کی خبر، دعویٰ، لفظ اشہد، حکم حاکم اور مجلس قضاء کے بغیر قبول کی جائے۔ علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے حاکم کے سامنے ہلال رمضان کی شہادت دی اور ایک دوسرے آدمی نے اس کی شہادت کو حاکم کے پاس سنا تو اگر اس شہاد کا عدل ظاہر ہے تو سامع پر روزہ رکھنا واجب ہے اور وہ حکم حاکم کا محتاج نہیں۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہر العدالت اور مستور العدالت کا فرق بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس شخص کی عدالت ظاہر اور معلوم ہو جس طرح کہ یہی مذہب ہے کیونکہ جس کے لباس اور صورت سے مخالفت شریعت کا ظہور ہو، وہ مستور ہے۔

### 95- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

در مختار میں ہے کہ ایک کی شہادت دوسرے پر قبول کی جائے جیسے غلام اور عورت

اگر چہ ان کی مثل پر ہو۔

اس ضمن میں علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علی مثلھا سے یہ فائدہ ہے کہ ان کے غیر مثل جیسے آزاد اور مرد کے خلاف شہادت مقبول ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے طحطاوی میں ایک لفظ کے سقوط کی طرف اشارہ فرمایا۔<sup>۱</sup>

### 96- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار اور در مختار میں ہے کہ عید الفطر کے چاند کیلئے علتِ مذکورہ اور عدالت کے علاوہ نصابِ شہادت اور لفظِ اَشْهَدُ کی بھی شرط ہے۔  
 علتِ متقدمہ کی تفصیل میں علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بادلوں، گرد و غبار اور دھوئیں کا ذکر فرمایا۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ علتوں کے علاوہ لکڑی کا بُرا دہ (بُور)، بارش اور نصاب کا بھی اضافہ فرمایا۔

### 97- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار میں ہے کہ اگر کسی شہر میں حاکم نہ ہو تو وہاں کے باشندگان ثقہ (قابلِ اعتماد) آدمی کے قول پر روزہ رکھیں۔  
 علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ نہ تو وہاں قاضی ہو اور نہ ہی حکمران۔<sup>۲</sup>

۱- ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نسخہ میں لفظ من یمثلھا ہوگا جبکہ پیش نظر نسخہ طحطاوی میں

علی من لم یمثلھا ہے۔ ۱۲ ہزاروی

۲- فتاویٰ عالمگیری المعروف بہ فتاویٰ ہندیہ ۱/ ۱۹۷

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حاکم کی تعریف میں علماء کو بھی شامل کیا اور فرمایا کہ جہاں حکمران نہ ہو وہاں علماء حکمران ہیں۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ اُن کی طرف رجوع کریں اور ان کا حکم مانیں۔ اگر علماء زیادہ ہوں تو ان میں سے زیادہ علم والا ہی والی ہے ورنہ (بصورتِ مساوات) قرعہ اندازی کریں۔ یہ پورا مسئلہ الحدیثۃ الندیہ میں بیان کیا گیا ہے۔

### 98- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

عید الفطر کے چاند کا مسئلہ بیان کرتے ہوئے تنویر الابصار کے مصنف نے فرمایا:

(وافطروا باخبار عدلین) مع العلة (للضرورة)۔

علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ منہج اور ہندیہ کی عبارات سے پتہ چلتا ہے کہ دو عادلوں کی خبر سے افطار کا حکم جواز کیلئے ہے، وجوب کیلئے نہیں کیونکہ ان دونوں فتاویٰ میں لا باس للناس ان یفطروا سے تعبیر کیا ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

منہج اور ہندیہ کی طرح فتاویٰ خانہ، خلاصہ، فتح القدیر اور جواہر الاطلاعی میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

### 99- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

صاحب درمختار نے بیان فرمایا کہ حاکم تنہا رمضان المبارک کا چاند دیکھے تو اسے اختیار ہے کہ گواہ قائم کرے یا لوگوں کو روزے کا حکم دے۔

شاید کے بارے میں علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ حلبی کے حوالے سے فرماتے ہیں: ظاہر یہ ہے کہ اس کا مطلب حاکم کا کسی شخص کو شہادت پر آمادہ کرنا ہے، پھر وہ شاہد گواہی دے اور کہے کہ مجھے کسی آدمی نے خبر دی ہے کہ اس نے چاند دیکھا ہے اور اس نے مجھے شہادت دینے کی ترغیب دی ہے۔

### اعلیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

آپ ﷺ نے علامہ طحاوی رحمہ اللہ کے بیان کردہ طریقہ شہادت سے اختلاف کرتے ہوئے ایک ایسا طریقہ بیان فرمایا جو زیادہ قریب قیاس ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حاکم کسی کو اپنا نائب مقرر کر کے اس کے سامنے خود شہادت دے۔

### 100- طحاوی رحمہ اللہ

عید الفطر کے چاند کے بارے میں حضرت امام اعظم رحمہ اللہ سے بحوالہ ائق میں ایک روایت نقل کی گئی جس کے راوی امام حسن رحمہ اللہ ہیں کہ دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت قبول کی جائے چاہے آسمان میں کوئی علت ہو یا نہ ہو جس طرح ہلالِ رمضان کے بارے میں ہے۔ یونہی بدائع میں بھی ہے۔

علامہ طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق مشائخ میں سے کسی نے اس کو ترجیح نہیں دی البتہ ہمارے اس زمانہ (۹۵۵ھ) میں اس پر عمل مناسب ہے کیونکہ لوگ چاند کے دیکھنے میں تساہل سے کام لیتے ہیں۔

پھر علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے مصر میں رونما ہونے والا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ۹۵۵ھ میں اہل مصر دو جماعتوں میں بٹ گئے۔ بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے نہ رکھا، یونہی عید الفطر کے بارے میں ان کا اختلاف ہوا، اس کا سبب یہ تھا کہ ایک قلیل جماعت نے قاضی القضاۃ (حنفی) کے سامنے (ہلالِ رمضان کی) گواہی دی۔ مطلع صاف تھا لہذا ان کی گواہی قبول نہ کی گئی۔ پس انہوں نے اور ان کی اتباع میں بہت سے لوگوں نے روزہ رکھا اور لوگوں کو خود قاضی نے افطار کا حکم دیا، یونہی ہلالِ فطر میں ہوا یہاں تک کہ بعض مشائخ شافعیہ نے بغیر جماعت کے عید کی نماز پڑھی اور شہر کی غالب اکثریت نے ان کی مخالفت کی اور امام کی مخالفت کے باعث ان کے اس فعل سے اختلاف کیا۔

### اعلیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

فطر میں اختلاف کے سبب کو اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے بیان فرمایا کہ انہوں نے اول

رمضان کو حالتِ افطار میں صبح کی (اور روزہ نہ رکھا)۔

### 101- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

واقعہ مصر کے سلسلہ میں علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک قلیل جماعت نے قاضی کے پاس گواہی دی۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یعنی رمضان کے چاند کی گواہی دی۔

### 102- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

چاند دیکھنے والوں (جن کی گواہی رد کی گئی) اور ان کی اتباع میں بہت سے لوگوں نے روزہ رکھا۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

جن لوگوں کی شہادت کو قاضی نے رد کر دیا پھر انہوں نے روزہ رکھا، ان کا روزہ حکمِ شریعت کے مطابق تھا کیونکہ شرعی مسئلہ یہی ہے کہ جو رمضان شریف کا چاند دیکھے، وہ روزہ رکھے اگرچہ اس کی بات کو رد کر دیا گیا ہو۔

### 103- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

ایک عظیم جماعت نے ان کی اتباع میں روزہ رکھا۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

ان کے قہعین نے روزہ رکھ کر گناہ کا ارتکاب کیا اگر انہوں نے چاند نہیں دیکھا تھا۔

### 104- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

اور اس نے لوگوں کو افطار کا حکم دیا۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

ہو ضمیر کا مرجع قاضی ہے یعنی قاضی نے لوگوں کو افطار کا حکم دیا اور ظاہر روایت پر علم کیا۔

### 105- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار اور اس کی شرح دُرِّ مختار میں بیان کیا گیا کہ مطالح کا اختلاف اور دن کو زوال سے پہلے یا بعد چاند کا دیکھنا ظاہر مذہب پر غیر معتبر ہے اور یہی اکثر مشائخ کا مختار ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (یونہی) بحر الرائق نے خلاصہ سے بیان کیا۔ پس اہل مغرب کی روایت سے اہل مشرق کیلئے (روزہ یا افطار) لازم ہوگا جب کہ ان کیلئے رویت کا ثبوت بطریق موجب ہو۔

علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فیلزم اہل المشرق برفیۃ اہل المغرب میں یلزم کی ضمیر مرفوع متصل ثبوت ہلال کی طرف لوٹتی ہے چاہے ہلال صوم ہو یا فطر اور اہل المشرق یلزم کا مفعول ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اہل مغرب کی رویت کو اہل مشرق کیلئے ثبوت ہلال کے قول میں ہلال فطر کو بھی شامل کیا اور کہا کہ بطریق موجب (دو شہادتیں) ہوں یا خبر مستفیض ہو، اس تعیم اور پھر طریق موجب اور استفادہ خبر کے ذکر سے معلوم ہوا کہ ہلال فطر بھی استفادہ سے ثابت ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ تمام چاندوں میں یہی حکم ہے۔

### 106- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار میں ان کاموں کا ذکر کرتے ہوئے جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا، کہا گیا ہے کہ اگر کان میں پانی داخل ہو جائے، چاہے خود روزہ دار کے فضل سے ہی ہے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اس پر صاحب در مختار نے فرمایا: یہ اسی طرح ہے جس طرح کوئی شخص لکڑی کے



ساتھ کان کو کھجلائے پھر لکڑی باہر نکالے تو اس پر میل ہو تو چاہے کتنی ہی مرتبہ ایسا کرے، روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شرح الملتقی میں اس فعل سے روزے کے عدم فساد پر اجماع ذکر کیا گیا ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

شرح الملتقی سے شاید سبک الانہر مراد لی ہے جیسے مرقا الفلاح کے حواشی پر ذکر کیا گیا ہے۔

### 107- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

باب الہدیٰ میں علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بحر الرائق کے حوالے سے ایک روایت نقل کر کے فرمایا کہ یہ روایت عباس بن مرداس راوی کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ یہ راوی منکر الحدیث، ساقط الاحتجاج ہے جس طرح اسے حفاظ نے ذکر کیا۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ علامہ طحاوی کی مغفرت فرمائے۔ سبقتِ قلم سے انہوں نے ایسا لکھ دیا ورنہ حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی دوسرے نے ان کے بارے حفاظ سے یہ بات نقل نہیں کی بلکہ یہ ابن حبان کا قول حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ کے بیٹے کنانہ کے بارے میں ہے علاوہ ازیں خود ابن حبان کے قول میں اختلاف ہے کہ اس نے کنانہ کو ضعیف میں شمار کر کے یہ بات لکھی اور ثقات میں بھی ذکر کیا اور توثیق کی جس طرح علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے و ذکرہ ابن حبان فی الثقات قلت و قال فی کتاب الضعفاء حدیثہ منکر جدا الخ۔<sup>۱</sup>

## 108- طحاوی رحمہ اللہ

مسجد نبوی ﷺ کی فضیلت کے بیان میں شارح تنویر الابصار نے بیان کیا کہ حدیث پاک کی رو سے مسجد نبوی میں ایک نماز مسجد حرام کے علاوہ دیگر مساجد کے مقابلہ میں ایک ہزار کے برابر ہے۔<sup>۱</sup>

علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے ابن ہمام رحمہ اللہ کا قول نقل کیا۔ ابن ہمام کہتے ہیں کہ مجھ ناتواں کے نزدیک اولیٰ یہ ہے کہ محض روضہ انور کی زیارت کی نیت کرے، جب اسے زیارت کا شرف حاصل ہو جائے گا تو مسجد شریف کی زیارت خود بخود ہو جائے گی یا اللہ تعالیٰ سے سوال کرے کہ دوبارہ اسے یہ فضیلت حاصل ہو اور مسجد کی زیارت کی نیت کرے کیونکہ اس میں (اولاً روضہ اقدس کی زیارت میں) آنحضرت ﷺ کی تعظیم و اجلال ہے۔ ہمارے اس قول کے مطابق آنحضرت ﷺ کا ارشاد بھی ہے:

من جاءني زائراً لا يعمد حاجة الا زيارتي كان حقاً علي ان اكون شفيعاً يوم القيامة۔

”جو شخص میری زیارت کیلئے آئے اور سوائے زیارت کے دوسرا کوئی مقصود نہ ہو تو (میری رحمت و شفقت کے ذمہ) واجب ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔“ (طبی)

ازاں بعد علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے مسجد نبوی ﷺ کی فضیلت میں حدیث پاک نقل فرمائی:

۱- یہ مسئلہ شارح رحمہ اللہ نے زیارت روضہ اقدس کے ضمن میں فرمایا اور کہا کہ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے افضل ہے البتہ جس جگہ سے آنحضرت ﷺ کے جسم اقدس کے اعضائے مبارکہ متصل ہیں، وہ مطلقاً افضل ہے یہاں تک کہ کعبۃ اللہ سے عرش سے اور کرسی سے بھی اور آنحضرت ﷺ کے روضہ انور کی زیارت مستحب ہے بلکہ جن لوگوں کو طاقت ہو ان کیلئے واجب ہے، اگر حج فرض ہو تو ابتداء حج سے کرے اور حج نفل ہو تو پھر اگر چہ اختیار ہے لیکن بہر حال اولیٰ یہ ہے کہ روضہ انور کی زیارت کرے اور اسی کے ساتھ مسجد شریف کی زیارت کی نیت بھی کرے۔ ۱۲ ہزاروی

۲- فقہائے کرام کی تصریح کے باوجود روضہ انور کی زیارت سے انکار بدعت سینہ نہیں تو اور کیا ہے؟ ۱۲ ہزاروی

لا تشد الرجال الا لثلاثة مساجد المسجد الحرام و مسجدی هذا و  
المسجد الاقصى۔ (طبی عن الفتح)

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یعنی اس حدیث (لا تشد الرجال الغ) میں مسجد نبوی ﷺ کی فضیلتِ عظیمہ پر  
دلالت موجود ہے جس طرح اس حدیث میں جس کو شارح رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا۔

### 109- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

نکاح بالاقرار کے انعقاد کے بارے میں تنویر الابصار میں دو قول بیان کئے گئے ہیں:  
فلا ینعقد بالاقرار علی المختار و قیل ان کان بمحضر من الشهود  
صح و جعل انشاء و هو الاصح۔

اس پر علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فتحصل ان فی انعقاد النکاح بالاقرار قولین مصححین۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

بلکہ یہاں تیسرا قول بھی ہے جس کی تفصیل قاضی خان سے گزر چکی ہے اور اسے فتح  
القدر کے حوالے سے فتاویٰ شامی میں نقل کر کے کہا گیا ہے کہ یہ تفصیل حق ہے۔ فتاویٰ شامی  
کی عبارت یہ ہے:

و قال فی الفتح قال قاضی خان و ینبغی ان یکون الجواب علی  
التفصیل ان اقرا بعقد ماض و لم یکن بینہما عقد لا یکون نکاحا و  
ان اقر الرجل انه زوجھا و هی انھا زوجتہ یکون انکاحا و یتضمن  
اقرارہما الانشاء بخلاف اقرارہما بماض لانه کذب و هو کما قال ابو

۱- نجدیوں نے یہ سمجھا کہ ان تین مساجد کے علاوہ سفر کرنا خواہ وہ کتنا ہی بابرکت ہو، منع ہے اگرچہ روضہ انور

رحمۃ اللہ علیہ کیوں نہ ہو (العیاذ باللہ) بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف زیادتی ثواب  
کیلئے سفر نہ کیا جائے۔ ۱۲ ہزاروی

حنيفة اذا قال لامرأته ليست لي امرأة ونوى به الطلاق يقيم كانه قال لاني طلقتك و لو قال لم اكن تزوجتها و نوى الطلاق لا يقيم لانه كذب محض اه يعني اذا لم تقل التثبوت و جعلتما هذا نكاحا فالحق هذا التفصيل۔<sup>۱</sup>

ان اقوال میں تو فیق ممکن ہے یعنی اگر عقد ماضی کا اقرار ہے حالانکہ عقد نہیں ہوا تو پھر انعقاد نہیں ہوگا اور اگر ایک دوسرے کے زوج اور زوجہ ہونے کا اقرار ہے تو یہ انشاء شمار ہوگا تو بات ایک ہی ہے۔ اگر اقرار سے ثبوت ہے تو انعقاد صحیح نہیں اور اگر انشاء کا مفہوم پایا جاتا ہے تو صحیح ہے۔

### 110- طحاوی رحمہ اللہ

حلی کی ایک عبارت علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے نقل فرمائی جس کے آخری الفاظ یہ ہیں:  
فتختص بكل لفظ لا يفيد الملك ولا ينعقد به النكاح الخ۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

فتاویٰ شامی میں بكل لفظ يفيد الملك و لا ينعقد به النكاح الخ ہے اور یہی صحیح ہے۔<sup>۲</sup>

### 111- طحاوی رحمہ اللہ

تنویر الابصار مع درمختار میں ہے کہ اگر باپ اپنی بالذکر کی نکاح ایک گواہ کی موجودگی میں کرے تو اس وقت صحیح ہوگا جب وہ خود بھی موجود ہو کیونکہ اس صورت میں لڑکی خود عاقدہ ہوگی اور یہ دو گواہ ہوں گے لیکن اس کی عدم موجودگی میں صحیح نہیں کیونکہ گواہ دو نہیں۔  
علامہ طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ نکاح نافذ نہیں ہوگا بلکہ اجازت پر موقوف ہوگا جیسے حموی میں ہے۔

۱- رد المحتار المعروف بفتاویٰ شامی ۲/۲۶۶

۲- گویا کہ علامہ طحاوی رحمہ اللہ کی نقل کردہ عبارت میں "لا" زائد ہے۔ ۱۳ ہزاروی

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول صحیح نہیں جیسا کہ ہم نے فتاویٰ شامی کے حاشیہ صفحہ ۴۴۹ پر تنبیہ کی ہے۔<sup>۱</sup>

### 112- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

کتابیہ کے نکاح کے بارے میں صاحب تنویر الابصار نے فرمایا کہ صحیح ہے جبکہ صاحب درمختار نے وہ ان مکروہ تنزیہا (اگرچہ مکروہ تنزیہی ہے) کی قید لگائی ہے۔  
علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ظاہر ہے کہ یہ کراہت تنزیہی ہے کیونکہ کراہت تحریمہ کیلئے نہی یا اس کے قائم مقام کی ضرورت ہے کیونکہ وہ واجب کے رتبہ میں ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

جس طرح کراہت تحریمی کیلئے نہی کی ضرورت ہے، اسی طرح کراہت تنزیہی کیلئے بھی خاص نہی کا ہونا ضروری ہے ورنہ پھر اختلاف ہی نہیں ہوگا۔ اولیٰ وہ تحقیق ہے جو فتح القدیر میں موجود ہے۔

فتح القدیر کی عبارت یہ ہے:

(و یجوز تزویج الكتابیات) و الاولیٰ ان لا یفعل و لا یاکل ذبیحتهم  
الا للضرورة و تکرہ کتابیۃ الحریمۃ اجماعاً لانفتاح باب الفتنة من  
امکان التعلق المستدعی للمقام معها فی دار الحرب و تعریض الولد  
علی التخلق باخلاق اهل الکفر و علی الرق بان تسبی و هی حبلی  
فیولد رقیقاً و ان کان مسلماً۔<sup>۲</sup>

۱- غالباً اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ نکاح فاسد ہے کیونکہ گواہوں کی عدم موجودگی سے نکاح فاسد نہیں ہوتا جیسے اسی حاشیہ طحاوی میں درمختار کی عبارت ہے:

و هو الذی قد شرط من شرائط الصحة كالشهود الخ۔ (حاشیہ طحاوی علی الدر المختار ۵۹/۲)

۲- فتح القدیر شرح ہدایہ ۱۳۵/۳

## 113- طحاوی رحمہ اللہ

اگر کسی عورت نے قاضی کے ہاں دعویٰ کیا کہ فلاں شخص نے اس سے نکاح صحیح کے ساتھ شادی کی ہے تو اس مدعا علیہ کیلئے اس مدعیہ کے ساتھ ولی جائز ہے۔  
اس پر علامہ طحاوی رحمہ اللہ استفسار کے طور پر فرماتے ہیں کہ کیا بیچ (حکم یعنی بیچاریت) کو بھی قاضی کی مثل شمار کیا جائے گا؟

## اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

میں کہتا ہوں: فقہاء نے تصریح کی ہے کہ حکم بھی قاضی کی طرح ہے البتہ قصاص اور حدود میں وہ حکم دینے کا مجاز نہیں۔

علامہ شامی رحمہ اللہ علامہ طحاوی رحمہ اللہ کے اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:  
قلت الظاهر نعم لا نهم انما فرقوا بينهما في انه لا يحكم في قصاص  
وحد ودية علي عاقله۔  
فتح القدير میں ہے:

و ينفذ حكمه عليهما و لهذا اذا كان المحكم بصفة الحاكم لا نه  
بمنزلة القاضي ..... ولا يجوز التحكيم في الحدود و القصاص ..... قالوا  
و تخصيص الحدود و القصاص يدل علي جواز التحكيم في سائر۔<sup>۱</sup>

## 114- طحاوی رحمہ اللہ

دُرِّ مختار میں ہے کہ اگر کوئی اقرب نے بالغ لڑکی سے اذن نکاح چاہا اور وہ خاموش رہی  
پھر اس نے کسی کو نکاح کا وکیل بنایا تو اگر خاوند اور مہر معروف ہیں تو جائز ہے۔  
اس پر بحر الرائق میں اعتراض اٹھایا گیا ہے کہ وکیل کو اجازت کے بغیر توکیل کی اجازت  
نہیں پس اس کا تقاضا عدم جواز ہے یا یہ صورت مستثنیٰ ہے۔

۱- رد المحتار المعروف بفتاویٰ شامی ۲/۲۹۵

۲- فتح القدير شرح ہدایہ ۶/۴۰۸

علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید بحث کرتے ہوئے نتیجہ کے طور پر یہ فرمایا کہ دوسری صورت متعین ہے یعنی یہ استثناء ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

بندہ ضعیف نے اپنے فتاویٰ میں اس مسئلہ کی تحقیق کی ہے کہ یہ تمام بحث لا حاصل ہے اور صحیح واجب الاعتماد بات یہ ہے کہ نکاح ناجائز ہے اور نکاح فضولی ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

”وکیل بالنکاح کو شرعاً اتنا اختیار ہے کہ خود نکاح پڑھائے نہ کہ دوسرے کو پڑھانے کی اجازت دے جب تک ماذون مطلق یا صراحۃً دوسرے کو وکیل کرنے کا مجاز نہ ہو، بغیر اس کے اگر اس نے دوسرے سے پڑھوایا تو صحیح مذہب پر بلا اذن ہوگا، بہر حال مذہب رائج پر یہ نکاح نکاح فضولی ہوتے ہیں۔“<sup>۱</sup>

### 115- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر نکاح کرنے والا لڑکی کا باپ یا دادا ہو تو صرف خاوند کا ذکر ہی کافی ہے کیونکہ وہ مہر میں کمی نہیں کرتے جبکہ ان کا غیر ہو تو مہر کا ذکر بھی ضروری ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یعنی باپ یا دادا کسی اعلیٰ غرض کے پیش نظر مہر میں کمی نہیں کریں گے، لہذا یہاں کچھ عبارت رہ گئی ہے۔ یا تو یہی الفاظ لغرض فوقہ ہیں یا اسی مفہوم کے کچھ اور الفاظ ہیں۔

### 116- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار مع ذکر مختار میں ہے کہ اگر باپ یا دادا نابالغہ کا نکاح کر دیں تو چاہے غبن فاحش کے ساتھ یا غیر کفو میں ہی کیوں نہ ہو، لازم ہو جائے گا۔

علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غیر کفو میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے

لیکن صاحبین کے نزدیک ناجائز ہے۔

### اعلیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

پس اس صورت میں نکاح منعقد نہیں ہوگا جیسا کہ ہدایہ میں ہے:

و من زوج ابنته وهي صغيرة عبدا او زوج ابنه و هو صغير امة فهو جائز قال و لهذا عند ابی حنیفة رحمہ اللہ ایضاً لان الاغراض عن الکفاءة لمصلحة تفوقها و عندهما هو ضرر ظاهر لعدم الکفاءة فلا یجوز والله اعلم۔<sup>۱</sup>

### 117- طحاوی رحمہ اللہ

اگر باپ اور دادا کے علاوہ کوئی دوسرا شخص غبنِ فاحش کے ساتھ یا غیر کفو میں نکاح کر کے دے تو صحیح نہیں۔

علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے و ان کان المزوج غیر ہما میں ہما غیر کا مرجع بتایا۔

### اعلیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

تویر الابصار مع الدر المختار میں بیان کیا گیا کہ اگر باپ اور دادا سوء اختیار سے اور خاوند سوء عسرت سے معروف نہ ہو تو اس صورت میں باپ، دادا غیر کفو میں یا غبنِ فاحش کے ساتھ نکاح کر کے دے سکتے ہیں ورنہ نہیں۔

اعلیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: لیکن اگر نکاح کے بعد خاوند غیر کفو میں بدل جائے تو پھر کسی کو نکاح کا اختیار نہیں لہذا نکاح کے عدم جواز کیلئے خاوند کا سوء عسرت سے معروف ہونا نکاح سے پہلے ضروری ہے، بعد کا اعتبار نہیں۔

### 118- طحاوی رحمہ اللہ

نکاح فاسد کی تعریف میں صاحب در مختار نے فرمایا کہ وہ نکاح جس میں شرائطِ نکاح



میں سے کوئی شرط مفقود ہو جیسے گواہوں کا نہ ہونا۔

علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے نکاحِ فاسد کی چند مثالیں بیان فرما کر آخر میں فرمایا کہ نکاحِ فاسد سے نسب ثابت ہو جاتا ہے اور اس عورت پر عدت واجب ہوگی۔ ان مثالوں میں سے ایک مثال ”کافر کا مسلمان عورت سے نکاح“ بیان فرمائی۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

باب ثبوت النسب کے آخر میں یہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ کافر کا مسلمان عورت سے نکاح فاسد نہیں بلکہ باطل ہے لہذا نہ تو نسب ثابت ہوگا اور نہ ہی عدت واجب ہوگی۔ صاحب درمختار فرماتے ہیں:

قلت و فی مجموع الفتاوی نکح کافر مسلمة فولدت منه لا یثبت

النسب منه و لا تجب العدة لانه نکاح باطل۔

اس کی تشریح کے طور پر علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لا نه ليس بشبهة بقريئة عدم وجوب العدة منه و الله تعالى اعلم و استغفر الله العظيم۔<sup>۱</sup>

لہذا علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول صحیح نہیں کہ نسب ثابت ہو جائے گا۔ فتاویٰ شامی میں ہے:

(لانه نکاح باطل) ای فالوطء فيه زنى لا یثبت به النسب بخلاف

الفاسد فانه وطء بشبهة فیثبت به النسب۔<sup>۲</sup>

### 119- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

دس عقود فاسدہ کو ایک نظم میں بیان کیا گیا ہے۔ نظم کے اشعار میں سے ایک شعر یہ ہے:

و الواجب الاكثر فی الكتابة من الذی سماه او من قيمة

حلی کے حوالے سے علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا لکتابۃ اور القيمة میں ”تا“ کو مجرور

پڑھا جائے گا اور وقف کر کے ”تا“ کو ”ہا“ نہیں پڑھیں گے کیونکہ نظم میں رجز ہوتا ہے۔

۱- حاشیہ طحاوی علی الدر المختار ۲/۲۳۱

۲- رد المحتار المعروف بہ فتاویٰ شامی ۲/۶۳۳

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے حلبی کے حوالے سے عدم توقف کی وجہ بیان فرمائی اور وہ اختلافِ قافیہ سے احتراز ہے۔

### 120- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

ایک اور شعر کے آخری الفاظ الامانة اور القیمة کے بارے میں علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان کو مرفوع پڑھا جائے گا اور سکون کے ساتھ وقف نہیں کیا جائے گا جیسے اس سے قبل حلبی کے حوالے سے گزر چکا ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے لما مر قالہ الحلبي کہہ کر جس حوالے کی طرف اشارہ فرمایا، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اسے علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ سے غیر متحسن قرار دیا اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ چونکہ اس سے قبل علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف حکم بیان فرمایا، تعلیل نہیں بیان فرمائی۔ اس لئے یہاں تعلیل کا حوالہ دینا مناسب نہیں البتہ تعلیل علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے حلبی کے حوالے سے بیان فرمائی اور وہ یہ ہے:

فلما تختلف العاقبة۔

### 121- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

طلبِ مہر کی بنا پر عورت خاوند کو جماع سے منع کر سکتی ہے، اس کے علاوہ اسے منع کرنے کا حق نہیں پہنچتا اور خاوند اس کی مرضی کے بغیر جماع کر سکتا ہے البتہ اگر مہر کے مطالبہ کی وجہ سے منع کرے تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جماع جائز نہیں اور صاحبین کے نزدیک جائز ہے لیکن یہ اس وقت جبکہ اس سے قبل اس کی مرضی سے جماع کر چکا ہو اور اگر اس سے قبل ایسا نہیں ہوا تو عدم جواز پر اتفاق ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اسی طرح بعض وہ اشیاء جو عادتہ (عرفاً) مشروط بھی جاتی ہیں جیسے موزے (جرائیں وغیرہ)، مکعب، ریشمی چادر اور مٹھائی (جو تقسیم کی جاتی ہے) کیلئے رقم وغیرہ ان کی عدم ادائیگی کی وجہ سے بھی عورت جماع سے منع کر سکتی ہے کیونکہ وہ بھی غیر مصرح مہر کی طرح ہیں۔

فتاویٰ شامی میں اس کی تصریح اس طرح کی گئی ہے:

و قد رایت فی الملتقط التصریح بلزومه کما قلنا حیث ذکر فی مسئلة منع المرأة نفسها حتی تنقبض المهر فقال ثم ان شرط لها شینا معلوما من المهر معجلاً فاوفایا ذلك لیس لها ان تمنع نفسها و كذلك المشروط عادة كالخف و المكعب و ديباج اللفافة و دراهم السكر علی ما هو عادة اهل سمرقند<sup>۱</sup>

### 122- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار مع الدر المختار میں ہے کہ اگر باپ اپنے چھوٹے فقیر لڑکے کا نکاح کسی عورت سے کرے تو باپ سے مہر کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا البتہ اگر وہ خود ادائیگی کا ضامن بن جائے تو مطالبہ کیا جائے گا جس طرح نفقہ کے بارے میں ہے کہ باپ اسی صورت میں ادائیگی کرے گا جب وہ ضامن ہو۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

باپ قاضی کے فرض کرنے یا باہمی رضا مندی سے نفقہ کا ضامن ہوگا کیونکہ فقہائے کرام کی تصریح موجود ہے کہ نفقہ یا تو باہمی رضا مندی سے فرض بنتا ہے یا قاضی کے فرض کر

۱- ملقب کے معنی لغات میں زنبیل، ابھرے ہوئے پستان والی لڑکی وغیرہ کے ہیں۔ یہاں یا تو زنبیل مراد

ہے یا پستان کے اوپر کا کپڑا یعنی باڈی (Body)۔ ۱۲ ہزار دی

۲- رد المختار المعروف بہ فتاویٰ شامی ۲/۳۳۹

دینے سے اور کفالت کیلئے دین ہونا شرط ہے۔ اسی لئے فقہاء نے زوجہ کے نفقہ کی کفالت کو باطل قرار دیا ہے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف اقوال کے درمیان اسی طرح تطبیق دی ہے۔ فتاویٰ شامی میں ہے:

ان الاب لا یطالب بنفقة زوجة ابنه الا اذا ضمنها مقید بالمفروضة و المقضیة توفیقاً بین کلامهم۔<sup>۱</sup>

### 123- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

جب تک مہر مغل ادا نہ کیا جائے، عورت کو حق پہنچتا ہے کہ وہ خاوند کو جماع سے منع کر دے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر پورا مہر مؤجل ہو تو پھر بھی عورت کو حق امتناع حاصل ہے کیونکہ عادیۃً تمام مہر کی تاخیر کے سبب جماع مؤخر ہوتا ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امام ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ کی وجہ عرف و عادت کا لحاظ ہے۔ لہذا جہاں عرف یہ ہوگا، وہاں عورت کو حق امتناع حاصل ہوگا لیکن ہمارے ملک میں مہر کی ادائیگی سے پہلے دخول معروف ہے اس لئے یہاں باتفاق ائمہ عورت کو امتناع کا حق نہیں کیونکہ معروف مشروط کی طرح ہے اور یہی بات خود علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے صراحتہً بیان کی کہ یہ اس وقت ہے جب پہلے سے مشروط نہ ہو، اگر حلول مہر سے قبل دخول کی شرط لگا دی جائے اور عورت بھی راضی ہو تو اسے روکنے کا حق بالاتفاق نہیں ہے۔

### 124- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

ہر وہ نکاح جو مسلمانوں میں صحیح شمار ہوتا ہے، کفار کے مابین بھی درست ہے۔ اس کی دلیل کے طور پر صاحبِ درمختار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا:

و لدت من نکاح لا من سفاح۔

۱- رد المحتار المعروف بفتاویٰ شامی ۶۵۱/۲

جس کا مفاد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے والدین کریمین (معاذ اللہ) غیر مسلم تھے۔ علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے اس استدلال کو غیر مناسب قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ اس میں رسول کریم ﷺ کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما کی طرف کفر کی نسبت ہے جو سوءِ ادب ہے اور صحیح اعتقاد یہ ہے کہ وہ کفر سے محفوظ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ فرمایا اور وہ رسول کریم ﷺ پر ایمان لائے جیسا کہ حدیثِ پاک میں وارد ہے اور اسی پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ابوطالب کے بارے میں فرمایا:

ادنی اهل النار عذاباً من انتعل بنعلین یغلیٰ منہما دماغہ۔  
 ”جہنم کے ادنیٰ عذاب میں وہ شخص مبتلا ہے جسے آگ کے جوتے پہنائے گئے  
 جن سے اس کا دماغ کھولتا ہے۔“

اور یہ بات ابوطالب کے حق میں ہے اور یہ ادنیٰ عذاب رسول اکرم ﷺ کی تکریم و توقیر کے پیشِ نظر ہے۔

### اعلیٰ حضرت عسلیٰ

میں کہتا ہوں: اس کی تفصیل یہ ہے کہ ابوطالب کفر پر قائم رہے اور اسی پر اس نے انتقال کیا۔ رسول پاک ﷺ کی شانِ پاک کو خوب جانا کیونکہ بچپن میں آپ ﷺ کی تربیت کی، سفر و حضر میں آپ ﷺ کے ساتھ رہے، آپ ﷺ کے معجزات کو دیکھا، قرآن پاک کو سنا اور اس کا ذکر کیا۔ ان تمام باتوں کا تقاضا یہ ہے کہ عذاب زیادہ ہو لیکن اس کے باوجود تخفیف کیوں ہے؟ یا تو اس کے بدلے میں ہے جو آپ رسول اکرم ﷺ کی حمایت و مدد کرتے رہے یا رسول اکرم ﷺ کی تکریم کے پیشِ نظر ہے کیونکہ آپ ﷺ طبعی طور پر ابوطالب سے محبت کرتے تھے اور وہ آپ ﷺ کی حمایت میں کمر بستہ رہے کیونکہ چچا باپ کی طرح ہوتا ہے۔

ظاہر ہے پہلی وجہ نہیں ہو سکتی کیونکہ قرآن پاک کے مطابق کفار کے اعمال کا عدم ہیں اور انہیں محض دنیا میں فائدہ پہنچتا ہے لہذا ابوطالب کے عذاب میں تخفیف صرف اور صرف رسول اکرم ﷺ کی تکریم و توقیر کی وجہ سے ہے اور یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ آپ

ﷺ کی تکریم والدین کے بارے میں کہیں زیادہ ہے اور اسی طرح ان کو پہنچنے والی تکلیف آپ ﷺ کی پریشانی کا باعث ہے اور اگر معاذ اللہ وہ کفر پر ہوتے تو ان کا عذاب ابوطالب کے عذاب سے بہت خفیف ہوتا حالانکہ حدیث پاک سے واضح ہے کہ ابوطالب کا عذاب سب سے خفیف ہے۔ علاوہ ازیں آپ ﷺ کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما نے نہ تو زمانہ بعثت کو پایا اور نہ ہی اسے رد کیا۔ پس ثابت ہوا کہ وہ مسلمان تھے۔ سیدھے راستے کی راہنمائی اللہ تعالیٰ ہی فرماتا ہے۔

### 125- طحطاوی رحمہ اللہ

والدین کریمین کے اسلام کے ضمن میں علامہ طحطاوی رحمہ اللہ نے ایک فاضل کا واقعہ بھی نقل فرمایا کہ اسے علماء کے مختلف اقوال کے بارے میں کافی تفکر تھا چنانچہ اسی تفکر کے عالم میں وہ سو گیا۔ صبح ہوئی تو امیر شہر کا ایلچی اسے امیر کے پاس بطور مہمان لے گیا، راستے میں ایک شخص نے اس کی پریشانی کو دور کرتے ہوئے مسئلہ بتایا کہ رسول کریم ﷺ کے والدین کریمین کو اللہ تعالیٰ نے زندہ فرمایا اور انہوں نے رسالت کی گواہی دی لہذا جو شخص اس حدیث کو ضعیف کہے، وہ خود ضعیف ہے اور حقیقت کو سمجھنے سے عاری ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

ان یضیفہ میں ضمیر مرفوع متصل کا مرجع جندی یعنی امیر ہے اور ضمیر منصوب متصل کا مرجع وہ شخص فاضل ہے یعنی امیر نے اس فاضل کی دعوت کی۔

### 126- طحطاوی رحمہ اللہ

جو نکاح حرمت محل (جس طرح محارم) کی وجہ سے حرام ہو، منعقد ہو جائے گا لہذا انفقہ بھی واجب ہوگا اور قاذف کو حد بھی لگائی جائے گی، لیکن اس بات پر اجماع ہے کہ زوجین ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے کیونکہ وراثت صرف نکاح صحیح میں ثابت ہے اور وہ بھی خلاف قیاس، لہذا اپنے مورد پر بند رہے گی۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یعنی خاوند اور بیوی ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے لیکن اولاد ماں باپ کی وارث ہوگی کیونکہ ان کی ولادت نکاح صحیح پر بھی موقوف نہیں اس لئے کہ نکاح صحیح تو خلاف قیاس نہیں (کہ صرف اسی پر اقتصار ہو) لہذا جہاں نسب ثابت ہوگا، وہاں وراثت بھی ثابت ہوگی۔ اسی لئے نکاح باطل میں وراثت نہیں جیسے مسلمان کی اولاد بت پرست عورت سے باپ کی وارث نہیں ہوگی۔

### 127- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

صاحب در مختار نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے جماع کا انقطاع مدت ایلاء سے زیادہ اس کی مرضی کے بغیر نہ کرے۔

اس پر علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ آزاد عورت کی مدت ایلاء چار ماہ اور لونڈی کی دو ماہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ کیا ہر ایک میں اس کی اپنی مدت ایلاء معتبر ہوگی یا آزاد عورت کی مدت ایلاء کا اعتبار کیا جائے گا۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے تعین مدت میں تشکیک کو تعجب خیز قرار دیتے ہوئے واضح فرمایا کہ آزاد عورت کی مدت ایلاء کا اعتبار کیا جائے گا کیونکہ اگر آزاد اور لونڈی دونوں کی اپنی اپنی مدت کا اعتبار کیا جائے تو پھر لونڈی کی فضیلت لازم آتی ہے کیونکہ اس کیلئے دو ماہ میں ایک مرتبہ جماع کا حق ثابت ہوگا جب کہ آزاد عورت کیلئے چار ماہ میں ایک مرتبہ، اور یہ آزاد عورت پر زیادتی ہے اور یہ مطلوب کے خلاف ہے کیونکہ یہ تنقیص آزاد عورت پر ایسی زیادتی ہے جو ناپسندیدہ ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تائید میں علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول جسے صاحب در مختار نے نقل فرمایا، بیان کیا کہ آزاد عورت کیلئے چار دنوں میں ایک دن اور لونڈی کیلئے سات دنوں میں ایک دن کا حق ہے۔ اسی طرح حضرت فاروقی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور واقعہ بھی آپ

ﷺ نے بطور تائید پیش فرمایا جس میں مجاہدین کو چار ماہ کے بعد گھر جانے کی اجازت کا حکم دیا گیا تھا اور اس میں آزاد اور لونڈی کی کوئی تمیز نہ تھی۔

اعلیٰ حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اپنی بحث مکمل کرنے کے بعد فتاویٰ شامی کو دیکھا تو وہاں بھی یہ بات مذکور تھی۔  
فتاویٰ شامی میں ہے:

و هو أربعة أشهر يغيد ان المراد ايلاء الحرة و يؤيد ذلك ان عمر  
رضي الله تعالى عنه لما سمع في الليل امرأة تقول الخ۔<sup>۱</sup>

### 128- طحاوی رحمہ اللہ

”اگر عورت کی جانب سے نافرمانی کا ذکر ہو تو پہلے سمجھایا جائے پھر علیحدگی اختیار کی جائے  
پھر بھی باز نہ آئے تو مارا جائے۔“ قرآن پاک میں یہی حکم دیا گیا ہے۔<sup>۲</sup>  
علامہ طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لفظ ہجر کی مراد میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ  
بستر علیحدہ کیا جائے الخ۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

واہجروہن سے بستر کی علیحدگی آیت کا ظاہری مفہوم ہے۔

### 129- طحاوی رحمہ اللہ

بعض کے نزدیک ترک جماع مراد ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

آیت کریمہ میں اس معنی کا بھی احتمال ہے۔

۱- رد المحتار للسرف پ فتاویٰ شامی ۲/۳۹۸

۲- وَلَئِنْ تَغَاوُنَ نِسْوَتُهُنَّ فَيَقْطَعُوهُنَّ وَلَهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاصْبِرُوهُنَّ۔ (نساء: ۳۴) ۱۲ ہزار رو



### 130- طحاوی رحمہ اللہ

زیادہ ظاہر یہ ہے کہ اگر ضرورت پڑے تو بستر کی علیحدگی اور ترک جماع کے ساتھ ساتھ ترک کلام بھی کیا جائے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

و اھجر و هن فی المضاجع کے ظاہر الفاظ سے تو یہ مفہوم بعید ہے، شاید دلالت یہ مفہوم اظہر ہو۔

### 131- طحاوی رحمہ اللہ

در مختار میں ہے کہ خاوند کا بیوی پر یہ حق ہے کہ ہر مباح کام میں خاوند کی اطاعت کرے۔ علامہ طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ جب خاوند اسے حکم دے گا تو یہ کام اس پر واجب ہو جائے گا جس طرح بادشاہ کا حکم رعایا کیلئے (و جب کا درجہ رکھتا ہے)۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

کتاب الجہاد کے شروع میں بحر الرائق کے حوالے سے نجفی نے نقل کیا کہ عورت پر خاوند کے احکام کی پابندی صرف انہی امور میں ہے جو نکاح سے متعلق ہیں اور فتح القدیر کے حوالے سے ہے کہ اطاعت واجب ہے لیکن ان امور میں نہیں جن میں روحانی خطرات ہوں۔

### 132- طحاوی رحمہ اللہ

اگر عورت باوجود (حیض و نفاس سے) پاک ہونے کے خاوند کے بلانے پر حاضر نہ ہو تو خاوند اسے سزا دے سکتا ہے۔

۱- اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کے کلام کا مغادیہ ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ کا مطلقاً خاوند کے حکم کی اطاعت کا یہ قول نجفی کی نقل کردہ عبادات سے تصادم ہے۔ ۱۲ ہزاروی

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

(صرف طہارت کی قید کافی نہیں بلکہ) مناسب تھا کہ ایسی مرض سے سلامتی کی قید لگائی جاتی جس کے ساتھ جماع موافق نہیں یا ضرر رساں ہے۔ اسی طرح عورت کا بالغ ہونا بھی ضروری ہے۔

### 133- طحاوی رحمہ اللہ

اگر طلاق کو طلاق نامہ کے آنے سے مشروط کرتے ہوئے کہا کہ جب تیرے پاس میری یہ تحریر آئے، تجھے طلاق ہے۔ پس اس عورت کے پاس خاوند کی تحریر پہنچتے ہی طلاق واقع ہو جائے گی، چاہے وہ اسے پڑھے یا نہ پڑھے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے جو عبارت خلاصہ کے حوالہ سے نقل فرمائی، اس کے بارے میں اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ نامکمل ہے۔ یا تو علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے اختصار سے کام لیا ہے یا فتاویٰ عالمگیری کے نسخہ میں عبارت رہ گئی ہے ورنہ فتاویٰ قاضی خاں اور فتاویٰ ہندیہ میں مزید عبارت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک وہ تحریر عورت کے پاس نہ پہنچے، طلاق نہیں واقع ہوگی اور اگر اس نے کہا جب تیرے پاس میری یہ تحریر پہنچے، پس تجھے طلاق ہے پھر اس کے بعد (طلاق کا ذکر نہ ہو بلکہ) دیگر ضروریات کا ذکر ہو تو بھی طلاق صحیح ہوگی۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے:

و ان علق طلاقها بمجئین الكتاب بان كتب اذا جاءك كتابي هذا  
فانت طالق فان لم يجئ اليها الكتاب لا يقع و ان كتب اذا جاءك  
كتابي هذا فانت طالق و كتب بعد هذا حوائج فجاءها الكتاب و  
قرأت او لم تقرأ يقع الطلاق و ان بدا له بعد ما كتب فمحا الحوائج و  
ترك اذا جاءك كتابي هذا فانت طالق فجاءها الكتاب و قم الطلاق  
لان قوله كتابي هذا اشارة الى ما كتب قبل الطلاق و اذا وصل اليها

ذلك وقم الطلاق وان بداله بعد ما كتب فمحا اذا جاءك كتابي هذا  
فانت طالق و ترك الحوائج فوصل اليها ذلك لا يقع الطلاق لان  
شرط وقوع الطلاق ان يصل اليها ما كتب قبل قوله هذا فاذا محا  
ذلك لم يصل اليها ما يتعلق به الطلاق الخ۔<sup>۱</sup>

### 134- طحاوی رحمہ اللہ

علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے فرع کے عنوان کے تحت یہ مسئلہ درج فرمایا کہ اگر کوئی شخص جھوٹی  
طلاق کا اقرار کرے تو دیا یہ طلاق واقع نہیں ہوگی البتہ قضاء طلاق واقع ہو جائے گی۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

اس سے پہلے میں اس مسئلے پر فتویٰ دے چکا ہوں اور اس دلیل سے کہ ہر شخص کسی بھی  
بات کے اقرار میں خود مختار ہے لہذا اس کا اقرار صحیح قرار دیا جائے گا اور میں نے در مختار کے  
حاشیے پر بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ (اب علامہ طحاوی رحمہ اللہ کا ذکر کردہ یہ مسئلہ دیکھا) الحمد للہ!  
یہ معقول منقول کے موافق ہوا اور یہ محض اللہ تعالیٰ بلند وبالا کی عطا فرمودہ قوت ہی سے ہے۔

### 135- طحاوی رحمہ اللہ

الفاظ کنایہ کا ذکر کرتے ہوئے علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے الحقی برقبنتک اور و ہبتک  
لا اهلك کا ذکر فرمایا۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

برقبنتک صحیح نہیں بلکہ برقبنتک صحیح لفظ ہے جس طرح فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔  
وفی الحقی برقبنتک يقع اذا نوئ کذا فی البحر الرائق۔<sup>۲</sup>

۱- فتاویٰ قاضی خاں بر حاشیہ فتاویٰ مالگیری ۱/۳۷۱

۲- فتاویٰ مالگیری المعروف بہ فتاویٰ ہندیہ ۳۷۵

### 136- طحاوی رحمہ اللہ

طلاق کے ضمن میں الفاظِ کنایہ کا ذکر کرتے ہوئے علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے الدر المنثور اور فتاویٰ ہندیہ کے حوالہ سے چند کنایات بیان فرمائے جن میں سے ایک وہبتک لاهلک او ابیک او امک اور دوسر عفوت عنک لا جلمہ ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

ممکن ہے کہ الدر المنثور میں وہبتک لاهلک کو الفاظِ کنایہ میں شمار کرنے کی وجہ غالباً یہ ہے کہ یہ الفاظ طلاق کا بھی احتمال رکھتے ہیں اور اس بات کا بھی کہ میں نے تیرے خاندان کی وجہ سے تجھے معاف کر دیا۔ پس علامہ طحاوی رحمہ اللہ سے عبارت دیکھنے میں لغزش واقع ہوئی (کیونکہ) الدر المنثور کے متن المنثور میں ہے: وہبتک لاهلک۔ اس کی تشریح میں مجمع الانہر میں ہے: ”میں نے تجھے تیرے خاندان کی وجہ سے معاف کر دیا میں نے تجھے تیرے گھر والوں کے سپرد کر دیا کیونکہ میں نے تجھے طلاق دے دی۔“

### 137- طحاوی رحمہ اللہ

الفاظِ کنایہ میں سے ایک اظفری بمرادک ہے یعنی تو اپنی مراد کو پالے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

گذشتہ کی طرح یہاں بھی دو احتمال ہیں جس طرح خود علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے اس سے قبل صاحبِ درمختار کے قول افلحی کے تحت بحر الرائق کے حوالہ سے بیان کیا کہ اس قول میں نیت کے ساتھ طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ اس قول کا معنی ”چلی جا“ بھی ہے اور ”اپنے مقصد میں کامیاب ہو جا“ بھی ہے۔<sup>۱</sup>

۱- یعنی عفوت عنک لا جلمہ کو بطور احتمال بیان کیا گیا۔ اصل الفاظ کنایہ کے طور پر بیان نہیں کیا جبکہ علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے ان الفاظ کو مستقل الفاظِ کنایہ میں شمار کیا ہے۔ ۱۲ ہزاروی

۲- لہذا جب دو معنوں کا احتمال ہے تو نیتِ طلاق سے طلاق واقع ہو جائے گی۔ ۱۲ ہزاروی

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان الفاظ سے وقوع طلاق اس وقت واضح ہے، جب عورت طلاق طلب کرے یا کہے کہ میں چاہتی ہوں تو مجھے طلاق دے تو جواب میں خاوند کہے: اظفری بمرادک۔ ظاہر ہے یہاں مراد سے مطلوب طلاق ہے۔

### 138- طحاوی رحمہ اللہ

یہ عبارت در مختار کی ہے۔ صاحب دُر مختار نے تعلیق طلاق کی شرائطِ صحت کے ضمن میں پہلی شرط یہ بیان کی کہ جس شرط سے طلاق کو معلق کیا جائے، وہ ایسی معدوم ہو جو وجود میں آسکتی ہو کیونکہ اگر وہ متحقق ہو تو طلاق فی الفور واقع ہو جائے گی، مُعلق نہیں رہے گی اور اگر وہ محال ہو تو وہ کلام لغو ہو جائے گا۔ محال کی مثال یہ ہے کہ خاوند بیوی کو کہے: اگر اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل ہو جائے تو تجھے طلاق ہے۔ چونکہ اونٹ کا اُس میں داخل ہونا محال ہے اس لئے یہ کلام لغو ہے۔

دوسری شرط لفظ طلاق اور شرط تعلیق کا اتصال ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی کلام کا مفہوم یہ ہے کہ طلاق کو کسی امرِ محال سے مُعلق کرنے سے لغویت ایک ظاہری اور بدیہی امر ہے لیکن اگر امرِ محال سے عدم طلاق کو معلق کیا جائے تو کیا طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ مثلاً یہ کہے کہ ”اگر اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل ہو جائے تو تجھے طلاق نہیں“۔ اس صورت میں کلام کے مفہوم کا اعتبار کیا جائے تو طلاقِ تجیزی واقع ہوگی کیونکہ طلاق کو ایک وجودی سے معلق کیا گیا ہے لیکن محض نیت کرنے اور فرض کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ طلاق کے الفاظ استعمال کئے جائیں تو وقوع ہوتا ہے جس طرح اگر کوئی کہے: لا حاجة لی الیک (مجھے تیری طرف کوئی حاجت نہیں) تو طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ یہ طلاق کے الفاظ نہیں۔ اسی طرح مذکورہ صورت میں بھی تعلیق کا مفہوم ہے، الفاظ نہیں (لہذا طلاق نہیں واقع ہوگی)۔

### 139- طحاوی رحمہ اللہ

تنویر الابصار کے مصنف نے مسئلہ بیان فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی اجنبی عورت سے کہے: اگر تو زید کی زیارت کرے تو تجھے طلاق ہے۔ اب اسی عورت سے اس شخص نے نکاح کیا پھر عورت نے زید کی زیارت کی تو طلاق واقع نہیں ہوگی بلکہ کلام لغو ہو جائے گی۔ اسی ضمن میں صاحب درمختار نے بحر الرائق کے حوالے سے بیان کیا کہ ہمارے عرف میں عورت کی زیارت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اپنے ساتھ کھانے کا سامان لے کر جائے جسے وہاں جا کر پکایا جائے۔

علامہ طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مصر میں آج کل اس کے خلاف معروف ہے یعنی وہاں عورت زیارت کرنے والی شمار کی جائے گی اگرچہ اس کے پاس ایسی چیز بھی ہو جسے پکایا نہیں جاتا جیسے پھل وغیرہ۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

ہمارے عرف میں زیارت کا مفہوم ان دونوں سے عام ہے کیونکہ ہمارے ہاں عورت زائرہ شمار ہوگی چاہے وہ اپنے ساتھ کچھ بھی نہ لے جائے۔

### 140- طحاوی رحمہ اللہ

طلاق مریض کی بحث میں صاحب درمختار نے الجبٹی کے حوالے سے بیان کیا کہ اگر مقعد، مسلول، کمور مفلوج، سکی بیماری طویل ہو جائے اور اسے چلنے پھرنے سے معذور نہ کر دے تو وہ صحیح کی طرح ہے۔

اس پر تفریع کے طور پر علامہ طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بیماری طویل نہ ہو یا طویل تو

۱- الذی اقعده المرض عن القيام۔

۲- من السبل بالكسر مرض معروف۔

۳- من يحدث في أحد شقي البدن طولاً فيبطل احساسه وربما كان في الشقين ويحدث بفتة۔

(حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار ۲/۱۶۵) ۱۲ ہزاروی

ہو لیکن چلے پھرنے سے بھی معذور ہو تو وہ مرلیض ہے۔

### اعلیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

علامہ شامی رحمہ اللہ نے کتاب الوصایا میں دُرِّ مختار کے اس قول واعتمد فی التجرید کی تشریح میں جو لکھا ہے، وہ اس کے خلاف ہے۔  
فتاویٰ شامی کی عبارت یہ ہے:

و الظاهر انه مقید بغیر الامراض المزمنة التي طالوت و لم يخف منها الموت كالفالج و نحوه و ان صيرته ذا فراش و منعه عن الذهاب فی حوائجه۔<sup>۱</sup>

### 141- طحطاوی رحمہ اللہ

تنویر الابصار مع دُرِّ مختار میں ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے: انت علی مثل امی اور احترام یا ظہار یا طلاق کی نیت کرے تو اس کی نیت صحیح ہوگی کیونکہ یہ کنایہ ہے۔ لہذا جو اس نے ارادہ کیا، دہی واقع ہوگا۔

علامہ طحطاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ چاہے نیت کرے چاہے دلالتِ حال ہو، طلاق واقع ہو جائے گی۔

### اعلیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

صرف دلالتِ حال سے وقوع طلاق کے قول سے فقیر کو اختلاف ہے۔

### 142- طحطاوی رحمہ اللہ

تنویر الابصار اور دُرِّ مختار میں ہے کہ کفارہ کے بیان میں کہا گیا ہے کہ جو شخص کسی ایسے مرض کی وجہ سے روزہ رکھنے سے عاجز ہو، جس کے صحیح ہونے کی امید نہ ہو یا بوڑھا ہو تو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا اس کے برابر قیمت ادا کرے اور اگر ان کو صبح و شام کے

کھانے کا مالک بنائے یا ایک وقت کا کھانا اور دوسرے وقت کی قیمت ادا کرے یا دو صبح یا دو پہر یا ایک سحری اور شام کے وقت کھانا کھلائے تو جائز ہے۔

علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ وہ کھانا جو مساکین کیلئے مباح کیا گیا، انہی کے ہاتھوں ضائع جائے تو جس نے مباح کیا اس کی ملک میں ضائع ہوگا یا جس کے ہاتھوں ضائع ہوا؟

علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”میں کہتا ہوں کہ جب وہ کھانے میں بدل گیا اور مالک کو مل گیا تو مباح کنندہ کی ملک زائل ہوگئی، اب وہ کسی کی ملک نہیں ہوگا۔“

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

صادر کا اسم وہ چیز ہے جو ہلاک (ضائع) ہو رہی ہے پس یہ اس کو بھی شامل ہوگا جب پانی کو مباح کیا جائے تاکہ اس کے ساتھ وضو کیا جائے، غسل کیا جائے یا اس کے ساتھ کپڑے دھوئے جائیں اور اسی قسم کی دوسری اشیاء بھی۔<sup>۱</sup>

### 143- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

تویر الابصار میں ہے:

لوا باحه كل الطعام في يوم واحد دفعة اجزا عن يومه ذلك فقط و

كذا اذا ملكه الطعام بدفعات في يوم واحد على الاصح۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لو اباحہ میں اباحت سے مراد تملیک ہے یعنی اگر کفارہ ادا کرنے والے نے مسکین کو ایک ہی دن میں پورے طعام (کفارہ) کا مالک بنادیا یا ایک ہی دن میں کئی بار کے ذریعے مالک بنایا تو فقط اسی دن کا کفارہ ادا ہوگا۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا اباحت سے تملیک مراد لینا صحیح نہیں کیونکہ اباحت کے مقابلے

یعنی جب کوئی چیز کسی نے مباح کر دی تو وہ معج عنہ کی ملک نہیں رہے گی۔ ۱۲ ہزار دی



میں مصنف اور ملکہ لائے ہیں (جس سے صاف ظاہر ہے کہ دونوں سے ایک معنی مراد نہیں ہے)۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات اس لئے بتائی کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اولاً اباحہ دفعۃ کہا پھر ملکہ بدفعات کہا جس سے علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے گمان کیا کہ دونوں مسئلوں میں صرف دفعۃ اور بدفعات کا فرق ہے ورنہ اگر اباحت اور تملیک کو ہم معنی نہ مانا جائے تو یہ قیود (دفعۃ اور بدفعات) باطل ہیں لیکن امام شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کا نہایت عمدہ جواب دیا ہے، وہ یہ ہے کہ یہ قبیلہ احتیاج سے ہے یعنی دونوں جگہوں میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی تصریح کر دی جسے دوسرے مقام پر ذکر نہیں کیا۔

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دونوں مقامات پر بدفعۃ اور بدفعات مراد ہے یعنی دونوں مسئلوں میں عبارت مقدر ہے۔ علامہ شامی کی عبارت یہ ہے:

(قوله دفعۃ) ای او بدفعات و قوله بدفعات ای او بدفعۃ کما افاد فی

البحر فهو من قبیل الاحتیاج حیث صرح فی کل من الموضعین بما  
سکت عنه فی الموضع الآخر۔<sup>۱</sup>

اب تنویر الابصار کی عبارت یوں ہوگی:

و لو اباحہ کل الطعام فی یوم واحد دفعۃ او بدفعات اجزا عن یومہ  
ذلک فقط و کذا اذا ملکہ الطعام بدفعات او بدفعۃ فی یوم واحد  
علی الاصح۔

### 144- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

عینین کے احکامات کے سلسلہ میں تنویر الابصار میں باب باندھا گیا:

باب العنین وغیرہ۔

علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے وغیرہ کے تحت فرمایا:

شمل الخصى و الشکاز و المسحور و الخنثی المشکل و المعتوه و

۱- رد المحتار علی الدر المختار المعروف بہ فتاویٰ شامی ۵۸۳/۲

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

الشکاز مبالغے کا صیغہ ہے اور اس سے مراد وہ شخص ہے جو اپنی بیوی سے معاف کرے، اسے چھوئے یا اسے بوسہ دے تو بلا دخول انزال ہو جائے (یعنی سرعتِ انزال کا مریض)۔

145- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

صاحب درمختار نے عین کا لغوی معنی یہ بیان کیا:

من لا یقعد علی الجماع۔

صاحب تنویر الابصار نے اصطلاحی معنی یہ بیان کیا:

من لا یقعد علی جماع فرج زوجته۔

علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لغوی معنی اصطلاحی معنی سے زیادہ عام ہے، کیونکہ اس میں تمام عورتوں سے جماع پر عدمِ قدرت کا مفہوم ہے جبکہ اصطلاحی معنی میں صرف زوجہ کا ذکر ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک اعتبار سے تو لغوی معنی اعم نہیں بلکہ اخص ہے کیونکہ اصطلاحی معنی میں تو یہ کہا گیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کے فرج میں جماع پر قادر نہ ہو اگرچہ اس کی دہر میں قادر ہو یا باقی تمام عورتوں کی فروج میں جماع پر پہلے قادر رہ چکا ہو اور لغوی معنی خاص ہے کہ مطلقاً جماع پر قادر نہ ہو لیکن (دوسرے اعتبار سے لغوی معنی اعم ہے جس طرح علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا) لغوی معنی کے اعتبار سے تمام عورتوں سے جماع پر عدمِ قدرت مراد لی گئی ہے اور اصطلاحی معنی میں صرف اپنی بیوی کی فروج سے جماع پر عدمِ قدرت مراد ہے۔ پس اس معنی کے اعتبار سے لغوی معنی اعم ہے یعنی یہ (صرف بیوی کی فروج ہی نہیں بلکہ) ان فروج کو بھی شامل ہو گا جن سے جماع کی عدمِ قدرت کا بیان کیا گیا ہے۔

### 146- طحاوی رحمہ اللہ

ابن عقیل نے کہا کہ عنین سے دبر میں جماع کی بھی نفی ہے کیونکہ یہ قبل (فرج) میں جماع سے بھی سخت ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

فرج میں جماع کی عدم قدرت سے دبر میں جماع کی عدم قدرت ثابت کرنا صحیح نہیں کیونکہ بعض اوقات جادو کے سبب فرج میں جماع پر قدرت نہیں ہوتی۔

### 147- طحاوی رحمہ اللہ

عنین کو ایک سال کی مہلت دی جائے۔

علامہ طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قاضی مہلت دے۔ پھر فرماتے ہیں: جموی شرح کنز میں ہے اور اس کی کلام دلالت کرتی ہے کہ غیر قاضی کی تا جیل معتبر نہیں اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ محکم بھی ہو تو اسے بھی اختیار نہیں۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

یہ بات فتویٰ خیریہ کی تصریح کے خلاف ہے البتہ فتویٰ خیریہ میں صرف ضابطہ کلیہ بیان کیا گیا ہے، کوئی دلیل نہیں دی گئی اور وہ یہ ہے کہ حد اور قصاص کے علاوہ تحکیم جائز ہے۔<sup>۱</sup>

### 148- طحاوی رحمہ اللہ

باکرہ عورت کی پہچان کیلئے یہ طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ دیوار پر پیشاب کرے۔ اگر سیدھا دیوار پر لگے تو وہ باکرہ ہے ورنہ شیبہ ہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بات تجربہ سے تعلق رکھتی ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ وضاحت فرماتے ہیں کہ تجربہ سے شیبہ اور باکرہ کے درمیان

۱- فتویٰ خیریہ پر حاشیہ فتویٰ حامد، ۲/۲۷

کیفیتِ پیشاب میں فرق ثابت ہو چکا ہے۔

### 149- طحاوی رحمہ اللہ

تنویر الابصار مع در مختار میں ہے کہ زوجین میں کسی ایک کو دوسرے کے عیب کی وجہ سے رد کرنے کا اختیار نہیں اگرچہ وہ عیب زیادہ ہو مثلاً جنون، جذام، برص، رتق اور قرن وغیرہ۔ ائمہ مہاشا نے ان پانچوں عیوب میں خاوند کے اختیار کی مخالفت کی ہے جبکہ امام محمد رحمہ اللہ نے پہلے تین عیوب میں مخالفت کی ہے۔

علامہ طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان کے ساتھ ہی کہستانی نے ہر اس عیب کو لاحق کیا جس کی وجہ سے عورت کیلئے خاوند کے ساتھ ٹھہرنا ناممکن ہو۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

اسے زیلی نے تبیین میں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب خاوند میں ایسا عیب ہو جس کے باعث عورت اپنا حق نہ پاسکتی ہو تو اسے رد کا اختیار ہے کیونکہ وہ اس عیب کی وجہ سے اپنا حق حاصل نہیں کر سکے گی۔ پس وہ محبوب اور عنین کی طرح ہوگا لیکن مرد کو یہ اختیار نہیں کیونکہ عورت میں عیب کی وجہ سے خاوند طلاق کے ذریعے ضرر سے بچ سکتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کسی دوسری عورت سے متمتع ہو۔

### 150- طحاوی رحمہ اللہ

در مختار میں ہے کہ بچے کی تربیت عصبات کے بعد ذوالرحم کے ذمے ہے۔ علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے ذوالرحم کو محرم کی قید سے مقید کیا اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ اگر مطلقاً ذوالرحم مرد ہو تو یہ ان عورتوں کو بھی شامل ہوگا جو محرم نہیں جس طرح چھو بھی زاد اور خالہ زاد بہنیں اور یہ بات صحیح نہیں کیونکہ یہ در مختار کے بعد والے قول و لاحق لولد عم و عمة و خال و خالة لعدم المحرمية کے مخالف ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

لاحق لولد عم الغ مشبهة کے حق میں ہے جب کہ چچا زاد سے امن نہ ہو جس

طرح خود علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بعد میں بحر الرائق سے نقل کیا ہے۔ اس لئے دونوں عبارتوں میں کوئی تناقض نہیں ہے۔ بحر الرائق کے حوالے سے علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ عبارت نقل کی ہے:

عبر بالو لد ليعم الذكر و الانثى و هذا فى حق الانثى المشتهاة اذا كان ابن العم غير مامون الغر۔<sup>۱</sup>  
بحر الرائق میں ہے:

لكن ينبغى ان يكون محل عدم الدفع الى ابن العم ما اذا كانت الصغيرة تشتهى و هو غير مامون اما اذا كانت لا تشتهى كبت سنة فلا منع لانه لا فتنه و كذا اذا كانت تشتهى و كان مامونا۔<sup>۲</sup>

### 151- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

در مختار میں ہے کہ چچا زاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد اور ماموں زاد بھائیوں کو حق کھانت (تریت) حاصل نہیں کیونکہ وہ محرم نہیں۔

علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عدم محرمیت کی علت کا تقاضا ہے کہ ان مذکوران بالا کو حق پرورش حاصل نہیں اگرچہ بچی غیر مشہدۃ ہی کیوں نہ ہو۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف کتب فقہ کے حوالہ جات سے بیان فرمایا کہ چچا زاد بھائیوں کو بچہ یا چھوٹی بچی پرورش کیسے نہ دی جائے۔ (قاضی ملخصاً) غیر محرم اور عصبہ فاسق کو بچی کی پرورش کا کوئی اختیار نہیں۔ (کفایہ دہندیہ)<sup>۳</sup> محرم ہی کو بچی کی تربیت کا حق حاصل ہے۔ (فتاویٰ خیریہ عن المنہاج للعقلى، خلاصہ، تارخانہ)

۱- حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار ۲/۲۳۶

۲- بحر الرائق شرح کنز الدقائق ۴/۱۶۹

۳- فتاویٰ ہندیہ ۱/۵۳۲

پچازاد کوڑکی کی پرورش کا کوئی حق نہیں (خانہ یفتح القدر) ۱  
 ہدایہ میں ابن عم کیلئے عدم حق حضانت کو بلا تفصیل بیان کیا گیا ہے اگرچہ صاحب ہدایہ  
 نے جو دلیل بیان کی ہے، اس کے ظاہر الفاظ تفصیل کی طرف اشارہ کرتے ہیں کیونکہ صاحب  
 ہدایہ نے ابن عم کو حق حضانت حاصل نہ ہونے کی دلیل ”فتنہ سے حفاظت“ بیان کی اور  
 ظاہر ہے کہ فتنہ مشتبہا ہی سے پیدا ہوتا ہے۔

### 152- طحاوی رحمہ اللہ

علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے فتاویٰ قاری الہدایہ کے حوالے سے نقل فرمایا کہ فقہاء کے قول  
 ویصح اسلام الصبی العاقل میں صبی سے مراد وہ ہے جو سات سال یا اس سے زائد عمر  
 کا ہو جائے۔ اس پر بطور دلیل فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ  
 رضی اللہ عنہ کو سات سال کی عمر میں دعوت اسلام دی۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

صحیح یہ ہے کہ آپ ﷺ کی عمر دس سال تھی۔

### 153- طحاوی رحمہ اللہ

تنویر الابصار میں ہے کہ پرورش کرنے والی رپیہ کے غیر محرم سے نکاح کر لے تو حق  
 حضانت ساقط ہو جائے گا۔ اس مسئلے کے ضمن میں درمختار میں قیہ کے حوالے سے ہے کہ اگر  
 بچے کی ماں کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لے اور اس بچے کو اس کی نانی اس کے سوتیلے  
 باپ کے گھر میں رکھے تو باپ کو بچہ واپس لینے کا حق ہے۔ بحر الرائق میں ہے: مجھے اس  
 بارے میں تردد ہے کہ اگر بچے کو اس کی خالہ یا اس جیسی کوئی رشتہ دار کسی اجنبی کے ہاں  
 ٹھہرائے تو آیا حق حضانت ساقط ہو جائے گا؟ صاحب بحر الرائق فرماتے ہیں کہ ساقط ہو  
 جائے گا لیکن نہر الفائق میں ہے کہ ساقط نہیں ہوگا کیونکہ زوج الام اور اجنبی میں فرق ہے۔

۱- فتاویٰ خانہ بر حاشیہ فتاویٰ ہندیہ ۲۲۳/۱، فتح القدر ۱۸۶/۲

۲- ہدایہ اولین ۲۳۵/۲

صاحب نہر الفائق کے قول کی وجہ علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے بیان فرمائی کہ اگر چہ زوج الام اپنی بیوی کے بچے پر اپنا مال خرچ نہیں کرتا لیکن اس کے باوجود ماں سے تعلق کی بنا پر اسے ناپسند کرتا ہے اور بسا اوقات بعض اغراض کے تحت اپنی بیوی یا اس بچے کو منع کر دیتی ہے جبکہ اجنبی میں یہ چیز نہیں پائی جاتی۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمہ اللہ نے اس دلیل کو اقویٰ قرار دیتے ہوئے وجہ بیان فرمائی کہ چونکہ عورت کا نفقہ خاوند کے ذمہ ہوتا ہے اور عام طور پر گھر کا سب سامان عورت کے اختیار میں ہوتا ہے اس لئے اجتناب کے باوجود ماں از روئے شفقت بچے کو خاوند کے مال میں سے بالخصوص پھل اور کھانا وغیرہ دے دیتی ہے چنانچہ خاوند بدگمانی کرتا ہے اور عورت کو مہتمم کرتا ہے اور اس بنا پر وہ بچے کو ناپسند کرتا ہے حتیٰ کہ بیوی اور خاوند کے درمیان اختلاف رونما ہوتا ہے جبکہ اجنبی میں یہ بات نہیں ہوتی کیونکہ عورتیں اجنبی کے مال سے اجتناب کرتی ہیں اور وہ بھی ان کو مورد الزام نہیں ٹھہراتا۔ ان تمام باتوں کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے۔ ہم نے بارہا دیکھا کہ اجنبی لوگ چھوٹے بچوں پر مشفق ہوتے ہیں اور زوج الام کو بچے سے نفرت کرتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ المختصر اجنبی سے عداوت متصور نہیں جبکہ مرنی سے علاقہ عداوت ہے لہذا دونوں میں فرق ہے۔

### 154- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار میں ہے کہ ماں اور دادی کو بچی کے حیض آنے تک حقّ کھانت ہے اور ان کے غیر کو اس بچی کے مشعبۃ ہونے تک حق ہے لیکن امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ماں اور دادی کیلئے مشعبۃ ہونے تک حقّ کھانت ہے۔ در مختار میں زیلعی کے حوالے سے اس کی وجہ کثرت فساد بیان کی گئی ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امام محمد رحمہ اللہ کی اس روایت پر عمل درآمد اس وقت ہو سکتا ہے جب بچی کا باپ یا کوئی عصبہ موجود ہو نیز حاضہ سے کوئی بہتری کی امید نہ ہو اور عصبہ سے مراد محارم ہیں اور بچی ان

کے علاوہ کسی دوسرے کے سپرد بھی نہ کی جائے۔

### 155- طحطاوی رحمہ اللہ

مسائلِ نفقہ کے ضمن میں علامہ طحطاوی رحمہ اللہ نے ایک مسئلہ بیان کرتے ہوئے علامہ عبدالقادر کی کتاب ”الواقعات“ کا ذکر فرمایا۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

یہ علامہ عبدالقادر یوسف آفندی ہیں جو قدری روزری مشہور ہیں۔

### 156- طحطاوی رحمہ اللہ

دُرِّ مختار میں ہے کہ کیا غیر اللہ کے ساتھ قسم کھائی جاسکتی ہے؟ بعض کے نزدیک مکروہ ہے اور بعض کے نزدیک مکروہ نہیں۔ بالخصوص ہمارے زمانے میں اسی پر فتویٰ ہے اور حدیثِ پاک میں جو نہی وارد ہوتی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ عادتاً اور تقاضاً قسم نہ کھائی جائے۔ اگر وٹو قاف ہو تو کوئی حرج نہیں۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

حدیثِ پاک میں طلاق کے ساتھ قسم کی مذمت کی گئی۔ ابنِ بلبان نے تلخیص الجامع میں اس کی تصریح کی ہے جیسے علامہ شامی رحمہ اللہ نے (رد المحتار کے) صفحہ ۶۹ پر نقل کی ہے اور ہم نے رد المحتار کے حاشیہ کے صفحہ ۷ پر اس کی توجیہ کی ہے۔

### 157- طحطاوی رحمہ اللہ

یہین لغو کے بارے میں مصنفِ تنویر الابصار نے فرمایا کہ اس میں گناہ نہیں ہوگا لیکن امام محمد رحمہ اللہ نے اس پر جزم نہیں کیا بلکہ عدمِ مواخذہ کی امید سے معلق کیا۔ اب امام محمد رحمہ اللہ پر اعتراض کیا گیا ہے کہ قرآن پاک میں اس آیت لایُواِخِذُکُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْ اَیْمَانِکُمْ کے ذریعہ عدمِ مواخذہ پر جزم کیا گیا ہے اور امام محمد رحمہ اللہ کا قول اس کے خلاف ہے۔



صاحب ہدایہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ چونکہ یمن لغوی تفسیر میں اختلاف ہے اس لئے عدم مؤاخذہ کو امام موصوف نے امید سے معلق کیا ہے۔ نہر الفائق میں اس کی یہ توجیہ کی گئی ہے کہ دو چیزیں ہیں: ایک کفارہ، دوسرا عذاب۔ تو جب آیت میں مؤاخذہ بالکفارہ کے ساتھ منفی ہوگی تو آیت میں آخرت کے بارے میں سکوت ہے اسی لئے امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے رجاء سے معلق کیا ہے۔

امام حوی نے نہر الفائق کی عبارت نقل کر کے اس پر اعتراض کیا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ہوئے ہیں لہذا اس وقت اختلاف ہی نہ تھا تو کیسے کہا جاسکتا ہے کہ اختلاف تفسیر کی بنا پر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے امید کے ساتھ معلق کیا ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یمن لغوی تفسیر میں صرف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہی کا اختلاف نہیں بلکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بلکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے ائمہ مجتہدین میں اختلاف تھا۔

### 158- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

و سلطان اللہ کے الفاظ اسی وقت قسم بن سکتے ہیں جبکہ قدرت کی نیت کی جاتی۔ اگر بادشاہی یا قوت مراد لی جائے تو قسم نہیں بنیں گے لہذا عرف کے اعتبار سے فرق کیا جائے گا یعنی جہاں سلطان کے معنی قدرت لئے جاتے ہیں، وہاں قسم منعقد ہو جائے گی اور جہاں نہیں، وہاں نہیں۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

رد المحتار میں اس کی بہترین توجیہ کی گئی اور وہ یہ کہ نوای قدرتہ کے الفاظ کے ساتھ اس کلام سے احتراز کیا گیا جب السلطان کے ساتھ البرہان و الحجۃ کے الفاظ بھی ہوں کیونکہ لفظ برہان اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں ہے۔<sup>۱</sup>

۱- رد المحتار المعروف بہ فتاویٰ شامی ۳/۵۴

## 159- طحاوی رحمہ اللہ

وہ زنا جس سے حد واجب ہوتی ہے، اس کی تعریف صاحب تنویر الابصار نے یہ فرمائی:  
 وطنی مکلف ناطق طائع فی قبل مشتہاة خال عن ملکہ و شبهة فی  
 دار السلام او تمکینہ من ذلک او تمکینہا۔  
 محیط میں اس کے ساتھ العلم بالتحريم کی بھی قید لگائی گئی۔ صاحب فتح القدیر نے  
 فرمایا کہ زنا ہر ملت میں حرام ہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صاحب فتح القدیر کا رد ظاہر نہیں کیونکہ ہر ملت میں  
 حرمت کا ثبوت اس بات کے مخالف نہیں کہ بعض لوگ اس سے لاعلم ہوں، نیز کسی صاحب  
 نے ہر ملت میں اس کے حلال ہونے کا دعویٰ بھی نہیں کیا اور اسی کے ساتھ حضرت فاروقی  
 اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد کہ اگر وہ شخص جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زنا کو حرام کیا ہے تو اسے کوڑے لگاؤ  
 اور اگر نہیں جانتا تو اسے بتاؤ کہ پھر ارکتاب زنا کرے تو کوڑے لگاؤ۔

## اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

امام طحاوی رحمہ اللہ کے اس جواب کے ساتھ کہ بعض لوگوں کی جہالت اس کی حرمت  
 ثابتہ کے مخالف نہیں۔ یہ بات بھی ظاہر ہے کہ جو لوگ نئے نئے اسلام میں داخل ہوتے ہیں  
 تو شریعت حقہ کے بہت سے احکام کو اپنی باطل شریعت کے مخالف دیکھتے ہیں لہذا نو مسلم کا  
 اپنے دین میں کسی بات کی حرمت کو جاننے سے پہلے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ دین اسلام میں  
 اس کی حرمت کو بھی جانتا ہو۔

## 160- طحاوی رحمہ اللہ

زنا کے ثبوت کیلئے جو چارہ گواہ گواہی دیں، ان سے قاضی پوچھے: ما هو و کیف هو  
 و این هو و متى زنی و بمن زنی۔ ”ما هو“ سے زنا کی شرعی تعریف یعنی ”ایلاج“ کا  
 ۱۔ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ حکم اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے یمن میں زنا کا ارتکاب  
 کیا۔ ۱۲ ہزار دی

سوال ہوگا تا کہ غیر ایلاج سے احتراز ہو جائے۔ ”کیف ہو“ سے یہ مطلب ہے کہ آیا ارتکاب زنا طاعت کے ساتھ ہوا یا اگر اس کے ساتھ۔

علامہ طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ زنا موجب حد کی تعریف میں لفظ ”طائعا“ کے ذریعے مکرہ سے احتراز ہو گیا تو یہاں اس کی کیا ضرورت ہے؟

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کیف ہو کے ذریعے سوال صحیح ہے کیونکہ ایک زنا وہ ہے جس سے حد واجب ہوتی ہے اور اس کو جمع قیود کے ساتھ علماء ہی جانتے ہیں۔ اس تعریف سے مکرہ کا خارج ہونا اسے مطلقاً زنا کی تعریف سے تو خارج نہیں کرتا اور زنا کی شرعی تعریف جس کے بارے میں گواہوں سے سوال کیا جاتا ہے، محض آنکھوں اور ہاتھوں کے زنا نیز ران یا ناف کے جماع سے احتراز کیلئے ہے۔ اسی لئے شارح رحمہ اللہ نے اسے محض ایلاج قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ مکرہ سے زنا میں فرج میں ذکر کا دخول پایا جاتا ہے لہذا یہ سوال ضروری ہو گیا کہ کیف ہوتا کہ اس کے ذریعے مکرہ وغیرہ کو حد زنا سے خارج کیا جاسکے۔

### 161- طحاوی رحمہ اللہ

امام طحاوی رحمہ اللہ نے ”تمتہ“ کے عنوان کے تحت فتوحاتِ مکہ کے حوالے سے بیان فرمایا کہ اہل جنت کی صفات میں سے ہے کہ ان کے دُبر نہیں ہوں گے کیونکہ یہ دنیا میں ناپاک قضائے حاجت کیلئے بنائے گئے ہیں اور جنت ناپاکی کی جگہ نہیں۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

مذکورہ بالا علت پر قیاس کرتے ہوئے عورتوں کی شرمگاہوں کے بارے میں بھی یہی بات مناسب ہے کیونکہ وہ پیشاب کے سوراخ ہیں۔

### 162- طحاوی رحمہ اللہ

تنویر الابصار میں ہے کہ بچے، غلام اور عورت پر جہاد فرض نہیں ہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر خاوند اپنی بیوی کو یا مالک اپنے غلام کو جہاد کا حکم دے تو ان کے حکم کی تعمیل میں فرض ہوگا۔ بحر الرائق میں اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ یہ بات مسلمان غلام کے بارے میں تو کہی جاسکتی ہے لیکن عورت کے بارے میں نہیں کیونکہ عورت پر صرف انہی احکام میں خاوند کی اطاعت واجب ہے جو نکاح سے متعلق ہیں۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

نکاح سے متعلق امور جن میں بیوی پر خاوند کی اطاعت واجب ہے، یہ ہیں: زیباش اختیار کرنا، جماع کی طرف بلائی جائے تو حاضر ہونا بشرطیکہ جماع اپنی شروط کے ساتھ ہو، خاوند کے گھر سے ناجائز باہر نہ جانا، کسی کے ہاں چاہے باپ ہی کیوں نہ ہو، رات نہ گزارنا البتہ اگر باپ کو بالخصوص اس کی ضرورت ہو تو وہاں رات گزار سکتی ہے، نفلی روزے ترک کر دینا، لباس اور بدن کو عطر وغیرہ سے خوشبو لگانا اور حیض کے بعد شرمگاہ کو خوشبودار روئی وغیرہ سے صاف کرنا وغیرہ۔

### 163- طحاوی رحمہ اللہ

اگر دارِ حرب سے قیدیوں کو خریدنے کا ارادہ کیا جائے اور قیدیوں میں مرد، عورتیں، علماء اور جہال ملے جلے ہوں تو انہیں کس ترتیب سے خریداجائے؟  
اس بحث میں علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے الدر المنقذی کے حوالے سے فرمایا کہ مردوں کو مقدم کیا جائے تاکہ دشمنوں سے دفاع کے سلسلہ میں ان سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

اس صورت میں کہا جاسکتا ہے کہ اگر امام کو تکبیر لشکر کی ضرورت ہو تو مردوں کو پہلے خریدے ورنہ عورتوں کی خرید کو مقدم کرے تاکہ ان کی عصمت محفوظ ہو سکے۔

### 164- طحاوی رحمہ اللہ

تنویر الابصار میں ہے کہ مالِ غنیمت میں سے بعض لوگوں کیلئے حصہ مقرر ہے جبکہ بعض

کیلئے کچھ عطیہ ہے، مؤخر الذکر افراد میں سے ایک وہ ذی ہے جو راستہ دکھائے۔ صاحبِ درِ مختار فرماتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت کفار سے استعانت جائز ہے اور خود رسولِ اکرم ﷺ نے بھی یہودیوں کے خلاف یہودیوں سے مدد لی اور مالِ غنیمت میں سے بھی انہیں کچھ حصہ دیا۔

علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے مسئلہ مذکورہ کے ضمن میں فتحِ القدر کی عبارت نقل فرمائی جس کا مطلب یہ ہے کہ مشرکین کے خلاف مشرکین سے استعانت جائز ہے جبکہ وہ خوشی سے آمادہ ہوں نیز نہ تو ان کو حصہ دیا جائے اور نہ ہی ان کیلئے جھنڈا ہو۔ رسولِ کریم ﷺ سے بھی یہ بات ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے ان کو پورا حصہ دیا ہو بلکہ کچھ مال دیا۔ اس اعتراض کے جواب میں کہ آنحضرت ﷺ نے جنگِ بدر میں بعض افراد کو واپس کر دیا۔ صاحبِ فتحِ القدر نے فرمایا:

و لعل رد من ردة فى غزوة بدر رجاء ان يسلم الخ۔<sup>۱</sup>

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

”لعل رد من الخ“ فتحِ القدر کی کلام نہیں بلکہ صاحبِ فتحِ القدر نے اسے امام شافعی رحمہ اللہ سے نقل فرمایا جیسا کہ انہوں نے اسے نصبِ الراية میں بیان کیا۔

### 165- طحاوی رحمہ اللہ

بزازی نے کہا کہ اگر کوئی شخص شراب پیتے، ارتکابِ زنا کرتے یا قطعی حرام کھاتے وقت بسمِ اللہ پڑھے تو اس نے کفر کیا کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے اسمِ مبارک کی توہین کی۔ علامہ طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بزازی کے قول لا نہ استخف باسمِ اللہ تعالیٰ میں اس بات کی صراحت ہے کہ کفر کی وجہ استخفاف ہے اور استخفاف کا تعلق دل سے ہے لہذا اگر استخفاف ثابت ہو جائے تو کفر ہے ورنہ کفر نہیں ہوگا۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

موجباتِ کفر مختلف ہیں بعض میں جاہلین (استخفاف و عدم استخفاف) برابر ہیں اور استخفاف صرف دلیل ہی سے ثابت ہو سکتا ہے جیسے کوئی شخص رسول اکرم ﷺ کے ظاہری جمال کی کم پرواہ کرے اور لباسِ مبارک کے میلا ہونے کو اگر القاء پر یا اس بات کے اظہار پر کہ دنیا قابلِ التفات نہیں یا کسی دوسرے اچھے مقصد سے تعبیر کیا جائے تو یہ تعبیر محمود ہے اور اگر اس بات کا ذکر رسول اکرم ﷺ کی توہین کے انداز میں ہو تو کفر ہے اور یہ بات ظاہر سے معلوم ہوئی۔

بعض موجبات وہ ہیں جن میں جانبِ استخفاف رائج ہے تو جب تک اس کے خلاف پر دلیل نہ ہو، استخفاف ہی سمجھا جائے گا جیسے قرآن پاک کو (معاذ اللہ) نجاست میں ڈالنا اور آنحضرت ﷺ کے ذکرِ پاک کے وقت اپنا ستر کھولنا۔ پس ضابطے کو اچھی طرح محفوظ کر لے کہ جزئیات میں تجھے نفع دے گا۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانے والا ہے اور رد المحتار جلد ۳ صفحہ ۴۳۸ میں ملاحظہ کریں۔

### 166- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

بحر الرائق کے حوالہ سے علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے باب المرتد میں بیان فرمایا:  
و یكفر بقوله هم تعص الانبياء حال النبوة و لا قبلها لردة النصوص۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

الاشباہ میں لم تعص کی بجائے لم يعصوا ہے اور امام حموی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ظاہر یہ ہے کہ یہ لفظ لم يعصوا ہے (عصیان سے نہیں بلکہ عصمت سے ہے) کیونکہ اکابرِ محققین اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام نہ تو نبوت کے بعد اور نہ ہی پہلے کبھی عصیان کے مرتکب ہوئے۔ ان محققین میں سے ایک حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔  
میں کہتا ہوں کہ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی افضل القریٰ اور الردا جبر میں یہی نقل فرمایا۔ حموی کی عبارت یہ ہے:

و قد يقال ان المهم سقطت من ثنایا الا قلام فاوجبت فساد الكلام  
وان الاصل كان و لو قال الانبياء لم يعصموا حال النبوة ولا قبلها  
كفر لانه رد النصوص و المراد بالنصوص حينئذ الادلة الدالة على  
عصمتهم المذكورة في علم الكلام والله الهادي الى بلوغ المرام<sup>۱</sup>

### 167- طحاوی رحمہ اللہ

بحر الرائق میں ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ اگر ہمارے نبی اکرم ﷺ نہ ہوتے تو  
حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش نہ ہوتی۔ اس قول سے وہ کافر تو نہ ہوگا البتہ یہ بات خطا ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

میں کہتا ہوں یہ بات (خطا نہیں بلکہ) صحیح اور متفق علیہ ہے اور صحیح احادیث میں مذکور  
ہے لہذا اس قول خطا سے بچنا چاہئے۔

### 168- طحاوی رحمہ اللہ

کسی شخص معین کی بعثت سے انکار کفر نہیں۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

یہ بات محل غور ہے کیونکہ نصوص متواترہ کثیرہ سے ثابت ہے کہ جس طرح مطلقاً بعثت  
ثابت ہے اسی طرح بعثت مطلقہ کا ثبوت بھی ہے اور یہ مسئلہ ضروریات دین سے ہے۔

### 169- طحاوی رحمہ اللہ

تویر الابصار مع الدر المختار میں ہے کہ دو شریکوں میں سے ایک کا مال ضائع ہو گیا، پھر  
دوسرے نے اپنے مال سے سامان (تجارت) خریدا۔ اگر انہوں نے عقد شرکت میں

۱- الاشباہ والنظائر مع الحوی صفحہ ۱۷۲

۲- بعثت مطلقہ کا تقاضا یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا اقرار کیا جائے اور کسی ایک کی بعثت کا انکار سب کا

انکار ہے۔ ۱۲ ہزاروی

وکالت کی تصریح کی ہے بایں طور کہ ہم میں سے جو بھی اپنے مال سے جو کچھ خریدے گا، وہ دونوں میں مشترک ہوگا تو حسب شرائط خریدہوا مال دونوں میں مشترک ہوگا کیونکہ وکالت باقی ہے اور اگر انہوں نے شخص شرکت کا ذکر کیا تھا اور وکالت کا ذکر نہیں کیا تھا تو پھر وہ مال صرف اسی کا ہوگا جس نے خریدا ہے۔ یہاں درمختار اور طحاوی دونوں میں ولہم یتصادقا علی الوکالة کے الفاظ ہیں۔

### اعلیٰ حضرت عسلیہ

صحیح عبارت لم یعصا علی الوکالة فیہا ہے جیسے علامہ شامی رحمہ اللہ نے علامہ طحاوی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے۔<sup>۱</sup>

### 170- طحاوی رحمہ اللہ

تعلیق وقف کی بحث میں علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے بحر الرائق کی ایک طویل عبارت نقل فرمائی جس میں وقف مریض کا ذکر ہے، پھر خود ہی سوال اٹھایا کہ اگر کوئی شخص کہے کہ منقولہ عبارت وقف مریض کے بارے میں ہے اور تمہاری کلام تعلیق وقف کے سلسلہ میں ہے تو اس کا جواب علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے یہ دیا کہ اس سے قبل صاحب بحر الرائق نے طحاوی کے حوالے سے بتایا کہ مرض موت میں وقف وصیت بعد الموت کی طرح ہے۔

### اعلیٰ حضرت عسلیہ

یہ صحیح ہے کہ بحر الرائق نے طحاوی سے نقل کیا لیکن اس کے بعد اس کے خلاف کو صحیح قرار دیا۔ اس لئے علامہ شامی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس شخص پر تعجب ہے جس نے بحر الرائق کی ابتدائی عبارت نقل کی لیکن پوری عبارت نہیں دیکھی۔

### 171- طحاوی رحمہ اللہ

مسجد کا بانی فوت ہو جائے تو اس کے ورثاء کو اس بات کا حق نہیں پہنچتا کہ وہ اہل مسجد کو

۱- رد المحتار المعروف بفتاویٰ شامی ۳/۳۳۳، فتح القدیر ۵/۲۰۰



مسجد میں کمی زیادتی سے منع کریں اور اگر وہ راستے میں سے کچھ حصہ مسجد میں داخل کر کے مسجد کو وسیع کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہ اجازت اس وقت ہے جب راستہ بطور علامت ہو اور گزرنے والے کو اس کی وجہ سے تکلیف نہ پہنچے نیز مسجد کو توسیع کی ضرورت ہے۔ زیلیعی اور الدر وغیرہا میں اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔

### 172- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر کسی بستی کے خراب ہونے اور وہاں کے ماحول کے خراب ہو جانے کی وجہ سے مسجد غیر آباد ہو جائے تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قاضی کی اجازت سے اس کا سامان بچ کر دوسری مساجد میں صرف کیا جائے۔ زیلیعی نے اس کی تصریح کی ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امام زیلیعی نے لفظ عند کے ساتھ ذکر کیا جو ظاہر روایت پر دلالت کرتا ہے لیکن الدر سے اس کے غیر کا پتہ چلتا ہے۔

### 173- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

شرح المستفی میں ہے کہ اگر متولی کسی غیر کو مختار بنائے تو صحیح نہیں۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اگر کسی کو تولیت کی وصیت کرے تو جائز ہے اور وہی وصی متولی ہوگا جس طرح فتاویٰ خیریہ اور اسی فتاویٰ طحاوی میں ہے۔

### 174- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

وقف میں اگر کوئی شخص اپنی ذمہ داری سے کسی دوسرے کیلئے فارغ ہو تو مفروق لہ

کیلئے حق اس وقت تک ثابت نہیں ہوگا جب تک قاضی کی طرف سے تقرری نہ ہو۔

### اعلیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

اور یہ فارغ ہونے والا شخص بھی واقف یا قاضی کے علم کے بغیر (اپنے آپ) معزول نہیں ہو سکتا جیسے عنقریب متن میں آئے گا:

ولو عزل الناظر نفسه ان علم الواقف او القاضى صرح والا لا۔<sup>۱</sup>

### 175- طحاوی عیسیٰ علیہ السلام

اگر کسی معین شخص کو نگران مقرر کیا پھر حاکم کو نگران بنایا گیا۔ اب اس شخص معین نے کسی دوسرے شخص کی تقرری کی، پھر وہ مر گیا تو کیا اختیارات حاکم کی طرف لوٹیں گے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر تفویض صحت کی حالت میں ہوئی تو حاکم کو اختیار حاصل ہو جائے گا اور اگر حالت مرض میں تفویض کئے گئے تو جب تک مفوض الیہ زندہ ہے، حاکم کو اختیارات حاصل نہیں ہو سکتے۔

### اعلیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حموی نے اس بات کی مخالفت کی ہے کیونکہ یہ شرط واقف کو باطل کرنے کی طرف لے جاتی ہے۔<sup>۲</sup>

### 176- طحاوی عیسیٰ علیہ السلام

علامہ شیخ قاسم سے سوال کیا گیا کہ سلطان حمق نے بیت المال سے مصلح مسجد کیلئے زمین مہیا کی تو کیا یہ وقف صحیح ہے؟ علامہ موصوف نے فتویٰ دیا کہ یہ وقف صحیح ہے اور دوسرے سلطان کو اس کے باطل کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔<sup>۳</sup>

۱- حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار ۲/۵۵۷

۲- واقف نے تو اس کے بعد حاکم کو مقرر کیا ہے لہذا اس صورت میں واقف کی شرط باطل ہو جائے گی۔ ۱۲ ہزار دی

۳- تفصیل کیلئے دیکھئے: الاشارة والنظار مع الحموی صفحہ ۱۸۸

### اعلیٰ حضرت عسکریہ

یعنی یہ اسی طرح لازم ہو جائے گی جس طرح واقف لازم ہوتا پس دوسرے سلطان کو اس کے باطل کرنے کا کوئی حق نہیں لیکن یہ وقف شرعی نہیں جس میں شرط کا اعتبار کیا جائے جیسے علامہ شامی رحمہ اللہ نے بیان فرمایا ہے۔ فتاویٰ شامی میں ہے:

افتی المولیٰ ابو السعود بان اوقاف الملوك و الامراء لا یراعی شرطها لانها من بیت المال و تؤول الیه ..... و لعل مراد العلامة القاسم بقوله ان الوقف صحیح ای لازم لا ینتقض علی وجه الارصاد المقصود منه و وصول المستحقین الی حقوقهم و لم یرد حقیقة الوقف الخ۔

### 177- طحطاوی رحمہ اللہ

صاحب درمختار نے نہر الفائق کے حوالہ سے نقل کیا کہ مصر میں امراء کے اوقاف عام طور پر زمین کے وہ ٹکڑے ہوتے ہیں جو بیت المال کے وکیل سے صورت خریدے ہوئے ہوتے ہیں۔

اس کی تشریح کرتے ہوئے علامہ طحطاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ جب ان کا خریدنا صحیح نہیں تو وقف بھی صحیح نہیں۔ پھر علامہ طحطاوی رحمہ اللہ التحۃ المرضیہ سے نقل کرتے ہیں کہ بیت المال سے خریدی ہوئی زمین کا حال معلوم نہ ہو تو اسے اصل پر محمول کرتے ہوئے صحیح قرار دیا جائے گا۔

### اعلیٰ حضرت عسکریہ

یعنی جب یہ معلوم ہو کہ خریدی گئی ہے لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ خریدنا صحیح ہے یا نہیں تو اسے اصل پر محمول کرتے ہوئے صحیح قرار دیا جائے گا لیکن جب نفس شراء کا بھی علم نہ ہو تو پھر صحت پر محمول نہیں کیا جائے گا۔ اب یہ صورت وقف ہوگی کیونکہ وقف سلطان کیلئے خریدنا لازم نہیں ہے جیسے علامہ شامی رحمہ اللہ نے تحقیق فرمائی۔

فتاویٰ شامی میں ہے:

و ان كان الواقف لها السلطان من بيت المال من غير شراء فافتى  
العلام قاسم بان الواقف صحيح<sup>۱</sup>۔

### 178- طحاوی رحمہ اللہ

الاشباہ والنظائر میں ہے: (چند مسائل کے علاوہ) خاموشی کلام کی طرح ہے۔ ان میں  
سے ایک مسئلہ سکوت البکر عند استیمار ولیہا قبل التزویہ و بعدہا<sup>۲</sup> بیان کیا گیا  
ہے۔

علامہ طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لفظ و بعدہ کا عطف عند استیمار پر ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

اس مسئلہ یعنی عطف بیان میں علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے حموی کی پیروی کی ہے اور جو  
کچھ ہم نے اس پر لکھا ہے، اسے ملاحظہ کریں۔ حموی میں ہے:  
و بعدہ عطف علی قوله عند استیمارها لا علی قبلہ کما هو ظاهر  
لمن تدبر۔<sup>۳</sup>

### 179- طحاوی رحمہ اللہ

لفظ ”قبل“ پر بھی عطف جائز ہے اور اس سے کوئی مانع نہیں۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

بلکہ یہی (لفظ ”قبل“) پر عطف ہی متعین ہے جس طرح ہم نے اپنے مقام پر بیان  
کیا ہے۔

۱- رد المحتار المعروف بفتاویٰ شامی ۳/۳۹۳

۲- الاشباہ والنظائر مع المجموع صفحہ ۱۱۳

۳- الاشباہ والنظائر مع المجموع صفحہ ۱۱۳

## 180- طحطاوی رحمہ اللہ

مجبور شخص کی خرید و فروخت فاسد ہے یعنی کسی کو کسی چیز کے اصل قیمت سے زیادہ کے ساتھ خریدنے پر مجبور کیا جائے اور یونہی اسے مجبور کر کے اس سے کچھ خریدا جائے۔

## اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

الاشاہ میں جو حکایت امام صاحب رحمہ اللہ کی اعرابی کے ساتھ پانی فروخت کرنے کے بارے میں مذکور ہے، اس میں دیکھیں! شاید وہ امام صاحب سے ثابت نہیں۔

## 181- طحطاوی رحمہ اللہ

تنویر الابصار مع الدر المختار میں ہے کہ دراہم و دانیر آٹھ مسائل میں ایک ہی جنس ہیں جن میں سے ایک ادائیگی قرض ہے۔

علامہ طحطاوی رحمہ اللہ نے اس کی ایک صورت یہ بیان فرمائی کہ ایک شخص کے دراہم دوسرے کے ذمے قرض ہیں اور وہ مقروض ادائیگی نہیں کرتا، دریں اثناء اس کے مال سے دانیر قاضی کے قبضہ میں آجاتے ہیں تو قاضی کو حق پہنچتا ہے کہ ان دانیر کو دراہم کی جگہ صرف کرے اور قرض خواہ کا قرض بھی ادا کرے لیکن امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک صرف دیناروں ہی میں اس طرح کر سکتا ہے اور صاحبین کے نزدیک غیر دینار بھی اسی حکم میں ہیں۔

## اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

ظاہر روایت کے مطابق قرض خواہ خود بخود دینار نہیں لے سکتا جبکہ اس کا قرض درہم ہوں اور یونہی بالعکس۔ قاضی خاں نے باب الصرف میں اسے صحیح قرار دیا ہے اور ہمارے زمانے میں فتویٰ امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب پر ہے جس طرح باب الحجر میں آرہا ہے:

و الفتویٰ الیوم علی جواز الاخذ عند القدرة من ای مال کان لا  
سیما فی دیارنا لمداد متهم العفوۃ۔<sup>۱</sup>

فتاویٰ قاضی خاں کی عبارت یہ ہے:

و ان ظفر بدنائیر مدیونہ فی ظاہر الروایۃ لیس له ان یاخذ الدنانیر  
و ذکر فی کتاب العین و الدین له ان یاخذ و الصحیح هو الاول۔<sup>۱</sup>

### 182- طحاوی رحمہ اللہ

غصب شدہ کھانا اگر چہ پکانے کے سبب اسے اپنی اصل سے بدل دیا گیا ہو جب تک اس کی قیمت نہ ادا کی جائے یا ضمانت نہ دی جائے یا معاف نہ کرایا جائے، خریدنا حرام ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

امام طحاوی رحمہ اللہ کی یہ تعلیم صاحبین کے مذہب پر صحیح ہے کیونکہ ان کے نزدیک غاصب مغضوب کے تبدیل یا ہلاک ہونے سے مالک نہیں بنتا جب تک اس کی قیمت ادا نہ کرے یا ضمانت نہ دے لیکن امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک غاصب مغضوب کا مالک ہے اگرچہ سبب ملک میں خبث ہے لہذا یہ اسی طرح ہوگا جیسے بیع فاسد میں خریدار ہوتا ہے یعنی مشتری کیلئے طیب ہے کیونکہ خبث کا تعلق صرف غاصب کے ساتھ ہے لہذا مغضوب کے تبدیل ہونے یا ہلاکت پذیر ہونے سے اس کا تعلق مغضوب منہ کے ساتھ نہیں ہوگا کیونکہ وہ تعلق ضمانت کی طرف منتقل ہو گیا بلکہ ہماری تحقیق کے مطابق غاصب کی ملکیت پر تمام ائمہ کا اجماع ہے جیسے کہ ہم نے رد المحتار کے حاشیہ پر بیان کیا ہے۔

### 183- طحاوی رحمہ اللہ

بیع فضولی کے ضمن میں بحر الرائق عن البزازیہ کے حوالہ سے علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے ایک عبارت نقل فرمائی:

والصحیح انه اذا اضیف العقد فی احد الکلامین الی فلان یتوقف

علی اجازۃ فلان کذا فی البحر عن البزازیۃ۔<sup>۲</sup>

۱- قاضی خاں بر حاشیہ فتاویٰ عالمگیری ۵۸۲/۲

۲- بحر الرائق شرح کنز الدقائق ۱۳۹/۶

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

فتاویٰ بزاز یہ میں کتاب المبیوع کی فصل عاشر کے آخر میں یہ عبارت ہے لیکن وہاں لفظ الصحیحہ نہیں ہے۔<sup>۱</sup>

### 184- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ اگر کوئی قرض خواہ مقروض کے دراہم حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے اور قرض معجل بھی نہ ہو اور نہ ہی یہ دراہم اس کے دراہم سے زیادہ کھرے ہوں تو وہ لے سکتا ہے ورنہ نہیں جیسے اسے اگر مدیون کے دینار مل جائیں اور مقروض کے ذمہ دراہم ہوں تو نہیں لے سکتا۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

فتاویٰ خانہ کے باب الصرف میں بھی یہ مسئلہ اسی طرح مذکور ہے۔

### 185- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تویر الابصار مع الدر المختار میں ہے کہ کسی شخص سے ایک مقررہ وعدہ پر کوئی چیز بنوانائجِ سَلَم ہے بشرطیکہ وقتِ مقررہ میں عجلت نہ ہو بلکہ مہلت ہو۔ اس کی تفصیل میں علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اجل یا تو اجلِ سَلَم کی طرح ہوگا جس طرح ایک مہینہ یا زائد تو یہ بلا تفصیل سَلَم ہے اور اگر اجلِ سَلَم کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو پھر دو صورتیں ہیں: اس میں تعامل جاری ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر جاری ہو سکتا ہے تو پھر طلبِ صفت ہے ورنہ پھر دو صورتیں ہوں گی: اگر اجل بطور عجلت ہے تو بھی طلبِ صفت کہلائے گی لیکن اگر بطور مہلت ہو تو اجل فاسد ہوگی۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ تجزیہ اس صورت میں ہے جب

۱- فتاویٰ بزاز یہ علی حاشیہ فتاویٰ ہندیہ ۴/۳۹۰

تعال جاری نہ ہو سکتا ہو تو اس صورت میں فساد کی دو شرطیں ہیں: اجل کا ذکر بطور مہلت کیا جائے اور تعال بھی نہ ہو سکے اور صحت کے سلسلہ میں دو باتوں سے ایک بات ضروری ہے: تعال یا ذکر بطور عجلت، حالانکہ ایسا نہیں بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے پس صحت کیلئے دو شرطیں ہیں: تعال اور اجل بلا مہلت اور ان دونوں میں سے ایک کے پائے جانے سے حصولِ فساد ہے۔

### 186- طحاوی رحمہ اللہ

تنویر الابصار میں ہے کہ استحصان بطور بیع صحیح ہے، بطور معاہدہ صحیح نہیں ہے۔ علامہ طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل مذہب سے ایک جماعت نے بطور معاہدہ صحیح ہونے کا قول کیا ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

اس جماعت میں سے حاکم شہید بھی ہیں جیسا کہ قبستانی میں ہے۔

### 187- طحاوی رحمہ اللہ

در مختار میں بیع الوفاء کی یہ صورت بیان کی گئی کہ کوئی شخص کسی عین چیز کو مثلاً ایک ہزار درہم پر بیچے اور یہ بات طے ہو جائے کہ جب وہ چیز واپس لوٹائے گا تو رقم واپس کر دی جائے گی۔ اس کے بعد کہا گیا: ثم اذا ذكر الفسخ فيه او قبله الخ۔

علامہ طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب بیع وفا کی صورت میں علی انہ اذا رد عليه الثمن الخ کہہ دیا تو پھر ثم اذا ذكر الفسخ صحیح نہیں لہذا اسے حذف کرنا اولیٰ ہے تاکہ اختلاف صحیح ہو سکے۔

1- بحر الرائق میں بھی اسی طرح ہے:

فقد اختلفوا في كونه موعدة و معاودة فمعد الحاكم الشهيد و الصفار و محمد بن سلمة و صاحب المنشور موعدة۔ (بحر الرائق شرح كنز الدقائق ۶/۱۷۱)۔ ۱۲ ہزاروی



### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں کہ جب بیع مطلق ہو اور نفس عقد میں شرط فسخ اور عدم لزوم کا نہ تو صراحت ذکر ہو اور نہ دلالت اور عقد کے بعد اس کا معاہدہ ہو اور اس بیع میں بائع کے علم میں غبن فاحش یا اصل ثمن پر زائد منافع بھی نہ ہو تو وہ بیع رہن نہ ہوگی اور یہ بات بھی گزر چکی ہے کہ بیع وفادہ ہے جس میں نفس عقد میں فسخ کا ذکر ہو جس طرح بحر الرائق اور دیگر کتب فقہ میں ہے اور اسی میں اختلاف جاری ہوتے ہیں اور در مختار میں تیسرے قیل کے تحت جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ مسئلہ کی مختلف اجمالی صورتیں ہیں اگرچہ بعض صورتیں بیع وفا کی نہیں ہیں لہذا علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول سیاتی الخلاف ساقط ہو جائے گا۔

### 188- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے کہتا ہے کہ حاکم سے میرا فلاں کام کرادو اور رشوت کا ذکر نہیں کرتا پھر کام بن جانے پر کچھ دیتا ہے تو کیا یہ عطیہ لینا جائز ہے؟ بعض کے نزدیک ناجائز ہے اور بعض کہتے ہیں جائز ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ بدلہ احسان ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کیلئے مناسب تھا کہ جواز سے عطیہ معبودہ کی استثناء کرتے کیونکہ جو چیز معروف ہو وہ مشروط کی طرح ہے۔

### 189- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر کوئی شخص اپنے مقروض سے کہے کہ میرا فلاں کام بادشاہ سے کرادو تو میں نے قرض سے تمہیں بری الذمہ کر دیا تو یہ ابراء صحیح نہیں کیونکہ یہ اصلاح مہم کی خاطر ہے اور اصلاح مہم قرض دار کا اخلاقی فرض ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اس سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جس کام کا کرنا اخلاقی فرض ہے، اس پر کوئی چیز لینا جائز

نہیں ہے۔

### 190- طحاوی رحمہ اللہ

لفظ بحر سے قبل بحر الرائق کی عبارت ہے اور اس کے بعد فتاویٰ ہندیہ کی عبارت شروع ہوتی ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

علامہ طحاوی رحمہ اللہ کے قول ”تمتہ“ سے لے کر یہاں تک تمام عبارت بحر الرائق سے منقول ہے۔

### 191- طحاوی رحمہ اللہ

یتیموں کے مال میں وصی کیلئے مصانعت جائز ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

مصانعت کا مطلب ہے ظالموں کے ظلم کو دور کرنے کیلئے کوئی چیز بطور رشوت دینا یعنی جب وصی کو معلوم ہو کہ اگر وہ یتیم کے مال سے بطور رشوت نہ دے تو مشقت زیادہ ہوگی یا مال کم ہو جائے گا تو وہ ظالم کو کچھ دے کر بچاؤ کر سکتا ہے۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

و فی فتاویٰ النسفی فی مسائل المیراث الوصی اذا طولب بحیثہ دار  
المیتیم و کان بحیث لو امتنع ذات المؤنۃ فدفع من التركة جباية  
دارہ فلا ضمان علیہ و کان کالمصانعة۔<sup>۱</sup>

### 192- طحاوی رحمہ اللہ

خلاصہ میں ہدیہ کی تین صورتیں بیان کی گئی ہیں:

- 1- لینا دینا دونوں حلال اور یہ باہمی میل جول کی خاطر ہے۔
- 2- لینا دینا دونوں حرام اور وہ ظلم پر مدد کی خاطر کچھ لیا جائے۔

۱- فتاویٰ عالمگیری المعروف بہ فتاویٰ ہندیہ ۱۵۰/۶

3- دینا حرام نہیں البتہ لینا حرام ہے اور وہ ظلم سے نجات حاصل کرنے کیلئے دیا جائے اور اس کا حیلہ حیلہ استیجار ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

خلاصہ کی عبارت یہ ہے:

والثالث الاهداء لدفع الظلم عن نفسه وهو حرام على الاخذ والحيلة ان يستاجره ثلاثة ايام او نحوه ليعمل له ثم يستعمله اذا كان فعلا يجوز كتبليغ الرسالة ونحوه وان لم يبين المدة لايحوز الغرہ  
”اور تیسری (قسم) اپنے نفس سے ظلم دور کرنے کیلئے ہدیہ دینا اور یہ لینے والے کیلئے حرام ہے اور حیلہ یہ ہے کہ اس کو تین دن کیلئے یا اس کی مثل کیلئے اجرت پر حاصل کر لے تاکہ وہ اس کیلئے کام کرے پھر اس سے کام لے (لیکن یہ حیلہ اس وقت ہوگا) جبکہ وہ کام جائز ہو، مثلاً پیغام پہنچانا وغیرہ اور اگر مدت کا تعین نہ ہو تو جائز نہیں۔“

میں کہتا ہوں کہ یہ عبارت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ دفعِ ظلم کیلئے کچھ لینا جائز نہیں۔ چاہے ظالم کوئی دوسرا شخص ہی کیوں نہ ہو کیونکہ حیلہ استیجار امر جائز میں ہوتا ہے اور مظلوم سے دفعِ ظلم تو شرعاً ہر اس شخص پر لازم ہے جو اس کی طاقت رکھتا ہو لہذا اس پر اجر لینا جائز نہیں اور یہی مراد بحر الرائق کے اس قول کی ہے جو گذر چکا ہے کہ کسی کی مشکلات حل کرنا دیناً لازم ہے اور اس کی دلیل فتاویٰ ہندیہ کا وہ قول ہے جو محیط کے حوالے سے گزر چکا ہے کہ اگر معاملہ کو ٹھیک کرنے اور ظلم سے نجات دلانے کے بعد کچھ دیا تو دینا اور لینا دونوں صحیح ہیں۔ (اس تفصیل کے بعد) اب اس قول کی حاجت نہیں رہے گی جو میں نے بحر الرائق کے قول مذکور ۶/۲۸۶ پر لکھا ہے کہ شاید اصلاح المہم مستحق علیہ دیانۃ اس وقت ہو جب وہ بادشاہ کی جانب سے اس کام پر باتخواہ متعین ہو۔ پس حکم اجارہ اس پر واجب ہوگا۔ اور جو کچھ فتاویٰ شامی ۴/۴۷۱ پر لکھا ہے، اسے ملاحظہ کریں۔

### 193- طحاوی رحمہ اللہ

بعض لوگوں کے نزدیک غیر انبیاء پر خلیفۃ اللہ کا اطلاق جائز نہیں کیونکہ ان کے نزدیک یہ انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے مخصوص ہے جس طرح قرآن پاک میں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کیلئے لفظ خلیفہ استعمال ہوا۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

حدیث پاک میں حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کیلئے خلیفۃ اللہ کا لفظ آیا ہے جس سے غیر انبیاء پر اس لفظ کے اطلاق کا جواز ثابت ہے۔

### 194- طحاوی رحمہ اللہ

صاحب تنویر الابصار نے فرمایا کہ ”بادشاہ عادل ہو یا جائز اس کی طرف سے عہدہ قضا قبول کرنا جائز ہے۔“

علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے اس کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ کیوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ عہدہ قبول کیا حالانکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حق پر تھے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

یہ مثال نہایت غیر مناسب ہے کیونکہ کہیں اس سے فاسق، ظالم اور عیب جو قسم کے لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ اپنے بغض عظیم کی تسکین کیلئے توہین کی جرات نہ کریں حالانکہ مسلمانوں کے نزدیک جائز اس شخص کو کہا جاتا ہے جو کسی چیز کو اپنی جگہ پر نہ رکھے جیسے عادل کسی چیز کو اپنی جگہ پر رکھے والے کو کہتے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں برحق امام اور سچے خلیفہ تھے البتہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے احکامات کی سماعت و طاعت لازم تھی لیکن انہوں نے اس کے برعکس دعویٰ کر کے خلافت کو اس کے غیر مقام پر رکھا اور یہ لفظ اس لفظ سے زیادہ تجب خیز بھی نہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حواری، پھوپھی زاد بھائی اور عشرہ مبشرہ میں سے ایک

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کیلئے استعمال کیا اور فرمایا کہ تُو علی سے لڑائی لڑے گا اور تو ظالم ہوگا۔ تو ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ان دونوں لفظوں سے مراد وہی شخص ہے جو کسی چیز کو اس کے غیر مقام پر رکھتا ہے۔

اب اگر یہ وضع عناد سے ہو تو قابلِ مذمت ہے اور اجتہاد میں خطا ہو تو مجتہد معذور، مستحقِ اجر، غیر عاصی ہوگا پس یہ لفظ قبیح ہے کیونکہ اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین کا دروازہ کھل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی توبہ قبول فرمائے ہر قسم کی قوت اللہ بلند و بالا کیلئے جو نہایت توبہ قبول کرنے والا، بخشنہار، مہربان ہے۔

### 195- طحاوی رحمہ اللہ

تنویر الابصار میں ہے کہ اجتہادی مسئلہ میں اگر اپنے مذہب کے خلاف فیصلہ کیا تو مطلقاً نفاذ نہیں ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ نے کمال کا قول نقل کیا کہ اگر قصد اپنے مذہب کے خلاف فیصلہ کرتا ہے تو یہ اچھے مقصد کیلئے ایسا نہیں کر رہا بلکہ باطل خواہش کے تحت ایسا کر رہا ہے اور بھول کر ایسا فیصلہ کرنے والے کا فیصلہ اس لئے نہیں قبول کیا جائے گا کہ مقلد نے اس کی تقلید اس لئے کی کہ وہ اس کے مذہب کے مطابق فیصلہ کرے، اس لئے نہیں کہ وہ غیر کے مذہب پر فیصلہ کرے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

مقلد سے مراد وہ شخص ہے جس نے اس قاضی کو فیصلہ کیلئے قاضی بنا کر اس کی تقلید کی۔

### 196- طحاوی رحمہ اللہ

باب شہادت میں فرع (جس کا عدل ظاہر ہے) کا اپنے اصل کا عدل ثابت کرنا کافی ہے جس طرح دو گواہوں میں سے ایک کا دوسرے گواہ کی عدالت ثابت کرنا کافی ہے کیونکہ فرع اصل کا تامل ہونے کی وجہ سے اس کی مثل ہو گیا اور مثل کی تعدیل سے عدل تہمت سے

۱- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی خطائے اجتہادی واقع ہوئی لہذا وہ بھی معذور و مستحقِ اجر ہیں۔ ۱۲ ہزار دی

ملوث نہیں ہوتا۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس تعلیل لان العدل لایتھم بمثلہ کا مطلب ظاہر نہیں ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

الحمد للہ! اس تعلیل کا مطلب واضح ہے کیونکہ وہ شخص جس کے قول پر اکتفا نہیں کیا جاتا (بلکہ دوسرے کے قول کی بھی ضرورت ہوتی ہے)، وہ اپنے اصل یا اپنے ساتھی کی تعدیل اس لئے کرتا ہے کہ اس کی اپنی گواہی چل سکے کیونکہ دوسرے کی عدم موجودگی میں وحدت کی وجہ سے اس کی گواہی مردود ہے۔

### 197- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار میں ہے کہ زمین کے دعویٰ میں حد بندی شرط ہے جس طرح اس کے خلاف گواہی میں شرط ہے اگرچہ زمین مشہور ہو البتہ جب گواہ زمین کو بائعین جانتے ہوں، اس وقت حد بندی کی ضرورت نہیں۔

علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مقصود یہ ہے کہ قاضی کو علم ہو جائے اور گواہوں کی معرفت سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

الا اذا عرف الشهود میں عرف باب تفصیل (تعریف) سے ہے، معرفۃ (مجرد) سے نہیں لہذا امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراض ساقط ہو گیا۔ رد المحتار پر جو کچھ ہم نے لکھا ہے، اس کا مطالعہ کیا جائے۔

### 198- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار مع درمختار میں ہے کہ اگر مضارب رب المال کی ہدایات کے خلاف عمل کرے تو غصب ہو گا چاہے رب المال بعد میں اجازت بھی دے دے کیونکہ مخالفت کی وجہ

سے وہ غاصب شمار ہوتا ہے۔

علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لصیور ورتہ غاصبا بالمخالفة کے الفاظ سے جو علت بیان کی گئی ہے، وہ تعلیل الشیء بنفسہ ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں: یہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ مالک کی اجازت نہ ہونا اس کے غصب کی دلیل ہے، مخالفت کے باعث اس کا غاصب ہونا دلیل نہیں تاکہ عین دعویٰ کا دلیل ہونا لازم آئے۔ اب معنی یہ ہوگا کہ جب وہ غاصب ہو گیا تو مالک اس کی اجازت سے غصب کو مضاربت میں بدلنے کا اختیار نہیں رکھتا۔ اس کو بغور دیکھیں! شاید حق اس سے متجاوز نہ ہوگا۔

### 199- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

اجارہ فاسدہ میں مضارب کو نفع میں سے کچھ نہیں دیا جائے گا بلکہ عمل کے مطابق اجر ہوگا۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر نفع حاصل نہ ہو تو اجر عمل بھی نہیں دیا جائے گا اور یہ صحیح ہے تاکہ اجارہ صحیحہ پر اجارہ فاسدہ کی فضیلت لازم نہ آئے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

کیونکہ جب اجارہ صحیحہ میں فائدہ نہ ہو تو اسے کچھ نہیں دیا جاتا۔

### 200- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر کوئی شخص یہ کہے: منحتک ثوبی او جاریتی ہذہ و حملتک علیٰ دابتی ہذہ تو یہ عاریت ہوگی بشرطیکہ ہبہ کا ارادہ نہ کرے کیونکہ یہ الفاظ عاریت کیلئے صریح ہیں۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

کہا گیا ہے کہ یہ الفاظ بادشاہ کی جانب سے ہوں تو ہبہ ہوگا جیسے کہ فتاویٰ ہند یہ میں ہے:

وقیل ہو من السلطان ہبہ کما فی الظہیریۃ۔<sup>۱</sup>

۱- فتاویٰ ہند یہ ۳/۳۷۵، فتاویٰ خانہ ۳/۲۶۳

### 201- طحطاوی رحمہ اللہ

امام طحطاوی رحمہ اللہ نے فتاویٰ ہندیہ کے حوالے سے فرمایا کہ مہوب لہ کیلئے ملک کا ثبوت قبضہ کے ساتھ مشروط ہے۔ اس کے بعد تفریع میں ”قبض“ کی بجائے لفظ ”قبول“ ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

میرے پاس فتاویٰ ہندیہ کا جو نسخہ ہے اس میں لفظ ”قبض“ کی بجائے لفظ ”قبول“ ہے اور یہی اس تفریع کیلئے ظاہر ہے جو آگے آرہی ہے:

حتى لو حلف لا يهب فوهب ولم يقبل الاخر حث۔<sup>۱</sup>

### 202- طحطاوی رحمہ اللہ

قہستانی نے اس مسئلہ کی تائید کی ہے جو محیط میں ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنا مال راستے میں رکھا تا کہ وہ اٹھانے والے کی ملک ہو جائے تو یہ جائز ہے۔<sup>۲</sup>

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

میرے پاس جو نسخہ ہے اس میں (محیط کی) تائید نہیں بلکہ محیط میں مذکورہ مسئلہ کی مخالفت ہے اور اگر مان بھی لیا جائے (کہ تائید ہے) تو بھی ثابت ہوتا ہے کہ قبولیت شرط نہیں ہے۔ مع ہذا محیط میں رکنیت کا انکار ہے شرط کا انکار نہیں۔ قہستانی کے اس استدلال کا جواب ہم نے رد المحتار کے حاشیہ پر دیا ہے۔

### 203- طحطاوی رحمہ اللہ

صاحب تنویر الابصار نے ارکانِ بہ میں سے ایک رکن شرطِ خیار کا نہ ہونا بتایا۔ اس پر بطور تفریع صاحب در مختار فرماتے ہیں کہ اگر اس نے شرط لگادی تو صحیح ہو جائے گی اگر وہ جدا ہونے سے پہلے اختیار کر لے۔

۱- حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار ۳/۳۹۳

۲- اس سے معلوم ہوا کہ قبولیت شرط نہیں۔ ۱۲ ہزاروی



امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عدم صحتہا بخیار الشرط کے الفاظ اولیٰ ہیں کیونکہ تفریع اس پر قرینہ ہے ورنہ معنی یہ ہوگا کہ ہبہ مطلقاً صحیح ہے اور شرط باطل ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

امام قاضی خاں رحمہ اللہ نے فتاویٰ خانہ میں فرمایا کہ اگر کسی شخص نے کوئی چیز اس شرط پر ہبہ کی کہ وہ ہب کو تین دن کا اختیار ہے تو ہب صحیح ہو جائے گا اور اختیار باطل ہوگا کیونکہ ہبہ عقد غیر لازم ہے لہذا اس میں شرط خیاری صحیح نہیں۔ (تویر الابصار کے) متن سے یہی بات صراحتہ معلوم ہوتی ہے البتہ (در مختار کی) تفریع اس کے خلاف ہے۔ پھر میں نے فتاویٰ خانہ میں اسی مسئلہ منقولہ کے متصل دیکھا کہ اگر کوئی شخص غلام یا کوئی اور چیز ہبہ کرے اور موہوب لہ کو تین دن کا اختیار دے (تو اس صورت میں) اگر موہوب لہ مجلس برخاست ہونے سے قبل جائز قرار دے تو جائز ہے ورنہ نہیں (اور اختیار باطل ہے) اور جب اختیار واہب کو ہو تو اس وقت شرط صحیح نہیں اور جب اختیار موہوب لہ کو ہو تو ہب صحیح نہیں، پس مصنف رحمہ اللہ کی کلام محل تخصیص میں مطلق ہے (کسی ایک کی تخصیص نہیں) اور شارح کی تفریع علی وجہ الاختلاف ہے۔

میرے لئے (بیع اور ہبہ) دونوں میں فرق اس طرح ہے کہ ہبہ بنفسہ لازم نہیں ہوتا لہذا واہب کیلئے شرط خیاری لغو ہے جس طرح فتاویٰ خانہ کے اس قول سے ظاہر ہے کہ یہ عقد غیر لازم ہے لیکن بیع عقد لازم جازم ہے لہذا بائع مشتری کیلئے اور اسی طرح مشتری بھی خیاری کی شرط لگا سکتے ہیں اور اگر موہوب لہ کیلئے اختیار ہو تو یہ عطیہ کے ذریعے تکلیف پہنچانا اسے تین دن تک اپنے مال میں تصرف سے روکنا اور انتظار کرنا کہ آیا موہوب لہ قبول کرتا ہے یا رد کرتا ہے، پس اس میں قلب موضوع ہے، علاوہ ازیں قبولیت میں اختیار دینا ہلکا پن ہے۔ بیع میں خیاری شرط حاجت کو پورا کرنے کیلئے ہے تاکہ زیادتی نہ ہو اور یہاں کوئی حاجت نہیں لہذا جائز نہیں اور اگر شرط خیاری ہو تو اصلاً قبولیت کے منافی ہے کیونکہ اس کی بنا رکاوٹ، تردد اور شک پر ہے پس جب موہوب لہ کو اختیار دیا گیا اور اسی حالت میں وہ جدا جدا ہوئے تو گویا کہ وہ بغیر قبولیت کے جدا ہوئے اور یہ بات معلوم ہے کہ جب تک مجلس میں موہوب

شے قبول نہ کی جائے، ہر صحیح نہیں۔

### 204- طحاوی رحمہ اللہ

فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے سے کہے کہ میرے مال میں سے تیرے لئے کھانا، لینا یا کسی کو دینا حلال ہے تو اس کیلئے قائل کے مال میں سے کھانا، لینا اور کسی کو دینا جائز ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

فتاویٰ خانیہ اور ہندیہ وغیرہا میں ہے کہ کھانا تو حلال ہے لیکن لینا یا کسی کو دینا جائز نہیں۔ اس کی دلیل فتاویٰ خانیہ میں ہے اور وہ یہ ہے:

لان اباحة الطعام المجهول جائزۃ و تمليك المجهول باطل (ملخصاً)

### 205- طحاوی رحمہ اللہ

تنویر الابصار مع دُرِّ مختار میں ہے کہ مشترکہ چیز جو ابھی تقسیم نہیں ہوئی، کیا ہبہ کی جاسکتی ہے؟ عام کتب فقہ میں ہے اور یہی مذہب ہے کہ چاہے شریک کیلئے ہو یا اجنبی کیلئے، ہبہ نہیں کی جاسکتی اور ایک قول یہ ہے کہ شریک کیلئے جائز ہے اور یہی مختار ہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فقہاء کی عبارات سے قول کا معتمد علیہ ہونا ظاہر ہوتا ہے یہاں تک کہ شیخ الاسلام نے اہل مذہب سے اطلاق کی حکایت کے بعد دوسرے قول کو ابن ابی لیلیٰ کی طرف منسوب کیا ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

امام قاضی خان نے بھی یونہی ابن ابی لیلیٰ کی طرف منسوب کیا ہے۔

### 206- طحاوی رحمہ اللہ

مشترکہ مال سے قرض دینا بالا جماع جائز ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کو ایک ہزار روپیہ دیا کہ نصف قرض ہے اور نصف مضاربت کیلئے ہے۔

### 207- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

یہ عبارت تنویر الابصار کی ہے۔ مطلب یہ کہ اگر موہوب لہ کو مشترکہ چیز ہبہ کر کے اس کے حوالے کر دی جائے تو وہ نہ تو اس کا مالک ہوگا اور نہ ہی اس میں تصرف کر سکتا ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہی صحیح و مختار ہے۔ یہی ظاہر روایت کے مطابق ہے اور اسی پر عمل ہے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی اسی پر اعتماد ہے جبکہ فتویٰ اس کے خلاف ہے جو بعض فتاویٰ میں مذکور ہے، اسے ظاہر روایت پر جو صحیح ہے، ترجیح نہیں دی جاسکتی اگرچہ دوسری جانب ”وبہ یفتی“ کے الفاظ ہیں۔ مکمل بحث فتاویٰ شامی میں ملاحظہ کی جائے۔

### 208- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

محبت میں بعض اولاد کو بعض پر فضیلت دینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ عمل قلب ہے (اور اس میں انسان مجبور ہے) اسی طرح اگر ارادہ ضرر نہ ہو تو عطیات میں بھی بعض کو بعض پر فضیلت دی جاسکتی ہے اور اگر ارادہ ضرر ہو تو پھر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک لڑکے اور لڑکی کو برابر دے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک (میراث کی طرح) لڑکے کو دو گنا دے۔ (در مختار مع المطاوی)

بزاز یہ میں ہے کہ لڑکے اور لڑکی کو ہبہ کرنے میں تثلیث افضل ہے یعنی میراث کی طرف لڑکے کو دو گنا دے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نصف نصف ہے اور یہی مختار ہے اور اگر تمام مال اپنے بیٹے کو دے دیا تو قضاء جائز ہے لیکن واہب گنہگار ہوگا۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بزاز یہ کی نص قصداً اضرار سے خالی ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

ایک کو دوسرے پر فضیلت تفصیل کی صورت میں ہے لیکن جب ایک کو تمام مال ہبہ کر دیا جائے تو مطلقاً ضرر پہنچانا ہے۔ اس مسئلہ میں علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بزازیہ کی نص کا ذکر نہیں کیا بلکہ بزازیہ کے قول و عند الثانی التنصیف و هو المختار سے اس کا قصد اضرار سے خالی ہونا مراد لیا جبکہ درمختار میں یہ بات گزر چکی ہے کہ تسویہ قصد اضرار کی صورت میں ہوگا (ورنہ تفصیل جائز ہے)۔

### 209- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

سید حموی نے المفتاح نامی کتاب کے حوالے سے تملیک اور ہبہ کے بارے میں بحث کی ہے جسے علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہ کے عنوان سے نقل فرمایا، وہ یہ ہے:

اعلم ان التملیک بكون فی معنى الهبة ويتم بالقبض و اذا عرى عن القبض والتسليم اختلف العلماء فيه فقیل يجوز و قیل لا يجوز قیاساً علی الهبة و اکثر المشائخ علی انه يجوز بدون تسليم و انه غیر الهبة لان التملیک والهبة شیمان اسماً وحکماً اما الاسم فظاهر و اما حکماً فلانه لو وهب الثمار علی رؤس الاشجار لا تجوز ولو اقر بالتملیک يجوز فثبت ان التملیک یصح بدون التسليم و انه غیر الهبة و علیه الفتوی و عمل الناس و موت المقر بمنزلة التسليم بالاتفاق۔<sup>۱</sup>

”تملیک ہبہ کے معنی میں ہے اور قبضہ سے مکمل ہوتی ہے، جب قبضہ اور تسلیم نہ پائے جائیں تو اس کے جواز و عدم جواز میں علماء کا اختلاف ہے، بعض نے ہبہ پر قیاس کرتے ہوئے عدم جواز کا قول کیا ہے جبکہ اکثر مشائخ کے نزدیک بغیر تسلیم کے بھی جائز ہے، اور یہ غیر ہبہ ہے کیونکہ ہبہ اور تملیک دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں، نام کا اختلاف تو ظاہر ہے اور حکم میں اختلاف یوں ہے کہ اگر کوئی

فخص کسی کو درخت پر موجود پھل ہبہ کرے تو جائز نہیں اور اگر تملیک کا اقرار کرے تو جائز ہے، اس سے ثابت ہوا کہ تملیک بغیر تسلیم کے صحیح ہے اور یہ ہبہ کا غیر ہے، اسی پر فتویٰ اور لوگوں کا عمل ہے، نیز مقرر کی موت تسلیم کے قائم مقام ہے اور اسی پر اتفاق ہے۔“

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہ نقل مجہول غیر معقول اور غیر مقبول ہے، جہالت اس لئے کہ مفتاح نامی کتاب کتب مذہب سے نہیں ہے اور غیر معقول اس لئے کہ تملیک فی الحال کی چار صورتیں ہیں:

- 1- تملیک عین بالعوض۔
- 2- تملیک عین بلا عوض۔
- 3- تملیک منافع بالعوض۔
- 4- تملیک منافع بلا عوض۔

تملیک عقلی طور پر ان چار صورتوں میں منحصر ہے اور یہ بات بالبدیہ معلوم ہے کہ جس تملیک کا یہاں ذکر ہے وہ نہ تو تملیک عین بہ عوض ہے نہ تملیک منافع بالعوض اور نہ ہی تملیک منافع بالعوض بلکہ تملیک عین بلا عوض ہے اور یہی تو ہبہ ہے، متون فقہ میں اسی طرح تفسیر کی گئی ہے۔

قاضی زادہ نے نتائج الافکار میں فرمایا کہ ہبہ کا شرعی مفہوم مال کی بلا عوض تملیک ہے، اسی طرح عام شروح بلکہ متون میں مذکور ہے۔ نیز شریعت مطہرہ میں ایسا کوئی عقد نہیں کہ جس میں تملیک عین بلا عوض فی الحال ہو اور وہ ہبہ بھی نہ ہو، اگر کوئی ایسا عقد ہوتا تو اس کیلئے کتب فقہ میں کوئی کتاب، باب، فصل یا کچھ عنوان مختص ہوتا جیسے کتب میں بیع، ہبہ، عاریہ اور اجارہ وغیرہ کیلئے باب با دھے گئے ہیں لیکن عام کتب مذہب اس بات کی طرف ادنیٰ اشارے سے بھی خالی ہیں لہذا یہ عقد شریعت میں غیر معروف ہے بلکہ لوگوں کے درمیان یقینی طور پر یہ بات مشہور ہے کہ اگر کہا جائے کہ زید نے عمرو کو اپنے مکان کا بلا عوض مالک بنایا

تو اس سے کوئی شخص بھی ہبہ سے سوا کوئی دوسرا مفہوم نہیں سمجھے گا اور کسی عقلمند بچے اور نہ ہی کسی فاضل عالم کے دل میں اس کے سوا (ہبہ کے سوا) کوئی دوسری بات کھٹکے گی۔

ہدایہ اور دیگر متعلقہ کتب میں ہبہ کے قبضہ کے ساتھ مشروط ہونے کی تعلیل یہ بیان کی گئی ہے کہ ہبہ عطیہ پر مبنی عقد ہے اور قبضہ سے پہلے ملک ثابت کرنے میں معطی پر ایسی چیز لازم کی جارہی ہے جو عطیہ کے خلاف ہے اور وہ مالی موہوب کا سپرد کرنا ہے اور یہ بات صحیح نہیں ہے۔

(صاحب مفتاح کا) مسئلہ اقرار سے استدلال اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ کلام بغیر سمجھ کے واقع ہوئی کیونکہ یہاں (صورت اقرار میں) مطالبہ اقرار کی وجہ سے ہے تو کیا اس سے یہ استدلال کیا جائے گا کہ مملک کے قبول کئے بغیر تملیک صحیح ہو جائے، پھر اس بات میں ذرہ برابر شک نہیں کہ بیع کا اقرار جائز ہے تو کیا اس سے یہ استدلال کیا جائے کہ بیع صرف بائع سے پوری ہو جاتی ہے کیونکہ یہاں مشتری کی جانب سے تو کوئی بات بھی نہیں بلکہ وہ بات جس سے استدلال مذکور میں غفلت برتی گئی ہے، یہ ہے کہ اقرار کی دو صورتیں ہیں: ایک لحاظ سے خبر ہے اور ایک لحاظ سے انشاء۔ پس خبر سے مشابہت کی وجہ سے اقرار کی صورت میں مطالبہ ہوتا ہے، اس لئے مطالبہ نہیں ہوتا کہ یہ کوئی نیا عقد ہے جو قبضہ کا محتاج نہیں ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے غیر منقسم گھر کے نصف حصے کا غیر کیلئے اقرار کرے تو صحیح ہے جس طرح درود وغیرہ میں ہے تو یہ صحت محض اقرار کے خبر سے مشابہ ہونے کی وجہ سے ہے، اگر یہ انشاء ہوتی تو یہ قول صحیح نہ ہوتا جیسے کہ اس پر فقہاء کی نص وارد ہے۔

اگر اس واہم (صاحب مفتاح) کے واہم کو صحیح تسلیم بھی کیا جائے تو بھی اقرار کے باب میں اس سے قبل یہ بات متن اور شرح میں گزر چکی ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے:

جميع مالي او ما املكه له هبة لا اقرار فلا بد من التسليم بخلاف  
الاقرار۔

”میرا تمام مال یا جس مال کا۔ میں مالک ہوں، فلاں کیلئے ہبہ ہے تو یہ اقرار نہیں ہوگا۔ پس تسلیم ضروری ہوگی بخلاف اقرار کے“۔

لام تملیک سے معلوم ہوا کہ یہ بہہ ہے اور تسلیم شرط ہے اور اقرار میں تسلیم کی شرط کا نہ ہونا اس لئے ہے کہ وہ ایک لحاظ سے خبر ہے، اس واسطے نہیں کہ وہ ایک ایسا عقد ہے جو تسلیم کا محتاج نہیں، اس میں نکتہ یہ ہے کہ تملیک بیع اور بہہ دونوں کو شامل ہے۔ پس جب کسی نے کسی دوسرے کیلئے تملیک کا اقرار کیا تو (دیکھا جائے) اگر درختوں پر موجود پھلوں کی تملیک کا اقرار کیا ہے تو اس سے مراد بیع ہوگی اور اقرار کی وجہ سے اس سے مطالبہ کیا جائے گا تاکہ اس کی کلام ممکن حد تک صحیح قرار پائے لیکن بہہ کے اقرار کی صورت میں اس نے اس چیز کی تصریح کی ہے جو بوجہ مشغولیت (پھل کا درخت پر ہونا) پوری نہیں کی جاسکتی اور یونہی ہر بات میں ہوگا کہ جب کوئی اقرار کرے کہ میں نے اس سے قبل فلاں کو مالک بنایا اور اس نے مشغولیت یا اجزاء یا ان کے علاوہ کسی قسم کی تفصیل بیان نہیں کی کیونکہ تملیک کے اقرار سے اس کی ملکیت ختم ہوگئی اور جس کیلئے اقرار کیا، اس کی ملکیت ثابت ہوگئی اور عطیات میں یہ بات بلا قبضہ صحیح نہیں لہذا ایسا اقرار بہہ کا اور اسی وقت قبضہ دینے کا اقرار ہوگا لیکن اگر وہ یہ اقرار کرے کہ میں نے فلاں کو بہہ کیا تو وہ بہہ سے بہہ کا صدور قبضہ دینے کو مستلزم نہیں پس وہ مہو بہہ کیلئے حصول ملک کا اقرار نہیں ہوگا اور دونوں اقراروں میں یہی فرق ہے۔

یہ مطلب جو صاحب مفتاح نے سمجھا کہ تملیک میں قبضہ ضروری نہیں، اگر موصوف یہ دلیل ذکر کرتے تو ہم تعین کرتے کہ یہ نقل اور فتویٰ مشائخ پر افتراء ہے لیکن استدلال سے ظاہر ہوا کہ مسئلہ کے سمجھنے میں خطا واقع ہوئی۔

اس سے قبل ہم نصوص قاطبہ سے یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ یہاں تملیک سے مراد بہہ ہے اور اس بات کا اس فاضل (علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی کلام کے شروع میں اعتراف کیا کہ تملیک بہہ کے معنی میں ہے اور قبضہ سے تام ہوتی ہے۔

لہذا جب قبضہ کے بغیر یہ تام نہیں ہوتی تو بلا تسلیم کیسے مکمل ہوگی پھر نہایت تعجب کی بات تو یہ ہے کہ اختلاف تو اس بات میں ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ میں نے تجھے اس چیز کا مالک بنایا، آیا یہ بہہ ہوگا یا یہ کلام بالکل صحیح نہیں ہوگی کیونکہ تملیک عام ہے جیسے ہم رد المحتار سے پہلے نقل کر چکے ہیں اور تملیک بلا قبضہ کو بالکل صحیح قرار دینا اور مفتی بہ قول بتانا تو نہایت

تعب خیز ہے۔

تتمہ:

جامع الفصولین، خیر ملی اور عقود الدریہ میں یہ نص موجود ہے کہ کسی دستاویز میں یہ تحریر ہو کہ فلاں نے فلاں کو تملیک صحیح کے ساتھ مالک بنایا تو یہ تملیک فاسد غیر مقبول ہے کیونکہ جہت تملیک مجہول ہے اور یہ عقد جدید من گھڑت ہے جس کا شریعت اور عرف میں کوئی وجود نہیں البتہ جو شخص اس قول کو بہہ پر محمول کرتے ہوئے قبول کرے تو مقبول ہو جائے گا اور یہ بات کہ اقرار کرنے والے کی موت بالاتفاق تسلیم کے قائم مقام ہے، اس اجماع کے خلاف ہے کہ تسلیم سے پہلے عاقدین میں سے کسی ایک کی موت عقد کو باطل کر دیتی ہے، پس حق بات یہ ہے کہ یہ نقل مجہول لامعقول ہے جس پر نہ صرف یہ کہ اعتماد جائز نہیں بلکہ یہ لائق توجہ ہی نہیں، عصمت و توفیق صرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔

### 210- طحاوی رحمہ اللہ

مفتاح کی گذشتہ عبارت کے ذکر کے بعد علامہ طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تملیک کو بہہ کے مقابلہ میں لانے کی صورت میں مناسب یہ تھا کہ کہا جاتا تو لو ملکہ کیونکہ اقرار بالملک کی صورت یہ ہے کہ کہے: یہ چیز فلاں کیلئے ہے، تو یہ خبر ہے، تملیک نہیں ہے۔<sup>۱</sup>

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

قرۃ العیون میں بھی امام طحاوی رحمہ اللہ کے حاشیہ سے اسی طرح نقل کیا گیا ہے اور یہی بہتر ہے۔

### 211- طحاوی رحمہ اللہ

اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو خط لکھے اور اس میں لکھے کہ جواب اس کی دوسری طرف

۱- فتاویٰ حاشیہ بر حاشیہ فتاویٰ ہندیہ ۳/۲۶۱ پر ہے: تو تملیک المجهول باطل۔ ۱۲ ہزار دی

۲- مخطوطہ میں یہاں علامہ طحاوی رحمہ اللہ کی عبارت موجود نہیں، نتیج کے بعد اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی طرف سے اسی قول کو حاشیہ کے طور پر درج کرنا مناسب سمجھا گیا۔ واللہ اعلم۔ ۱۲ ہزار دی



لکھ دو تو مکتوب الیہ کیلئے وہ کاغذ لوٹانا ضروری ہے اور اسے اس میں تصرف کا کوئی حق نہیں۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اسی طرح اگر اس مکتوب میں لکھے کہ اسے پڑھ کر فلاں کو پہنچا دو تو مکتوب الیہ کیلئے اس میں تصرف جائز نہیں۔ اب یا تو وہ کاتب کی طرف لوٹا دے یا اس (جس کے بارے میں کہا گیا ہے) کی طرف پہنچا دے۔

### 212- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تویر الابصار مع در مختار میں ہے کہ اجارہ فاسدہ میں اجرِ مثل واجب ہوگا اگر مقررہ اجر معلوم ہو۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (در مختار کے قول) کو المسمی معلوما سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اجر مقرر کی صورت میں اجرِ مثل واجب ہوگا چاہے وہ کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو حالانکہ یہ مطلب نہیں بلکہ مفہوم یہ ہے کہ جب مقررہ اجرت معلوم نہ ہو تو اجرِ مثل واجب نہیں ہوگا حالانکہ عدم علم کی صورت میں اجرِ مثل ہی واجب ہوگا چاہے وہ کتنا ہی کیوں نہ ہو۔ یہاں امام طحطاوی کے الفاظ یہ ہیں:

مع انه يجب بالغا ما بلغ۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

يجب بالغا ما بلغ کا مطلب یہ ہے کہ چاہے وہ مقررہ اجرت سے زائد ہی کیوں نہ ہو۔

### 213- طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ بزاز اور طیالسی نے بھی اسے روایت کیا اور طبرانی نے بھی حلیۃ الاولیاء میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ذکر میں اسے بیان کیا۔ یہ بات المقاصد الحسنہ میں ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی (رد المحتار میں) اسی طرح المقاصد الحسنہ کے حوالے سے بلا تبصرہ نقل فرمایا حالانکہ ”حلیۃ الاولیاء“ حافظ ابو نعیم (احمد بن عبد اللہ اصہبانی متوفی ۴۰۳ھ) کے تصنیف ہے، حافظ ابوقاسم سلیمان طبرانی اس کے مؤلف نہیں ہیں۔

### 214- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار مع در مختار میں ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کے ہاتھ پر مسلمان ہوا اور اس نے اسی شخص یا کسی دوسرے سے یہ عقد باندھا کہ وہ اس کا وارث ہوگا اور اس کی طرف سے جنایت کی دیت دے گا، تو یہ عقد عقد موالات کہلاتا ہے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا کہ جب کوئی شخص کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہوا اور اس سے عقد موالات باندھا تو وہ اس کا وارث ہوگا اور اس کی طرف سے دیت ادا کرے گا۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ امام نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صحت موالاة، وراثت اور دیت کی شرط پر موقوف نہیں بلکہ صرف عقد ہی کافی ہے کیونکہ حاکم نے وراثت اور دیت کو بطور شرط ذکر نہیں کیا بلکہ صحت عقد کے بعد ان دونوں کو حکم قرار دیا ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

کسی بات کا حکم ہونا اس کے شرط ہونے کے منافی نہیں کیونکہ جب کسی چیز میں تمام شروط پائی جاتی ہیں، اس وقت اس پر حکم نافذ ہوتا ہے۔ جب کہا جاتا ہے: عقد کذا تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ اس نے تمام شرائط کو پورا کیا لہذا اگر وراثت اور دیت کو شرط قرار دیا جائے تو ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول والادہ کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے کہا: ”میں نے تجھ سے عقد باندھا کہ تو میرا وارث ہوگا اور میری طرف سے دیت ادا کرے گا“۔ جیسے کوئی کہے: ”الرجل الرجل الرجل النہ“ تو اس سے مراد وہ شخص ہوگا جو مجہول النسب غیر عربی ہوگا

جس کیلئے نہ تو ولایتِ عتاقہ ہو اور نہ ہی کسی کے ساتھ عقدِ موالات ہو جو اس کی طرف سے دیت ادا کرے۔

### 215- طحاوی رحمہ اللہ

اگر کوئی شخص والہتک کہے یعنی میں نے تجھ سے عقد باندھا اور دوسرا کہے: قبلت ”میں نے قبول کیا“ تو اس صورت میں عقدِ موالات منعقد ہو جائے گا۔ (تحفہ بحوالہ شریانی)

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

تحفہ کی یہ عبارت دو باتوں کا احتمال رکھتی ہے: یا تو اس مجموعہ عبارت کا عوض ہے جو اذلا ذکر کی گئی یا صرف انت مولای کا بدل ہے۔ اس دوسری صورت میں بقیہ عبارت ضروری ہے کیونکہ ملک العلماء جو صاحب تحفہ کے تلمیذ ہیں، انہوں نے اپنی شرح البدائع جسے انہوں نے اپنے استاذ کے سامنے پیش کیا تو استاذ نے ان سے اپنی بیٹی کا رشتہ کر دیا، میں لکھا ہے کہ یا کوئی کہے والہتک اور جواباً دوسرا شخص عقد میں وراثت اور دیت کے تذکرہ کے بعد کہے: قبلت ”میں نے قبول کیا“۔

### 216- طحاوی رحمہ اللہ

علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کی عبارت سے ارث اور دیت کی شرط کے بغیر عقد کو ثابت کرتے ہوئے صاحب تحفہ کی تفسیر کو بطور تائید پیش کیا (جس کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے)، اسے قاضی زادہ نے رد کرتے ہوئے کہا کہ اس عبارت میں ایسی کوئی بات نہیں جو ارث اور دیت کے عدم شرط ہونے پر دلالت کرے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

یعنی عبارت میں صراحت ایسی بات نہیں۔

### 217- طحاوی رحمہ اللہ

امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قاضی زادہ کا ردِ محقق بالذلل نہیں بلکہ محض جواز اور

امکان پڑتی ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اس کا جواب ہم نے رد المحتار کے حاشیے پر دیا ہے۔

218- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

عقد مولاۃ کی شرائط کے بیان میں صاحب در مختار نے فرمایا:  
والخامس ان يشترط العقل والادب۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس شرط کے بارے میں بحث گزر چکی ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

قد سبق کی بجائے قد سلف فیہ کے الفاظ مناسب ہیں۔<sup>۱</sup>

219- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

صاحب در مختار نے مجمع الفتاویٰ سے ایک مسئلہ نقل فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیمار بیوی کو اپنے ماں باپ کے پاس جانے سے روکے اور اجازت کیلئے مہر کے ہبہ کا مطالبہ کرے، اس صورت میں اگر عورت بعض مہر ہبہ کر دے تو ہبہ باطل ہوگا کیونکہ وہ عورت بمنزلہ مجبور ہے۔ صاحب در مختار فرماتے ہیں کہ اس جزیہ سے اس نوپید فتویٰ کا جواب بھی حاصل ہو گیا کہ اگر کوئی شخص اپنی باکرہ لڑکی کا نکاح کرے اور زفاف سے منع کرتے ہوئے اس سے گواہی حاصل کرے کہ اس (لڑکی) نے اپنے باپ سے ماں کی وراثت حاصل کر لی ہے، پھر جب لڑکی اقرار کر لے تو وہ اسے شب باشی کی اجازت دے تو اس صورت میں اقرار صحیح نہیں کیونکہ وہ مجبور کے حکم میں ہے۔

علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ علت اس وقت ظاہر ہوگی جب خاوند اس عورت پر دوسری شادی کرنا چاہے یا لونڈی سے شب باشی کا ارادہ کرے کیونکہ اس سے اس میں صبر کی طاقت باقی نہیں رہتی۔

۱- کیونکہ سبقت کے معنی کسی سے آگے بڑھنا اور سلف کے معنی محض گزشتہ ذکر کے ہیں۔ ۱۲ ہزار دی

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

ہم نے اس کا جواب رد الحار کے حاشیے پر دیا ہے چنانچہ وہاں ملاحظہ کیا جائے۔

### 220- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

جو بات محض نفع بخش ہو، اس میں بچہ بالغ کی طرح ہے لہذا اس کا (کسی کی طرف سے) بہہ قبول کرنا اور اسلام لانا صحیح ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

بچے کا اسلام اسی وقت صحیح ہے جب کہ وہ سمجھ دار ہو ورنہ نہیں جس طرح مجنون کا اسلام صحیح نہیں کیونکہ اسلام اقرار اور اعتقاد کا نام ہے اور ان دونوں کیلئے اذعان ثابت نہیں۔

### 221- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

نا سمجھ اگر اپنا مال غلط کاموں میں ضائع کرتا ہے تو وہ فاسق ہے۔ اس کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

جو شخص اپنا مال ناجائز کاموں میں ضائع کرے، وہ فاسق ہے۔ اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ اس سے ان لوگوں کا حکم بھی معلوم ہوا جو شب براءت وغیرہ میں آتش بازی یا پتنگ بازی کرتے ہیں اور یہ دونوں کام ہندوستان بلکہ دوسرے مقامات پر بھی عام ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے۔

### 222- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

صاحب در مختار نے نقل فرمایا کہ بزاز یہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کی جیب سے درہم غصب کرے، پھر اسے بتائے بغیر واپس کر دے تو بری الذمہ ہو جائے گا۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی بچے سے کچھ درہم لے اور اپنی ضرورت میں خرچ کرے، پھر ان کی مثل درہم واپس لوٹائے تو عہدہ برآ نہیں ہوگا جب تک بچہ بالغ ہو کر اسے بری الذمہ قرار نہ دے۔

### 223- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر کوئی شخص مال مغضوب یا مال وودیعت میں تصرف کر کے نفع حاصل کرے تو اسے صدقہ کر دے جبکہ وہ درہم اشارہ کے ساتھ یا وودیت و غصب کے درہم کے ساتھ خریدنے اور نقد قیمت ادا کرنے کی وجہ سے متعین ہو جائیں اور اگر اس کی طرف اشارہ کیا اور نقد سودا کیا، پھر بھی صدقہ کرے کیونکہ نقدیت کی وجہ سے خبث پیدا ہو گیا اگرچہ وہ اشارہ کے ساتھ متعین نہیں ہوا۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

مجھے اس بات سے اختلاف ہے جس کا ذکر میں نے رد المحتار کے حاشیے پر کیا ہے۔

### 224- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

درہم مغضوب و وودیت کے غیر متعین ہونے کی صورت میں چار صورتیں بیان کی گئی ہیں اور کہا گیا ہے کہ امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تین صورتوں میں نفع صدقہ کیا جائے اور اسی پر فتویٰ کا قول کیا گیا ہے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب نفع میں چار صورتیں جاری ہوتی ہیں تو اس چیز کے حصول میں بھی یہی چار صورتیں پیدا ہوں گی جو خریدی گئی ہے کیونکہ نفع اپنے اصل کے تابع ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

رد المحتار میں تبیین کے حوالے سے ہے کہ ادائیگی ضمانت سے پہلے حلال نہیں، بعد میں جائز ہے مگر جو کچھ قیمت سے زائد ہے اور وہ نفع ہے، وہ (کسی صورت میں) جائز نہیں،

اسے صدقہ کر دے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بعض صورتوں میں حکمِ نفع حکمِ اصل کے خلاف ہے۔<sup>۱</sup>  
میں کہتا ہوں ممکن ہے کہ علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام اس صورت کے بارے میں ہو کہ  
جب ضمانت ادا نہ کی جائے کیونکہ اس صورت میں اصل اور نفع دونوں ناپاک ہیں۔ اسی لئے  
اس پر خبث کا حکم لگایا گیا ہے۔<sup>۲</sup>

### 225- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

حموی میں صدر الاسلام سے ہے کہ اگر غصب شدہ ہزار روپے سے کھانے کا سامان  
خرید اتو کھانا جائز ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یعنی ضمانت ادا کرنے سے پہلے (جائز ہے)۔

### 226- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

صدر الاسلام کا قول نقل کرنے کے بعد علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ  
ایسا کھانا حلال نہیں کیونکہ سبب میں ایک قسم کی خبث پایا جاتا ہے، پھر اس پر تفریع کے طور پر  
فرماتے ہیں کہ بعض ظالم غیر عابد چیزیں خریدتے ہیں، پھر اپنی حاجات پوری کرنے کے  
بعد قیمت ادا کرتے ہیں۔

۱- پھر فتاویٰ ہند یہ میں تبیین کے حوالے سے دیکھا وہاں صراحت ہے کہ ضمانت کی ادائیگی کے بعد اصل کا  
حاصل کرنا جائز ہے لیکن صورتِ نقد میں نفع کا استعمال جائز نہیں۔ امام کرنی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ذکر کرنے کے بعد کہا  
کہ ہمارے مشائخ نے اسے ہر حال میں غیر طیب قرار دیا ہے، چاہے ضمانت سے قبل ہو یا بعد، ہر حال میں نفع کا  
استعمال اچھا نہیں اور یہی مختار ہے۔ ۱۲ منہ

۲- یعنی امام کرنی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس وقت جب اشارہ کیا جائے اور نقد ادائیگی ہو اور مختار قول کے مطابق  
مطلقاً ناجائز ہے۔ ۱۲ منہ

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

عدمِ ملک کی وجہ سے خبث پایا گیا۔ پس یہی خبث نقد میں بھی مستعمل ہوگا البتہ ضمانت کی ادائیگی کے بعد چونکہ یہ خبث زائل ہو جاتا ہے لہذا یہ کھانا بھی حلال ہے اور مغضوب مال سے خرید کردہ لونڈی سے وطی بھی صحیح جیسا کہ ہم نے ردالمحتار کے حاشیے پر تحقیق کی ہے۔

### 227- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر کسی شخص نے کپڑا وغیرہ غضب کیا اور اس سے لونڈی خریدی تو اس کے ساتھ وطی حلال نہیں اور اگر اس مغضوبہ کپڑے کے ذریعے شادی کی تو جائز ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہ خلافِ صحیح ہے یعنی امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول کہ لونڈی سے وطی جائز نہیں، یہ ضمانت کی عدم ادائیگی تک ہے، بعد اداۓ ضمانت صحیح ہے۔

### 228- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر ان دونوں میں سے ایک کے ذریعے عورت سے نکاح کیا یا کپڑا وغیرہ خرید اور ضمانت ادا کر چکا ہے تو نفع حلال ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

ہما کا مرجع درہم غضب و ودیعت ہیں یعنی ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ خریدا۔

### 229- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

مختصر کے حوالے سے علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عبارت نقل فرمائی جس کا کچھ ذکر پیچھے ہو چکا ہے کہ اگر مغضوبہ کپڑے سے لونڈی خریدے تو وطی حلال نہیں البتہ اس مغضوبہ کپڑے کے ذریعے کسی عورت سے شادی کی تو وطی جائز ہے۔



اسی کے تحت علامہ طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب دراہم غصب جو معین بھی ہوں اور نقد بھی، کے ساتھ کچھ خریدے تو اس کا استعمال حرام نہیں کیونکہ عین کے ساتھ عقد کا تعلق نہیں۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

یہ بات جو علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے بیان فرمائی، اس ضابطہ کے موافق ہے جو بیع فاسد میں ذکر کیا گیا کہ اگر کلام اس میں ہو جس میں ضمانت ادا کی گئی تو اس وقت وہ ملک ہوگی اگرچہ ملک خبث ہی سہی اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ اگر خبث فساد ملک کے سبب سے ہو تو غیر معین میں حلال نہیں۔ پس نفع بغیر عقد و نقد کی تفصیل کے حلال ہوگا اور مطلقاً جواز کے قول سے بظاہر جو فائدہ نظر آتا ہے کہ چاہے ضمانت ادا کی جائے یا نہ، وہ ضابطہ کے خلاف ہے۔ ضابطہ میں کہا گیا ہے کہ جب خبث عدم ملک کے سبب سے ہو تو متعین و غیر متعین دونوں میں عمل ہوگا۔ پس اس بات کو سمجھنا ضروری ہے کیونکہ یہ مقام لغزش ہے اور ہم نے رد المحتار کے حاشیہ پر کتاب الغصب اور بیع فاسد کے بیان میں اس بات کی تحقیق کی ہے۔

### 230- طحاوی رحمہ اللہ

کسی شخص نے ورق غصب کیا اور اس پر کچھ لکھا، آیا مالک کی ملک منقطع ہو جائے گی؟ اس میں اختلاف ہے۔ سعدی نے کہا صحیح یہ ہے کہ ملک منقطع نہیں ہوگی۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

خلاصہ میں ہے کہ منقطع ہو جائے گی۔

### 231- طحاوی رحمہ اللہ

کتاب بحرِ ذخیر میں ہے کہ مغصوبہ بکری کو پکایا یا بھونا تو قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر مالک غائب ہو یا حاضر ہو لیکن ضمانت پر راضی نہ ہو تو غاصب کیلئے قیمت کی ضمانت ادا کرنے یا اس کے ذمہ قرض ہو جانے سے قبل نہ تو کھانا جائز ہے اور نہ ہی کسی دوسرے کو کھانا۔ یونہی کسی دوسرے کو کھانا جائز نہیں۔ (مکی)

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

السراج الوہاج کے صفحہ ۵۵ پر ”غصب الشاة“ کے ذکر میں یہ مسئلہ زیادہ بین اور واضح ہے۔

### 232- طحاوی رحمہ اللہ

تنویر الابصار مع در مختار میں ہے کہ کسی شخص نے کوئی چیز غصب کی اور اسے تبدیل کر دیا یہاں تک کہ اس کا نام بدل گیا اور وہ زیادہ نفع بخش ہو گئی یا وہ مغصوبہ چیز غاصب کی ملک سے مخلوط ہو گئی اور امتیاز ناممکن ہو گیا تو اس صورت میں غاصب کو ضمانت دینی پڑے گی اور وہ چیز کا مالک ہو جائے گا لیکن ادائیگی ضمانت سے قبل نفع حاصل کرنا جائز نہیں۔ صاحب در مختار فرماتے ہیں: قیاس یہ ہے کہ ضمانت کی ادائیگی سے قبل بھی انتفاع حلال ہے۔

علامہ طحاوی رحمہ اللہ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: زیلعی نے کہا: قیاس یہ ہے کہ اس سے انتفاع جائز ہے اور یہ قول امام زفر رحمہ اللہ و امام حسن رحمہ اللہ کا ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے بھی ایک روایت یونہی ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

یہ بات واضح طور پر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ظاہر روایت کے خلاف ہے لیکن خلاصہ، ہندیہ اور دیگر کتب میں اسے امام اعظم رحمہ اللہ ہی کا قول قرار دیا گیا ہے۔ صاحبین کا قول استحسان ہے اور اسی پر فتویٰ ہے لیکن فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ امام نجم الدین نسفی رحمہ اللہ اس قول کی امام اعظم رحمہ اللہ کی طرف نسبت سے انکار کرتے تھے۔ اگر اسے امام اعظم رحمہ اللہ ہی کا قول قرار دیا جائے اور یہ سوال کیا جائے کہ اس صورت میں اور بیع فاسد کے ساتھ بیع میں کیا فرق ہوگا کیونکہ اس سے انتفاع امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک حلال نہیں حالانکہ اس میں ملک ثابت ہے اگرچہ ملک غبیث ہی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں میں اس طرح فرق کیا جائے گا کہ مغصوب میں تبدیلی ہو جائے تو رد نہیں کی جاسکتی جبکہ بیع فاسد کے بیع کا رد کا حقیقی شریعت کے تحت واجب ہے کیونکہ یہ بیع فسخ ہے۔ پس غیر کا حق اس چیز کی

ذات سے ہے جبکہ بدلے ہوئے مغصوب میں یہ بات نہیں۔

### 233- طحاوی رحمہ اللہ

مغصوبہ زمین کے مسائل کو صاحب درمختار نے تفصیل سے بیان فرمایا۔  
علامہ طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ تفصیل علامہ کرنی رحمہ اللہ نے اپنی بعض کتب میں  
ذکر فرمائی اور فرمایا کہ کتاب میں جو کچھ ہے، اس سے یہی مراد ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

کتاب کے مطلقاً ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ الہدایہ مراد ہے اور ہو سکتا ہے کہ مبسوط  
مراد ہو لیکن مختصر القدوری مراد لینا ممکن نہیں جیسے عام طور پر فقہاء مطلقاً ذکر کتاب کے وقت  
مختصر القدوری مراد لیتے ہیں کیونکہ امام قدوری رحمہ اللہ کو امام کرنی رحمہ اللہ سے تین واسطوں  
سے شرف تلمذ حاصل ہے۔

### 234- طحاوی رحمہ اللہ

ضمانت غصب کے ضمن میں صاحب درمختار نے چند مثالیں بیان فرمائی مثلاً زمین  
غصب کی اور اس پر مکان تعمیر کیا یا درخت لگائے یا مرغی نے کسی کا موتی نکل لیا وغیرہ وغیرہ  
تو ان صورتوں میں زیادہ قیمت والے کو اختیار ہے، چاہے تو کم قیمت والی چیز لے کر مالک کو  
قیمت دے دے یا وہ چیز چھوڑ دے اور کم قیمت والے سے اپنی چیز کی قیمت وصول کرے  
مثلاً زمین غصب کی، اس پر مکان بنایا، اب قیمت زیادہ ہو گئی اب یا تو زمین کی قیمت دے یا  
مکان بھی چھوڑ دے اور اس کی لاگت وصول کر لے، امام محمد رحمہ اللہ کا یہی قول ہے اور مصنف  
نے بھی اپنی شرح میں یونہی ذکر کیا ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

فتاویٰ خانہ میں جو کچھ اس بارے میں مذکور ہے، وہ بھی اس قول کو رد کرتا ہے کہ  
رہاب اکثر صاحب اقل کو قیمت کا مالک بنائے۔<sup>۱</sup>

### 235- طحاوی رحمہ اللہ

کسی غیر کی زمین میں عمارت تعمیر کی یا درخت لگائے تو درخت کاٹنے اور زمین واپس کرنے کا حکم دیا جائے گا۔

امام کرخی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم نہیں دیا جائے گا اور وہ غاصب قیمت کی ضمانت دے گا۔ اسی پر بعض متاخرین مثلاً صدر الاسلام وغیرہ کا فتویٰ ہے اور یہ احسن ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

قہستانی اور عقود میں ان سے اسم تفضیل کے ہمزہ کے بغیر (صرف) ”حسن“ مروی ہے۔

### 236- طحاوی رحمہ اللہ

در مختار میں ہے کہ کسی انسان کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر داخل ہونا جائز نہیں لیکن جہاد میں (جائز ہے)۔

علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے الافی الغزو کے دو احتمال بیان کر کے فرمایا کہ تفکرات اور پریشانیوں کی کثرت کی وجہ سے میری سوچ میں ضعف ہے لہذا کسی دوسری جانب رجوع کیا جائے۔

علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے پہلا احتمال یہ ذکر فرمایا کہ غازی اہل حرب کے گھروں میں بلا اجازت داخل ہو سکتا ہے اور دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ جب جہاد فرض ہو جائے اور بعض لوگ پہلو تہی کریں تو سربراہ کو اختیار ہے کہ وہ کسی کو بھیجے جو لوگوں کے گھروں میں داخل ہو کر انہیں نکال لائے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

علامہ شامی رحمہ اللہ نے تیسری وجہ یہ بیان فرمائی کہ جب کسی شخص کا گھر دشمنوں سے بلندی پر واقع ہو تو مجاہدین کیلئے وہاں داخل ہونا جائز ہے تاکہ وہ وہاں سے دشمن کے ساتھ جنگ کریں۔

میں کہتا ہوں کہ ایک چوتھی توجیہ میرے لئے ظاہر ہوئی اور وہ یہ کہ بعض کفار کسی ذمی یا مسلمان کے گھر میں پناہ لیں اور مجاہدین اسلام اسے قتل کرنا چاہتے ہوں تو جبکہ صاحب خانہ اُن کو اندر آنے کی اجازت نہ دیتا ہو تو مسلمانوں کیلئے اندر داخل ہونا جائز ہے اگرچہ گھر میں مستورات ہوں کیونکہ خود گھر والا مسلمانوں کو روک کر مستورات کے بے پردہ کرنے کا باعث بنا۔

پانچویں توجیہ یہ ہے کہ مجاہدین کسی حاجت یا مصلحت کے تحت اندر جانا چاہتے ہوں۔ یہ تمام توجیہات ممکن ہیں کیونکہ ضابطہ یہ ہے کہ ضرورت کے مقامات مستثنیٰ ہیں جیسے تجنیس کے حوالے سے غمز میں ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

### 237- طحاوی رحمہ اللہ

در مختار میں ہے کہ اگر غاصب مغبوبہ مال کو اجرت پردے اور اجرت مالک کی طرف لوٹا دے تو یہ مالک کیلئے پاکیزہ ہے کیونکہ اجرت کا لینا جائز ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

یہ عجیب بات ہے کیونکہ اجازت کا تعلق معدوم چیز کے ساتھ نہیں ہو سکتا اور اجازت کی صحت کیلئے معقود علیہ کا قائم ہونا شرط ہے اور وہ اس صورت میں نفع ہے جو معدوم ہے البتہ یہ تعلیل اس صورت میں جاری ہو سکتی ہے جب متاجر کے مال اجرت سے نفع حاصل کرنے سے پہلے اجرت حاصل کر لی جائے اور مالک کی طرف لوٹا دی جائے۔

### 238- طحاوی رحمہ اللہ

صاحب در مختار نے فروع کے عنوان سے چند مسائل بیان فرمائے جن میں سے ایک مسئلہ یہ ہے کہ سوائے جہاد کے (جس کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے) کسی انسان کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونا ناجائز ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

یہ مسائل الاشباہ سے منقول ہیں اور حموی (شارح اشباہ) نے الا فی الغزو پر کوئی

بحث نہیں کی۔

239- طحطاوی رحمہ اللہ

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے بارے میں علامہ طحطاوی رحمہ اللہ نے شرح القایہ اور تشبیح المصنف کے حوالے سے ایک عبارت نقل فرمائی جو یہ ہے:

و قد ایدہ ما صح عندنا انه افضل العلماء فی زمانہ و اکمل العرفاء  
فی ادانہ زین الملة و الدين و قد رای بعضهم فی المنام انه شافعی  
المذهب الخ۔

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

اصل عبارت جو صفحہ ۴۴۳ پر منقول ہے وہ یہ ہے۔<sup>۱</sup>

240- طحطاوی رحمہ اللہ

اہل ہوا اور بدعتی کی تکفیر میں اختلاف ہے۔ اگر بدعتی کا مذہب کفر کی طرف پہنچاتا ہو اور اس کی کوئی تاویل ممکن نہ ہو تو وہ بالاجماع کافر ہے البتہ جس کی بدعت اس طرح نہ ہو، اس کے بارے میں اختلاف ہے۔ ابن حمام رحمہ اللہ نے شرح ہدایہ میں فرمایا کہ اہل مذاہب کی کلام میں ایسے بہت سے لوگوں کی تکفیر ثابت ہے لیکن یہ ان فقہاء کی کلام نہیں جو منصب اجتہاد پر فائز ہیں اور غیر مجتہد کا اعتبار نہیں۔ فقہاء و مجتہدین سے عدم تکفیر منقول ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

غیر فقہاء کی کلام جب فقہاء کے اقوال کے خلاف ہو، اس وقت غیر معتبر ہوگی (مطلقاً نہیں)۔

۱- امام طحطاوی رحمہ اللہ کی منقولہ عبارت میں اللہ میں ضمیر کے اضافے ابو بکر البائری کے عدم ذکر اور قد راہی میں واؤ کے اضافے سے عبارت کا مفہوم بالکل بدل گیا اور امام ابو بکر رحمہ اللہ کی بجائے امام ابو یوسف رحمہ اللہ مراد لئے گئے اور خواب دیکھنے والے خود ابو بکر ہیں جبکہ امام طحطاوی رحمہ اللہ کی عبارت سے خواب کسی دوسرے کی طرف منسوب ہو جاتا ہے۔  
نوٹ: آگے خواب کا ذکر ہے جو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی عظمت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ۱۲ ہزاروی

### 241- طحاوی رحمہ اللہ

مذبوہ جانور کے پیٹ سے بچہ نکلا تو صاحبین کے نزدیک اگر اس کے اعضاء مکمل ہو گئے ہوں تو کھایا جائے گا۔ ان تمہ خلعہ کی قید سے یہ پتہ چلا کہ تا تمام کو نہیں کھایا جائے گا اور یہ بھی احتمال ہے وہ بمنزلہ جزو جانور کے ہے لہذا احلال ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

یہ احتمال صحیح نہیں کیونکہ نص سے ثابت ہے کہ مضغہ ناپاک ہے اسی طرح وہ بچہ بھی جس نے پیدا ہونے کے بعد کوئی آواز نہیں نکالی اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ ہر نجس حرام ہے۔

### 242- طحاوی رحمہ اللہ

شرمگاہ، کپورے اور مثانہ مکروہ ہیں اور یہ کرہستِ تحریمی ہے یا تنزیہی، اس کے بارے میں دو قول ہیں۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

مادہ جانور کی شرمگاہ اور پتہ (دونوں) بھی مکروہ ہیں جیسا کہ اسی کتاب کے آخر میں مختلف مسائل کے ذکر میں آئے گا۔

### 243- طحاوی رحمہ اللہ

اسی طرح وہ خون بھی مکروہ ہے جو گوشت سے نکلتا ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

رد المحتار میں و الدھر المسفوح کے الفاظ ہیں نیز وہ خون جو ذبح کے بعد رگوں میں رہ جاتا ہے، مکروہ نہیں اور اسے خود علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے مسائل شتے کے باب میں بیان کیا ہے۔

### 244- طحاوی رحمہ اللہ

کیا یہ کرہستِ تحریمی ہے؟ اس میں دو قول ہیں۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یعنی شرمگاہ اور اس کے بعد مذکورہ اشیاء کی کراہت کے بارے میں دو قول ملتے ہیں۔

### 245- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

مچھلی کی ایک قسم الجریث کا ذکر کرتے ہوئے علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالسعود کے حوالے سے بتایا کہ یعنی سے الجریث جیم کے کسرہ کے ساتھ مروی ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

صحیح لفظ الوانی ہے کیونکہ ابوالسعود کی عبارت میں یعنی سے جو منقول ہے وہ الجریث سمکتہ ہے اور الوانی سے الجریث بکسر الجیم منقول ہے۔

### 246- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر ماکول اللحم جانور نے شراب پی اور پھر اسی وقت اسے ذبح کر دیا گیا تو اس کا گوشت حلال ہے البتہ مکروہ ہے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ بات معلوم ہے کہ جب مطلقاً کراہت کا لفظ بولا جائے بالخصوص کتاب الحظر میں تو اس سے مراد مکروہ تحریمہ ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

حلت کے ساتھ مقید کراہت مطلقہ نہیں ہوتی اور اس کی تحقیق رد المحتار کے حاشیہ پر ہم نے کی ہے لہذا وہاں ملاحظہ کی جائے۔

### 247- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

عورت اپنے خاوند کی محبت کے حصول کیلئے تعویذ کرے اور اس سے قبل وہ اس سے بغض رکھتا ہے تو یہ عمل حرام ہے، حلال نہیں۔ جامع اصغر میں اسی طرح ہے۔



### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

جامع صغیر میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ ہیں: التولہ تاء کے کسرہ اور واؤ کے فتح کے ساتھ، ایک قسم کا جادو ہے جو محبت کے حصول کیلئے کیا جاتا ہے اور اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں لیکن وہ تعویذ جو اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ یا کسی قرآنی آیت سے کیا جائے، ظاہر ہو یا پوشیدہ، جیسا کہ عام طور پر لوگ کرتے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اسمائے باری تعالیٰ میں تاثیر پائی جاتی ہے، نیز محبت اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب چیز ہے، البتہ اگر عورت کا ارادہ یہ ہو کہ حاکمیت کیلئے خاوند کو مطیع بنایا جائے تو اس مقصد کیلئے یہ تعویذ یا دوسری کوئی بھی کوشش حرام ہے اور اس کی حرمت میں کوئی شک نہیں کیونکہ اس میں شرعی موضوع کو بدلنا ہے جو مرد کے حق میں ہے اور وہ قرآن پاک کا یہ ارشاد ہے:

الرجال قوامون على النساء بما فضل الله بعضهم على بعض - (نساء: ۳۴)  
 ”مرد عورتوں پر حاکم ہیں کیونکہ بعض کو بعض پر فضیلت دی گئی ہے۔“

اور اس صورت میں حرمت ایک دوسری وجہ سے ہے۔

### 248- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہر ملاقات کے وقت مصافحہ مستحب ہے اور صرف صبح اور عصر کو نماز کے بعد، کے ساتھ تخصیص کوئی شرعی مسئلہ نہیں۔  
 ابوالحسن البکری کہتے ہیں کہ شاید یہ اس زمانے میں لوگوں کی عادت ہو۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یعنی فجر اور عصر کے ساتھ تخصیص اس زمانے (امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے) میں لوگوں کی عادت ہو۔

### 249- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں لوگوں کی عادت تھی کہ وہ صبح اور عصر کے بعد مصافحہ

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امام ابو الحسن البکری کی کلام کا تہ یہ ہے کہ (یہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے کی عادت ہوگی) ورنہ تمام نمازیں اسی طرح ہیں یعنی ہر نماز کے بعد مصافحہ مستحب ہے۔

### 250- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

جو چیز بازار میں فروخت کی جا رہی ہے، اگر گمان غالب ہو کہ یہ ظلماً حاصل کی گئی ہے اور پھر بازار میں بیچی گئی ہے تو وہ چیز نہیں خریدنی چاہئے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں فتاویٰ ہندیہ کے الفاظ نقل کئے ہیں کہ ہر وہ چیز جو قائم ہے اور خریدنے والے کو ظن غالب ہے کہ یہ غیر سے ظلماً حاصل کی گئی ہے اور پھر بازار میں بیچی گئی ہے تو اس کا خریدنا مناسب نہیں اگرچہ بار بار فروخت ہوتی چلی آئی ہو۔ یہ بات مقصود کو نہایت واضح طور پر ظاہر کرتی ہے یعنی وہ مقصود بہ چیز خریدنی جائز نہیں جس کے بارے میں گمان غالب ہو کہ یہی مقصود بہ ہے۔

### 251- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

مقصود بہ چیز نہیں خریدنی چاہئے اگرچہ کئی ہاتھوں سے ہو کر آئے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

پھر مذہب مختار کے مطابق اس حکم میں سامان اور نقد برابر ہیں کیونکہ بحث عدم ملک کی وجہ سے ہے لہذا متعین اور غیر متعین دونوں میں عمل کرے گا لیکن امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق نقد مقصود بہ کا بدل خریدنا جائز ہے جبکہ ان نقد پر عقد نہ ہو لیکن بیعہ مال مقصوب کا خریدنا جائز نہیں اور قرض میں لینا، امانت رکھنا یا کسی بھی انداز میں لینا جائز نہیں جب تک غاصب عہدہ برآ نہ ہو جائے یا ضمانت نہ ادا کر دے۔ اس پر اجماع ہے کیونکہ نفس

مغضوب سے جہٹ کے ازالہ کی یہی صورت ہے۔

### 252- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر یہ معلوم ہو کہ مغضوب بہ چیز بعینہ قائم ہے لیکن دوسری چیز سے اس طرح مخلوط ہو چکی ہے کہ امتیاز ناممکن ہے تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگرچہ غاصب کی ملک ہو جائے گی لیکن جب تک مخالف عوض لے کر راضی نہ ہو جائے، یہ مغضوب بہ چیز خریدنی مناسب نہیں۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

میں کہتا ہوں: اگر غاصب نے مغضوب بہ چیز کو کسی دوسری شے سے بدل دیا تو اس کا بدل خریدنا بھی جائز نہیں جبکہ مغضوب متعین ہو کیونکہ وہ ملکِ خبیث کے ساتھ اس کا مالک ہو لہذا مفتی یہ مذہب کے مطابق براءت سے پہلے انتفاع جائز نہیں اور جب جہٹ فسادِ ملک کی وجہ سے ہو تو متعین میں عمل ہوگا البتہ ایک ضعیف روایت اس کے خلاف ہے اور وہ یہ کہ محض تغیر اور مخلوط ہو جانے سے انتفاع حلال ہو جاتا ہے۔ اگر غیر متعین ہو تو بدل کا خریدنا جائز ہے کیونکہ جہٹ فسادِ ملک کی وجہ سے ہے اور غیر متعین میں عمل صرف ان لوگوں کے قول پر ہوگا جو رد کرنے یا ضمانت دینے سے قبل غلط اور تغیر کو ملک کیلئے مفید نہیں سمجھتے۔

امام مفتی الثقلین نے فرمایا کہ ہمارے اصحاب میں سے محققین نے اس بات پر اجماع کیا ہے۔ پس اس وقت عدم تعین کی وجہ سے جہٹ ملک پایا گیا لہذا اس میں عمل ہوگا اور ابدال اسی وقت جائز ہوگا جب اس مغضوب سے عہدہ برآ ہو جائے یا ضمان دے دے۔

### 253- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

رسول اللہ ﷺ نے انکور نچوڑنے والے پر لعنت کی۔

صاحب در مختار نے فرمایا کہ شراب کیلئے انکور کا نچوڑنا جائز نہیں کیونکہ اصل کے ساتھ معصیت قائم ہے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے قبل صاحب در مختار نے فرمایا:

لان المعصية لا تقوم بعينہ۔

لہذا دونوں اقوال میں منافات ہے اور معصیت کی دلیل ”المنع“ میں رسول اللہ ﷺ کی اس حدیثِ پاک کو قرار دیا گیا ہے:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعن العاصر۔

### اعلیٰ حضرت عسکریہ

مطلقاً نچوڑنے والا ملعون نہیں بلکہ وہ جو گناہ کا ارادہ کرے اور شارح عسکریہ کے قول میں بھی یہی مراد ہے لہذا یہ تعلیل (جو حدیثِ پاک سے بیان کی گئی ہے) صحیح ہے کیونکہ وہ اس کے ذریعے قصدِ گناہ کرتا ہے، چنانچہ ان دو اقوال میں سے منافات بھی زائل ہو گئی۔

### 254- طحاوی رحمہ اللہ

صاحب در مختار نے فرمایا کہ گانے بجانے والے کو کچھ دینا حرام ہے۔  
امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو کچھ وہ بلا شرط لیتے ہیں، جائز ہے اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے۔

### اعلیٰ حضرت عسکریہ

یہ بات معلوم ہے کہ معروف مشروط کی طرح ہوتا ہے اور شاید یہ مسئلہ محشی (امام طحاوی رحمہ اللہ) نے باب الاجارہ میں تحریر فرمایا ہے۔

### 255- طحاوی رحمہ اللہ

صاحب در مختار نے وہابیہ سے چند اشعار نقل کیے جن میں سے ایک کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص پرندہ چھوڑے اور یہ کہے کہ جو اسے پکڑے وہی اس کا مالک ہے تو یہ جائز ہے اور اگر بغیر کسی کی تملیک کے ارادے کے آزاد کیا تو بعض ائمہ نے اس کا انکار کیا ہے۔  
امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شارح نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ اکثر ائمہ نے اسے جائز قرار دیا حالانکہ یہ منقول نہیں بلکہ ظاہر مذہب کے مطابق حرام ہے۔

۱- لہذا جہاں گویوں کو کچھ دینا معروف ہے وہاں اسے مشروط ہی تصور کیا جائے گا۔ ۱۲ ہزار دی

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

لیکن احادیثِ مبارکہ سے (بلا تملیک چھوڑنے کا) جواز اور استحباب ثابت ہوتا ہے اور شارح رحمۃ اللہ نے جو اس سے پہلے حج کے باب میں بیان کیا ہے، وہ بھی ملاحظہ کیا جائے۔  
در مختار میں ہے:

شریٰ عصافیر من الصیاد و اعتقها جاز ان قال من اخذها فہی لہ الخ۔<sup>۱</sup>

### 256- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

الکجی کے حوالے سے در مختار میں ایک مسئلہ بیان کیا گیا کہ صاحب مال قرض دار کا مال بلا اجازت رہن رکھ سکتا ہے اور کہا گیا ہے کہ جب نا امید ہو جائے تو اپنا قرض پورا کرتے ہوئے اسے لے سکتا ہے۔ لفظ ”قیل“ کے ساتھ دوسرا قول بیان کر کے آخر میں کہا گیا: و اقروہ المصنف۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ مصنف کی نقل میں لفظ ”قیل“ نہیں ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

لیکن فتاویٰ شامی میں در مختار کا یہی قول (قیل کے ساتھ) نقل کرنے کے بعد کہا گیا ہے کہ اسی طرح ”المنہ“ میں تعبیر کیا گیا ہے۔<sup>۲</sup>

### 257- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر الابصار میں ہے کہ اگر راہن مرہون کو فروخت کرے تو (اس کی صحت) مرتہن کی اجازت پر موقوف ہوگی۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ یہی صحیح ہے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ کے نزدیک بیع نافذ ہو جائے گی۔

۱- در مختار شرح تنویر الابصار صفحہ ۱۶۹

۲- رد المحتار المعروف بفتاویٰ شامی ۳۲۲/۵

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

فتاویٰ خانہ میں عمادیہ سے نقل کیا گیا کہ صغریٰ میں مرہون کی بیع کے نفاذ کا فتویٰ دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ راہن اور مرہن دونوں میں سے کسی کو فسخ کا اختیار نہیں، اسی طرح طحاوی کے باب الاجارہ میں بھی گزر چکا ہے۔

258- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

کیا مرہن مرہون کے زوائد سے راہن کی اجازت سے نفع حاصل کر سکتا ہے؟ بعض کے نزدیک یہ مکروہ ہے کیونکہ یہ سود ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

علامہ خیر الدین رطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فتاویٰ خیر یہ میں راہن کے باب صفحہ ۱۷۳ میں یہی فتویٰ دیا ہے۔

259- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

بعض فقہاء نے مرہون کے زوائد سے مرہن کے انتفاع کو مباح قرار دیا ہے۔ کئی کتب فقہ اور شروح میں اسی طرح ہے اور حموی نے اشباہ کے حاشیہ میں کہا ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اباحت کے قول کو اس بات سے مقید کرنا ضروری ہے کہ جب عقد میں شرط نہ رکھی گئی اور عرف میں بھی ایسا نہ ہو، کیونکہ وہ مشروط کی مثل ہے۔ رد المحتار کی کتاب البیوع کے باب القرض اور باب المرہن کے شروع میں نیز اسی حاشیہ الطحاوی کے صفحہ ۲۳۶ پر بھی اسی طرح ہے۔

### 260- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

دیت کے بیان میں صاحب تنویر الابصار نے آنکھوں کا ذکر کیا۔  
علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی اصل رسول اکرم ﷺ کا ارشاد پاک ہے:  
فی العینین الدیۃ۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

تبیین الحقائق میں یہ حدیث مذکور ہے۔

### 261- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کا حصہ کسی دوسرے کیلئے وصیت کر دے تو صحیح نہیں جیسے کوئی  
شخص کسی دوسرے کیلئے زید کی ملکیت کی وصیت کر دے پھر وہ مر جائے اور زید اسے اجازت  
دے دے تو یہ صحیح نہیں ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اس صورت میں بیٹے کو موصیٰ لے کیلئے مال دینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا اور اسی طرح  
ہے جیسے کوئی شخص غیر کا مال ہبہ کر دے تو شخص مالک کی اجازت سے صحیح نہیں ہوگا جب تک  
مالک مال موہوب مزوہوب لے کے سپرد کر دینے پر راضی نہ ہو جائے۔ فتاویٰ عالمگیری کی  
کتاب الوصایا کے پہلے باب کے آخر میں یونہی بیان کیا گیا ہے:

كانه وهب مال غيره لا يصح الا بالتسليم والقبض كذا في المبسوط<sup>۱</sup>

### 262- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

اس بارے میں اختلاف ہے کہ دو وصیوں میں سے ایک کا فعل دوسرے کی رائے کے  
بغیر باطل ہوگا یا دونوں اپنے اپنے فعل میں منفرد ہوں گے۔ صاحب درمختار فرماتے ہیں کہ یہ  
اختلاف اس وقت ہے جب وصی کی تقرری میت، واقف یا ایک قاضی کی طرف سے ہو اور

۱- فتاویٰ عالمگیری المعروف بفتاویٰ ہندیہ ۹۴/۶

اگر دو شہروں کے دو قاضیوں کی جانب سے دو وصی مقرر ہوں تو دونوں کا تصرف انفرادی ہوگا کیونکہ دونوں اپنے اپنے تصرف میں منفرد ہیں لہذا ان کے نائبین کا بھی یہی حکم ہے۔  
 امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بَلَدَتَيْنِ کی قید تو اتفاقی ہے اس لئے کہ عام طور پر ایک شہر میں ایک ہی قاضی ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر بادشاہ نے ایک شہر میں دو قاضی مقرر کئے اور انہیں وصی مقرر کرنے کا اختیار دیا تو اس کا حکم بھی یہی ہوگا، اور قید احترازی بھی ہو سکتی ہے لیکن تعلیل پہلے احتمال کی مؤید ہے۔ تعلیل یہ ہے کہ ہر قاضی کا تصرف اپنی جگہ جائز ہے۔ اسی طرح ان کے نائبین کا صرف بھی جائز ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اگر سلطان کسی ایک کنارہ شہر کیلئے کسی کو قاضی مقرر کرے اور دوسرے حصے کے لئے دوسرے کو پھر ہر ایک قاضی نے وصی مقرر کیا تو ہر وصی اپنے قاضی کی جانب سے منفرد ہوگا کیونکہ دونوں قاضی تصرف میں منفرد ہیں لہذا ان کے نائبین کا بھی یہی حکم ہوگا اور اگر ایک شہر میں دو قاضی مقرر کئے تو ہر ایک کے لئے فیصلے میں انفرادیت ہوگا جیسے کہ وکالتہ الاشباہ میں ہے کہ یہی حکم اوصیاء کا بھی ہے البتہ وصی کو قاضی کا نائب قرار دینا محل نظر ہے کیونکہ وصی میت کا نائب ہے اگرچہ قاضی نے مقرر کیا جس طرح محافظ اوقات فقراء کا وکیل ہے اگرچہ واقف نے مقرر کیا۔

### 263- طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

وصی یتیم کے مال میں سے کسی کو قرض نہ دے اور اگر دے دیا تو خیانت نہیں ہوگی۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اگر قرض دے دیا تو ضامن ہوگا جیسے فتاویٰ شامی میں فتاویٰ خانیہ کے حوالے سے ہے:

ولا يتصدق بشيء خائبة وفيها ولا يملك اقراض مال اليتيم فان اقراض  
 ضمن۔<sup>۱</sup>



### 264- طحاوی رحمہ اللہ

الاشباہ میں فتاویٰ خانیہ سے منقول ہے کہ وصی کسی دوسرے کو وصی بنا سکتا ہے، چاہے  
یہیت کا مقرر کردہ وصی ہو یا قاضی کا البتہ ثانی یعنی قاضی کے مقرر کردہ وصی میں اختلاف ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

اقوال مختلفہ میں اس طرح موافقت پیدا کی گئی ہے کہ قاضی نے وصی کو عمومی اختیار دیا ہے تو  
اس کا مقرر کردہ وصی وصی کہلائے گا ورنہ نہیں اور عنقریب اس کی شرح آئے گی اور وہ یہ ہے:  
فله ان یوصی فی العامة دون الخاصة۔

اور

وقد نقل البیری عن القنیۃ ما منه یتستفاد التسویۃ بین وصی القاضی  
ووصی الہیت فی نصب الوصی عنہا من غیر تقیید بعموم فی جانب  
وصی القاضی۔<sup>۱</sup>

### 265- طحاوی رحمہ اللہ

در مختار میں ہے کہ قاضی اپنے مقرر کردہ قاضی کو معزول کر سکتا ہے اگرچہ وہ عادل ہو۔  
امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تتمہ میں ہے کہ اسے یہ اختیار نہیں کیونکہ یہ غیر مقید میں  
مشغولیت ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

مناسب ہے کہ متولی اوقاف پر قیاس کرتے ہوئے فتاویٰ دیا جائے اور وہ یہ کہ اپنے  
مقرر کردہ متولی اوقاف کو بلا وجہ معزول کرنے کا حق نہیں جس طرح واقف کے مقرر کردہ  
متولی کو معزول نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس دور کے قاضی قابل اعتماد نہیں ہیں۔

### 266- طحطاوی رحمہ اللہ

قرض کی ادائیگی سے قبل ترکہ قرض کے بدلے میں مرہون کے حکم میں ہے لہذا اس میں ورثا کا تصرف نہیں نافذ ہو سکتا۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

یعنی قرض خواہوں کی مرضی کے بغیر تصرف نہیں ہو سکتا اور اگر وہ رضامند ہوں تو جائز ہے۔ اسی طرح خانیہ اور حموی میں ہے۔

### 267- طحطاوی رحمہ اللہ

تویر الابصار میں ہے کہ اگر اصحاب فروض سے ترکہ بچ جائے اور عصابات میں سے کوئی نہ ہو تو بقیہ ترکہ اصحاب فروض کی طرف ان کے اپنے اپنے حصے کے مطابق لوٹایا جائے البتہ بیوی یا خاوند کی طرف نہ لوٹایا جائے۔

در مختار میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا گیا کہ زوجین کی طرف بھی لوٹایا جائے۔ اسے مصنف وغیرہ نے بیان کیا اور میں (صاحب در مختار) کہتا ہوں کہ الاختیار میں اس بات پر جزم ہے کہ یہ راوی کے وہم سے ہے۔

علامہ طحطاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مولیٰ عجم زادہ نے حاشیہ شرح سید علی السراجیہ میں اسے ضعیف قرار دیا کیونکہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی زوجین کی طرف لوٹانے کا قول نہیں کیا۔

اس کے بعد علامہ طحطاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ کوئی بات نہیں کیونکہ جب مثبت اور ثانی کی خبروں میں تعارض پیدا ہو جائے تو مثبت کی خبر اولیٰ ہوتی ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

امام طحطاوی رحمہ اللہ کا لیس ہشیء کہنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا کیونکہ روایۂ ثبوت کی شان در لیۂ ثبوت سے زیادہ ہے (اور یہاں روایۂ ثبوت نہیں ہے) اس لئے اگر ایسی کوئی

روایت ثابت بھی ہو کہ ایک عورت مرگنی اور اس کا وارث اس کا خاوند ہی ہے، خاوند کو تمام مال وراثت دے دیا گیا تو اس واقعہ سے زوجین پر رد ثابت نہیں ہوتا کیونکہ واقعاتِ خارجیہ میں ہر قسم کا احتمال ہے لہذا ہو سکتا ہے کہ خاوند اس عورت کا چچا زاد ہو اور بقیہ مال اسے بصورتِ عصیت ملا ہو۔ اسی بات پر ”الاختیار“ میں جزم کیا گیا ہے۔



التَّعْلِيقَاتُ

على

حَاشِيَةِ الطَّحْطَاوِيِّ عَلَى الذِّكْرِ الْخُفَّيِّ

علق عليه

الامامُ المجددُ احمدُ رضا الخفَيُّ الهنديُّ

المتوفى ١٣٤٠هـ / ١٩٢١م

رتبه وحققه وخرج نصوصه

الاستاذ محمد صديق الهزاروي

الجامعة النظامية الرضوية بلاهور

صحيح البروف

محمد رضا الحسن القادري

مكتبة دار الكتب لاهور

## جميع الحقوق محفوظة للناسر

اسم الكتاب	_____	التعليقات (1)
الماتن	_____	العلامة السيد احمد الطحطاوى المصرى
المحشى	_____	الامام احمد رضا خان الحنفى الهندى
المحقق	_____	الاستاذ محمد صديق الهزاروى
المصحح	_____	محمد رضاء الحسن القادري
السعى المحمود	_____	مجلس العلماء النظامية لاهور
الناشران	_____	سميع الله بركت، سيف الله بركت
الكتابت	_____	الايمان مركز التنضيد، لاهور
الطبع الاول	_____	١٣٠٢ھ / ١٩٨٢ء، مركزى مجلس الرضاء لاهور
الطبع الثانى	_____	١٣٢٨ھ / ٢٠٠٤ء، كرمانواله دارالكتب، لاهور
عدد الصفحات	_____	٩٤
القيمة	_____	

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## الجزء الاول

### 1- قوله

ولو كان من الوسم كما قال الكوفي<sup>١</sup> -

### أقول

وتعدها الكوفية من باب القلب كأدر في ادور، اينق في انيق -

### 2- قوله

واما كونه خاصا فلان الاول<sup>٢</sup> -

### أقول

ولا يضر كونه خاصا عند قيام القرينة -

### 3- قوله

وغیره خاص المعنى بالمؤمن<sup>٣</sup> -

### أقول

يعنى اذا اطلق على الله تبارك وتعالى -

### 4- قوله

رحيم الدنيا ورحمن الآخرة<sup>٤</sup> -

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١/٢

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١/٢

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١/٢

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٥/١

اقول

اقول والحق ان تغيير اللفظ في الحديث من قبيل التفتن والا فقد ورد في الحديث رحمن الدنيا والآخرة ورحيمهما وهذا يرد المذهبين فاذا الصواب ما يستنظره-

5- قوله

فتسن التسمية واما المباح<sup>١</sup>-

اقول

قلت وهو الثابت بالحديث الذي ذكر فيه سيدنا عثمان<sup>٢</sup> رضي الله تعالى عنه وجه عدم كتابة بسم الله في اول البراءة كما لا يخفى-

6- قوله

هل توكل الاصح لا لكفرة<sup>٣</sup>-

اقول

اقول هذا خلاف المعتمد ولا يعول عليه كما افاده الشامي عن السائحاني وبيناه في الذبائح من فتاونا-

7- قوله

ايهم المنادى تعظيما له<sup>٤</sup>-

١- حاشية الطحطاوى ٥/١

٢- عثمان (مخطوطة)

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١/٦

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١/٤

### اقول

و منهم من كرهه و الصواب الجواب للورود فى كثير من الاحاديث منها قوله صلى الله تعالى عليه وسلم يا من ستر القبيح و اظهر الجميل و قوله صلى الله تعالى عليه وسلم يا من وعد فوفا و اوعد فعفا اى غير ذلك -

### 8- قوله

كما قاله فى القنية و ان استبعده الزيلعى<sup>١</sup>

### اقول

كما ان الاكتفاء عن حروف المد بالحركات لغة قوم آخرين كما حكاه ايضا فى القنية فالاولون يقولون فى اعوذ اعوذ و الآخرون اغذ -

### 9- قوله

روى الخطيب فى تاريخه عن ابى يوسف قال قال ابو حنيفة<sup>٢</sup> -

### اقول

سا محنا الله تعالى و اياه جمع فى كتابه مثالب الامام و مناقبه و اكثر من ايراد كلام الطاعنين و المادحين و قد جوزى على ما اورد من جهالات الزامين بالسهم المصيب فى كبد الخطيب<sup>٣</sup> و هذه الحكاية من ذلك الباب غير ان واضعها ساق فيها الكلام بحيث لا يكون حكاية فى<sup>٤</sup> الذم فاعتبر به الامام

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/١٣

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/١/٢٦

٥- السهم المصيب فى كبد الخطيب (او فى رد الخطيب) صنفه عيسى بن ابى بكر الملك

المعظم الايوبى الحنفى (م ٦٢٣ هـ) (كشف الظنون عن اسامى الكتب والفنون ١٠١٠/٢) - ١٢ الهزاروى

٦- حكاية (مخطوطة)



الجلال السيوطي فأوردها في المناقب و تبعه هذا السيد غفر الله الجميع و كل من يرجع إلى عقله يشهد بسخا فتها خلقة مما<sup>١</sup> فيها من الركافة و سخر القول مما لا يرجي الأمن السوقية العوام الانعام<sup>٢</sup> دون العلماء الاثمة الاعلام و كان الزمان من خير القرون و لم يكن الناس بلغوا من الجهالة<sup>٣</sup> و الضلالة إلى ان يتركوا الحديث<sup>٤</sup> و القرآن و يمنعوا الطالب عن طلبهما و من اكبر شاهد على بطلانه ان الفقه لم يكن يعرف عندهم مع<sup>٥</sup> حفظ الفروع من كلام احد بل هو الاجتهاد و لا امكان له الا بعد الاحاطة باحكام القرآن والحديث و لا ادراك لها الا باللغة<sup>٦</sup> العربية فقبح الله من وضعها و انما غرضه من هذه الدسيمة الخبيثة ان يوهم ان الامام لم يتعلم القرآن و لا الحديث الا العربية و انما افترى<sup>٧</sup> على الشريعة برايه<sup>٨</sup> فاحل ما شاء و حرم ما شاء و هذا لا يقول به من له حياء او دين و لا حول و لا قوة الا بالله العلي العظيم-

### 10- قوله

ان العلم ببركته حصل تصحيحه<sup>٩</sup>

- ١- عما (مخطوطة)
- ٢- الطعام (مخطوطة)
- ٣- الحيل له (مخطوطة)
- ٤- الحديث ولي (مخطوطة)
- ٥- مور (مخطوطة)
- ٦- بالخواء (مخطوطة)
- ٧- افترى (مخطوطة)
- ٨- مرآتيه (مخطوطة)
- ٩- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣٠/١

### اقول

و قرر الغزالي في الاحياء من حال العلم الحقيقي بانه لا تحصل الا اذا خلصت النية لله تعالى و ما يرى لمن لم يخلصها فليس بالعلم الحقيقي الذي هو علم الآخرة المرغب الى الله المزهد فيما سواه - هذا حاصل ما قاله و التفصيل فيه -

### 11- قوله

فهو كذب لا اصل له و التنجيم-<sup>٢</sup>

### اقول

اي نسبته الى امير المؤمنين رضى الله عنه نعم هو حق ثابت من سيدنا الامام جعفر الصادق رحمه الله كما ذكره العلامة الزرقاني في شرح المواهب اللدنية اقول و من عرف علم الجفر علم ان ليس فيه خطر و لا خطر الامن اعتقد الخير و الشر من غير الخالق العلى الاكبر او ادعى علم الغيب بنفسه و بهذا لا يثبت في نفس العلم ضرر و الله اعلم بحقائق الخير -

### 12- قوله

اي الشيخ زين في الاشباه و النظائر-<sup>٣</sup>

### اقول

و نصه هكذا صفحة ٣٩٤ الرجل لا يصير محدثا كاملا الا ان يكتسب اربعا مع اربع كما ريع مع اربع في اربع عند اربع باربع على اربع عن اربع لاربع

١- خلفت (مخطوطة)

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣١/١

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣٢/١

وهذه الرباعيات لا تتم الا بأربع فى أربع فإذا تمت له كلها هانت عليه أربع بأربع  
فإذا صبر اكرم الله تعالى فى الدنيا بأربع واثابه فى الآخرة بأربع الخ-

### 13- قوله

فيه ان عليا مات قبل الثمانين<sup>١</sup>

### اقول

الظاهر ان الباء فى بجدى زيادة من بعض النساخ او الرواة و انما الرواية  
ذهب ثابت جدى-

### 14- قوله

صاحب الاشاعة الخ<sup>٢</sup>

### اقول

السيد محمد بن السيد عبد الرسول البرزنجى المدنى الشافعى المتوفى  
١١٠٣ هـ رحمه الله تعالى-

### 15- قوله

فى تصنيف له شاع الخ<sup>٣</sup>

### اقول

اى بالفارسية كما فى الاشاعة المراد به الشيخ المجدد و ذكره فى مكتوب ٢٨٢  
من الجلد الاول و اوله بموافقة احكام المسيح لا جتهاد ابى حنيفة فى المكتوب  
٥٥ من الجلد الثانى-

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣٤/٣ الثلاثين (مخطوطة)

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣٩/١

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣٩/١

16- قوله

من كتاب انيس الجلساء الخ-<sup>١</sup>

اقول

لم يذكره في كشف الظنون ولا يعرف هو ولا مؤلفه-

17- قوله

و كفر فيما اظهر-<sup>٢</sup>

اقول

بالذى في الاشاعة صفحة ١٢٦ فيما ظهراه و لو كان كما وقع ههنا لكان  
الظاهر كفر بما اظهر-

18- قوله

ينسخ شرعه الخ-<sup>٣</sup>

اقول

هذا من شنيع الزلات و العياذ بالله تعالى و انما معناه انه لا نبى بعده صلى  
الله تعالى عليه وسلم احد من العلمين اى لا تحدث النبوة لا حد سواء جاء بشرع  
موافق او مخالف او لا و لا فهذا هو ايمان المسلمين-

19- قوله

فيصدقني دليل على ان عيسى عليه السلام الخ-<sup>٤</sup>

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١/٣١

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١/٣١

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١/٣١

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١/٣١

اقول

لا يدل الاعلى انه عليه الصلوة والسلام عالم بان ابا هريرة عدل ضابط مرضى في القول۔

20- قوله

ثم ردا ايضا قول القائل الخ۔<sup>١</sup>

اقول

اي صاحب الاشاعة فان من ههنا الى ههنا الى اخر القولة كلامه ببعض اختصار۔

21- قوله

اي تنقيص الانبياء عليهم الصلوة والسلام فانا لله وانا اليه راجعون الخ۔<sup>٢</sup>

اقول

بعده في الاشاعة ومن العجائب انه وقع للقهستاني مع فضله وجلالته شيء من ذلك في شرح خطبته اقتفاء به<sup>٣</sup> ان عيسى عليه الصلوة والسلام اذا نزل عمل بمذهب ابي حنيفة رضى الله تعالى عنه ذكره في الفصول الستة وليت شعري ما الفضول الستة وما على هذا القول اه۔

ثم بعده فانا لله وانا اليه راجعون الخ۔

اقول الفصول الستة كتاب مشهور للامام الجليل العارف بالله تعالى سيد الخواجه محمد پارسا قدس سره المتوفى ٨٢٢ هـ ولو ان السيد راجع كشف

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣١/١

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣٢/١

٣- اقتفاة (مخطوطة)

الظنون لو جدها لو عرفها عرف مصنفها العامل المكاشف يسأل عن الدليل فان الكشف عيان والعيان غنى عن البيان وليس المعنى على التقليد حاش لله بل ان عمله عليه الصلوة والسلام بموافق مذهب الامام كما نقل السيد انفاعن الفتوحات ان لو رفعت تلك النازلة الى محمد صلى الله عليه وسلم لحكم بحكم المهدي ومن الدليل عليه ما نقل في ردالمحتار عن العارف الشعراني قدس سره -

### 22- قوله

وكذا يقال في الشبر يحرز<sup>١</sup>

### اقول

الشيخ نفسه نقل في حاشية مراقي الفلاح عن بعضهم يكون طول شبر مستعمله لان الزائد يركب عليه الشيطان -

### 23- قوله

قالوا في المفهوم<sup>٢</sup>

### اقول

اي بيان مفهوم قولهم ان الحديث محمول على الاعتقاد -

### 24- قوله

لحاجة فلا بأس به<sup>٣</sup>

### اقول

فا فادوا ان لو زاد بلا غرض فان فيه بأس -

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٤٠/١

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٤٢/١

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٤٢/١

25- قوله

ولو كان كما ذكر لا تكره الزيادة مطلقاً<sup>١</sup>

اقول

انه لا باس الا في الاعتقاد-

26- قوله

في حقيقته و مجازة<sup>٢</sup>

اقول

اقول بل يحمل على المعنى الاخير وهو الذي حصل له الوضوء وهذا شامل للحى الذى توضحا نفسه-

27- قوله

انه الاول<sup>٣</sup> (قوله لما قالوا) -

اقول

انما رجع الكمال والسرخسى قولهما كما فى ردالمحتار وانما تبع المحشى تحريفا وقع فى البحر-

28- قوله

وفى الدراية قول محمد الخ<sup>٤</sup>

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢/١

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١/١

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١/١

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١/١

اقول

كذافي الفتح لكن في منحة الخالق ان في الدراية ذكر اول قول ابي يوسف  
ثم قول محمد ثم قال و الاول اصح -

29- قوله

فهما قولان مصححان -<sup>١</sup>

اقول

لكن الذي اختار الشارح ظاهر الرواية -

30- قوله

من تصحيح الزيلعي فهو سهو -<sup>٢</sup>

اقول

اي لعدم النقض في الصلوة مطلقا -

31- قوله

ولو تيمما صلوة -<sup>٣</sup>

اقول

اقول هذا نسخ من الناسخ كمالا يخفى<sup>٤</sup> لانها صفة بطهارة صغرى -

32- قوله

عدم التالم فالحصر ممنوع -<sup>٥</sup>

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٩/١

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١/٨١

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١/٨٣

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١/٨٥



اقول

الحصر واضح فانه لم يكن الامن علة وبرؤها لا يجعلها لم تكن-

33- قوله

لانه ربما حصلت الشهوة الخ-<sup>١</sup>

اقول

اقول كذا ذكره الزاهدي على ما في حفظي والله تعالى اعلم-

34- قوله

ولم يذكر هذا المعنى الخ-<sup>٢</sup>

اقول

الى ان المراد نفى الوجوب دون النهي-

35- قوله

والشلبى وغيرها الخ-<sup>٣</sup>

اقول

لكنه في الفتح بلفظ لا يجب-

36- قوله

اي في فخذة او ثوبه كذا في البحر-<sup>٤</sup>

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٨٤

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٨٤

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٨٤

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٩٢

اقول

او في احليله كما في المنية والخانية-

37- قوله

في كلام الشارح الخ-<sup>١</sup>

اقول

لان المحذوف هو التذكر وفيه الغسل و ان علم انه مذى-

38- قوله

ان في مفهوم المستيقظ تفصيلا الخ-<sup>٢</sup>

اقول

اي مفهومه المخالف و هو السكران و المغنى عليه تفصيلا فيجب في المنى  
دون المذى بخلاف المستيقظ حيث يجب عليه بهما-

39- قوله

و هو ايضا متعلق بكلام-<sup>٣</sup>

اقول

اي مثل قوله الا اذا علم كما تقدم-

40- قوله

و لم يذ كر ما اذا كان الخلاف الخ-<sup>٤</sup>

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٩٢

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٩٢

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٩٢

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/١٠٣

اقول

اقول قسم الى مبائن و اراد في جميع الاوصاف و موافق و مماثل الى جميعها فبقى الموافق بمعنى ما يوافق في بعضها و هو يشمل الوصف او الوصفين و لم يفصل بينهما كما فعل الزيلعي و متابوعة لا تحاد الحكم و هو حصول الغلبة بتغيير احد الاوصاف فلم يعد شيئا و هو من لطائف اعجازة رحمه الله تعالى -

41- قوله

و ذلك نصف ذراع و سدس ثمن<sup>١</sup>

اقول

ثم ظهر ان ههنا سقطا و اصل العبارة مثل ان يقول و ذلك نصف ذراع و نصف ثمن ذراع و ثلاثة سبعة و سبعون ذراعا و ستمائة و احد و خمسون جزءا من الف و مائتين و خمسين جزءا من ذراع و ذلك نصف ذراع و سدس ثمن ذراع -

42- قوله

و الشارح جرى على ما نصه محمد<sup>٢</sup>

اقول

بل الظاهر انه جرى على الفرق بالقطعية و الظنية و كل مجتهد فيه لا قطع به و الله اعلم -

43- قوله

كما في البحر والذي يظهر ان ذلك لكونهما<sup>٣</sup>

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/ ١٠٨

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/ ١١١

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/ ١١٩

اقول

اقول بل لان الماء لا يحمل الخبث اذا بلغ القلتين عند الشافعية و مطلقا عند الظاهرية -

44- قوله

و قتها عند الضرب كما في نور الايضاح الخ<sup>١</sup>

اقول

ياتى الكلام فيما اذا نوى بعد الضرب عند قوله ضربتين -

45- قوله

لا وجه للتفريع الخ -<sup>٢</sup>

اقول

ليس تفريعا بل تعليل لتعميم النفي المستفاد من قوله في محالها فان الذى تجوزح انما هو بتراب عليها لا بهما كذا في الفتح و البحر -

46- قوله

يضرب ثلاثا للوجه الخ قد مر عند قوله بضربتين و لو من غيره ما يخالفه -<sup>٣</sup>

اقول

و لعل الوجه فيه ان الغير اذا يمم فالعادة انه يمسح كلا من يديه بكتلتا يديه فاذا مسح اليمنى بالضربة الثانية فكان صار التراب مستعملا فيحتاج لليسرى

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/١٢٣

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/١٢٨

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/١٢٨

الى ضربة ثالثة و هو الفرق بين المتيهم و الميهم فافهم و الله تعالى اعلم-

### 47- قوله

و يفعلها و صورها بعض<sup>١</sup> -

### اقول

ثم يتوضأ يصلى الفرض فى وقت الظهر-

### 48- قوله

ان عدم صحة الصلوة به متفق عليه<sup>٢</sup> -

### اقول

عند ابى يوسف يصح و تجوز الصلوة به عنده كما صرح به فى البحر-

### 49- قوله

و فيه انه حيث كان المشترك الخ<sup>٣</sup> -

### اقول

فيه ان الحكم لعله مبنى على الدليل الثالث من عدم جريان المسامحة من الميت فلا يجرى فى المباح-

### 50- قوله

لان التراب لا يوصف الخ<sup>٤</sup> -

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/١٢٩

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/١٣٠

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/١٣٣

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/١٣٣

اقول

التراب لا يوصف بالاستعمال و نازعه الشامي مستندا للنهر و الحلية و الغنية و قرر ان ما علق بيده و مسح به يصير مستعملا لا المحل الذي تيممه -  
 حققنا بتوفيق الله تعالى ان الصواب هو الاطلاق راجع فتاونا -

51- قوله

لا محدثا سواء كان ذلك الغـ<sup>١</sup>

اقول:

بحدث اصغر و ان كان كل جنب محدثا و به يجاب عن النظر الاتي -

52- قوله

هل يعد قادرا الغـ<sup>٢</sup>

اقول

قال الامام لا و قال نعم و في رد المحتار في صلوة المريض ما يقيدان هذا  
 لقول من الامام غير مطرد عند بل مخصوص ببعض المواضع -

53- قوله

خمس عشرة درجة الغـ<sup>٣</sup>

اقول

اي مع سيرة الشمس في ساعة يسيرها الوسط و هو ب<sup>٤</sup> م ط ل ب ل ح -

- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/ ١٣٢

- ١ حاشية الطحطاوى على الدر المختار/ ١٣٥

- ٢ حاشية الطحطاوى على الدر المختار/ ١٣٦

- ٣ تيرة (مخطوطة)

- ٤ ب (مخطوطة)

54-قوله

هل الامر لابن سبع و هل الوجوب بالمعنى<sup>١</sup>

اقول

استظهرش ان نعم بدليل الامر اى و لا صارف استظهرش الاول لظنية الحديث-

55-قوله

الوقت المكروه فى الظهر الخ<sup>٢</sup>

اقول

سيأتى صفحة ١٤٩ عن البحر ان وقت الظهر لا كراهة فيه و هو الاوجه كما حققت على هامش رد المحتار-

56-قوله

فان نص صاحب الملتقى و القهستانى بالكراهة<sup>٣</sup>

اقول

اى ملتقى الابحر و هو المتن الجامع للمتون الاربعة المعتمد عليها صنفه الامام العلامة ابراهيم بن محمد الحلبي صاحب شرحى المنية الكبير و الصغير-

57-قوله

فلا باس ان الاولى عدمه<sup>٤</sup>

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/١٦٩

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/١٤٤

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/١٨٥

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/١٨٨

اقول

ليس كذلك بل هو الافضل كما في رد المحتار عن خزائن الاسرار عن اما لى  
الامام قاضى خان فلا باس لنفى الباس المتوهم بل سيأتى نقله للمحشى عن البحر -

58- قوله

يقيم تعدا الى قيام الامام الخ<sup>١</sup> -

اقول

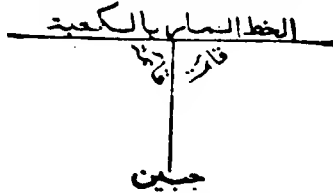
و يكره انتظاره قائما هندية فليحفظ -

59- قوله

قلت وهذه صورته<sup>٢</sup> -

اقول

قد يقال ليس كما فهمه بل المراد بالخط المار بالكعبة المار بها من جنبها  
يمينا ويسارا وبالقائمتين الزاويتين الحادثتين عن جنبى الخط الخارج من جبين  
المصلى حين تلاقيه للخط المار بالكعبة وهذه صورته



هذا على ما فهم العلامة الشامى وحمل هذا التصوير من الدرر على بيان  
المسافة تحقيقا كما ذكرنا على هامشه و الاقرب بل الاصوب عندى ان كليهما

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/١٤٩

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/١٩٤



لبيان التوجه التقريبي و ان المراد بالجبين معناه الحقيقي و هو طرف الجبهة و هما جبينان كما في القاموس و زد المحتار ايضاً فاذن تكون صورة هي التي ذكر العلامة ط كما قررنا-

### 60- قوله

يلتقيان الى الدماغ<sup>١</sup>

### اقول

صوابه كما في الدرر-

### 61- قوله

و انظر هل يقال فيه ما يقال في التحريمة الخ<sup>٢</sup>

### اقول

اقول رحمك الله نهلت عن المسائل الاثني عشرية و قد نص في الحلية عن البدائع ان القعدة الاخيرة يشترط لها ما يشترط لسائر الاركان-

### 62- قوله

كما ياتي قريباً الخ<sup>٣</sup>

### اقول

التي ايضاً غير مستند الى نقل و الذي حقق الشامي هو استئان المتابعة في السنة و هو الاقرب نعم صرح في الاركان الاربعة بوجوب المتابعة في كل مشروع-

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/١٩٤

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٢٠٣

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٢٠٣

63-قوله

فهي واجبة مطلقاً الخ-<sup>١</sup>

اقول

اقول بل تجب انما الواجب عدم التأخير بمعنى ان لا يقع فعله بعد فراغ الامام عن ذلك الفعل اما القرآن فسنة كما حققه الشامي-

64-قوله

فالظاهر موافقة الاول في الاعادة-<sup>٢</sup>

اقول

اقول كيف هذا مع ان في الغنية بعده و لو خافت بأية او اكثر يتمها جهرا ولا يعيد كما في رد المحتار-

65-قوله

كما صرح به العضدي في رسالة المسماة الخ-<sup>٣</sup>

اقول

الظاهر انه السندي بالنون قال ش قال كثير من المشائخ ان كان عادته مراعاة موضع الخلاف جاز و الا فلا ذكره السندي رحمه الله-

66-قوله

اي وقبل الصلوة-<sup>٤</sup>

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٢١١

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٢٣٣

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٢٣٩

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٢٣٩

### اقول

اقول هذه العناية بعيدة الغاية وقد قال في المجتبى والبحر الهندية مثل ما في المتن ونص البحر قيد المعذور في المجتبى بان يقارن الوضوء الحديث او يطرو عليه للاحتراز على اذا توجها على الانقطاع و صلى كذلك فانه يصح الاقتداء لانه في حكم الطاهر اهـ<sup>١</sup>

ولفظ الهندية لا يصلى الطاهر خلف من به سلسل البول انه اذا قارن الوضوء الحدث او طرو عليه هكذا في الزاهدى<sup>٢</sup>

و معلوم نصا ان من توجها على الانقطاع ثم عادة في الوقت فان وضوءه وضوء معذور سواء عاد قبل الصلوة او بعدها حتى لا ينتقض به و ينتقض بخروج الوقت كما نصوا عليه جميعا فمن توجها على الانقطاع و صلى عليه ثم عادة في الوقت يستحيل ان تكون صلوته صلاة كاملة<sup>٣</sup>

لا نها لا تتأدى<sup>٤</sup> بوضوء عذر فكيف يصح اقتداء الصحيح به الا ترى ان طهارة الصحيح طهارة مطلقة و طهارة من توجها على الانقطاع ثم عادة في الوقت و لو بعد الصلوة طهارة مؤقتة حيث تبطل بخروج الوقت فكيف يصح بناء القوى على الضعيف و لا يغرنك انه اذا توجها على الانقطاع و صلى عليه نعلم قطعنا انه صلى بطهارة سالمة عن المنافى فينبغى صحة اقتداء الصحيح به لما علمت انه دون سالمة<sup>٥</sup> ولانها مؤقتة<sup>٦</sup> فهي طهارة ضعيفة لا جل التاقت و ايضا لا نسلم

١- البحر الرائق شرح كنز الدقائق ١/٣٦٠

٢- فتاوى هندية ١/٨٣

٣- ليس لفظ "كاملة" في مخطوطة

٤- انها دون سلمت (مخطوطة)

٥- تتأوى (مخطوطة)

٦- معتاضا (مخطوطة)

عدم المنافي فان الانقطاع الناقص كالظهر المتخلل<sup>١</sup> لا يمنع اتصال الدم بل هو دم متوال<sup>٢</sup> كما في الحائض كما نص عليه في البحر عن السراج الوهاج فكما ان الحائض لا صلوة لها في الظهر الناقص كذلك المعذور لا امامة له في الانقطاع الناقص و هو مفاد اطلاق المتون و الشروح منع اقتداء صحيح بمعذور نعم ان توضحا على الانقطاع و دام الى خروج الوقت كان وضوءه هذا كوضوء الاصحاء و ان لم يخرج هو من العذر ان عادة في الوقت الثاني و لذا لا يبطل بخروج الوقت و يبطل بالسيلان بعده كما نصوا عليه قاطبة<sup>٣</sup> فان قلنا بجواز الاقتداء بمن شانه هذا لا يتجه<sup>٤</sup> لان وضوءه لما كان وضوء المعذور<sup>٥</sup> فكذا صلواته هذا ما ظهر للعبد الضعيف فليحرر فان المحشى رحمة الله تعالى لم يستند لنقل و قضية الدلائل ما ترى و الله تعالى اعلم ثم رايت في حواشيه على مراقى الفلاح (لا يصح اقتداء غيره به) اى اذا توضحا مع العذر او طرا عليه بعده اما اذا توضحا و صلى خاليا عنه كان في حكم الصحيح- و قد تبع فيه السيد الازهرى فاللفظ لفظ غير انه قال كان في حكم الطاهر و هذا صحيح و ان كان يوهم ظاهر قولهما خاليا عنه ما وقع ههنا و ذلك لا نهما اطلق في الطريان بعده فشمّل ما لذا طرا بعد الصلوة و ان كان يجب تقييده بحصوله في الوقت و قولهما خاليا عنه لا يكون خاليا الا ان لا يعود في الوقت لما علمت و قد افاد الصواب الصحيح قولهما كان في حكم الصحيح فلا يكون في حكمه قط اذا عاد في الوقت و الظاهر انه شبه رحمه الله تعالى بقول الماتن توضحا على الانقطاع و صلى كذلك فحسب ان به كفاية و ليس كذلك فان المراد للانقطاع المعتبر و هو تام مستوعب و قتا كاملا

١- متخلص (مخطوطة)

٢- متدل (مخطوطة)

٣- فالحة (مخطوطة)

٤- لا تحبه (مخطوطة)

٥- وضوء العضو (مخطوطة)

و لا يراد هنا لان به يخرج عن العذر و الكلام في قدرة المعذور و ناقص و هو المستمر الى خروج الوقت لا يخرج به عن العذر لكن الوضوء فيه كوضوء صحيح حتى لا ينتقض بخروج الوقت فيه المراد ههنا لانه ضعيف في الوقت هنيئة ثم يعود فانه ليس من الانقطاع في شيء ثم قد علمت ان المتون و الشروح و الفتاوى قاطبة على اطلاق المنع و انما ابدى هذا التقييد الزاهدي و ليس في كلامه على ما نقل في الهندية الا التقييد بالقرون او الطيران و قد ارسله ارسالاً فشمّل الطرد و بعد الصلوة و المصنف رحمة الله تعالى عليه لتعود بادخال مسائل الزاهدي في المتن و انما المتن لظاهر المذهب و الله تعالى اعلم-

### 67-قوله

منفرداً فاسدة على الظاهر الخ-<sup>٢</sup>

### اقول

اقول اي اذا امكنه الاقتداء و الا فلا تكلف نفس الاوسعها و معلوم ان لا حد لا جتهادة بل امر به دائماً فهذا الحكم مستفاد من قول شارح لا تصح صلاته ان امكنه الاقتداء-

### 68-قوله

و القاضي ابو القاسم-<sup>٣</sup>

### اقول

الذي في البزازية و هنا ايضاً في الهندية ابو عاصم-

١- اوفيه (مخطوطة)

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٢٥١

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٢٦٤

69- قوله

مخالف لما في البحر-<sup>١</sup>

اقول

ليس مرادة ما فهم السيّد العلامة الشامي فانهما تكلّما في الوضع على كتفين و لاشك انه ارسل جانبيه كره مطلقا سواء كان موضوعا على كتفيه او احد هما و انما كلام الشارح في جانب الثوب فاذا ارسلهما كره و ان ارسل احدهما من الكتفين و الآخر معطوف على الكتف الآخر لم يكره فايّن هذا مما فهمنا رحمهما الله تعالى ورحمنا بهما- امين-

70- قوله

في قنوته سقط عنه الواجب الخ-<sup>٢</sup>

اقول

اقول لا كلام في سقوط الواجب انما الكلام في انه ما ذا ينبغي له ان يفعل هل القنوت المختار في مذهبه تبعا لمذهبه ام قنوت الامام بالنظر الى متابعتة و جوابه ما قرر الشيخ عبد الحي الشرنبلاني رحمه الله تعالى-

71- قوله

و قد يقال ان طول القيام-<sup>٣</sup>

اقول

اقول القعود بعده اشد منه في عدم المشروعية فانه غير مشروع اصلا و

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٢٤٠

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٢٨١

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٢٨١

وصفا بخلاف طول القيام-

### 72-قوله

فقط و الذى يظهر لى<sup>١</sup>

### اقول

فيه ما فيه كما يظهر للرجوع الى كتب الحديث و سيأتى فى آخر هذه القولة  
و كأنه اراده المواظبة كما سيأتى-

### 73-قوله

و قال بعض الفضلاء<sup>٢</sup>

### اقول

اراد العلامة ابراهيم الحلبي و العلامة الشر نبلاني فانهما قالاه فى الغنية و  
المراقى-

### 74-قوله

فى نور الايضاح<sup>٣</sup>

### اقول

و مثله فى الخلاصة و غيرها-

### 75-قوله

و ان نص لزمه اتفاقا<sup>٤</sup>

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٢٨٣

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٢٨٣

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٢٨٣

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٢٩٣

اقول

لا يجب القيام في النفل المنذور ما لم ينص قلت و المسألة فيها الخلاف -

76-قوله

و صلوة القوم فاسدة-<sup>١</sup>

اقول

لان بين كل دابة و دابة فصلا يمنعه الاقتداء-

77-قوله

فان المخالفة فيه-<sup>٢</sup>

اقول

اقول ليس هذا مخالفة في التشهد بل بالتشهد في السلام بل في الخروج بصنعه قائما يصح هذا القول من الدرر على قول من لا يقول بافترضه و الله تعالى اعلم-

78-قوله

لكن تعليل الشرح يعم المفرد-<sup>٣</sup>

اقول

اعتراض على الشارح حيث علل بما يعم المفرد ثم فرع بخلافه و قد اجاب عنه رد المحتار بوجه حسن-

١- حاشية الطحطاوى على الدرالمختار/٢٩٣

٢- حاشية الطحطاوى على الدرالمختار/٢٨٣

٣- حاشية الطحطاوى على الدرالمختار/٢٩٤



79- قوله

لانه ليس بتبع للتراويح<sup>١</sup>

اقول

اجاب عنه ش بانه و ان كان اصلا مجماعة تبم-

80- قوله

و لا للعباء عند الامام<sup>٢</sup>

اقول

هذا قد يوهم جواز الوتر بمجماعة و لو لم يصل الفرض بها و هو خلاف المنصوص عليه في شرح النقاية و النغنية و غيرهما و تمام تحقيق المساله في فتاوانا-

81- قوله

متعلق بالاخير فقط انتهى حلبى<sup>٣</sup>

اقول

قلت و ان علق بالدرس و الوعظ و الحاجة جميعا سقطت الابحاث الموردة-

82- قوله

و في المختصر البحر<sup>٤</sup>

اقول

ليس هو البحر الرائق فانه نقل عنه الامام الزيلعي المقدم بكثير على

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٢٩٤

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٢٩٤

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٢٩٩

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٣٢٢

صاحب البحر -

### 83-قوله

و يلزم عليه ان مسافة السفر<sup>١</sup> -

### اقول

لقد احسن الجواب عن العلامة الشامي فراجعه -

### 84-قوله

ان نهارها اطول من ليلها<sup>٢</sup> -

### اقول

كلما كان النهار اطول في الصيف<sup>٣</sup> كان اقصر بقدره في الشتاء لا بد من ذلك في كل موضع و اقتصارهم في الاوقات على ذكر انهار الا طول في حق العشاء حيث يطلع الفجر قبل غروب الشفق اما انهار الاقصر فلا بد فيه زوال و بلوغ مثل و مثلين و ان كان النهار قصرا حدا كما لا يخفى -

### 85-قوله

افادة الشيخ زين<sup>٤</sup> -

### اقول

هو مأخوذ من البدائع -

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣٣١/١

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣٣١/١

٣- الضعيف (مخطوطة)

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣٣١/١

86-قوله

بحث فيه بأن العلة في القصر<sup>١</sup>

اقول

الباحث الامام ابن الهمام-

87-قوله

وهو بحث قوى<sup>٢</sup>

اقول

و بالله التوفيق يظهر للفقير الضعيف ان البحث ليس بشيء و الدليل تام فان الشارع تبارك و تعالى انما رخص بالقصر و الفطر لعة المشقة و اعتبر المشقة سير ثلاثة ايام بلياليها فعلة الرخصة حقيقة بعد استكمال سير هذه المدة اذ به تحقيق المشقة الجالبة للرحمة الالهية الموجبة للتخفيف و لا مشقة في مجرد مفارقة البيوت و بهذه النية و لكن الرخصة للتخفيف حال اقبال المشقة لا بعد اكمالها فان من امرته بحمل اثقال في الحضر ثم امرته بالسفر فاردت التخفيف عنه فانما يكون هذا بان تضع عنه بعض الاثقال حين اخذه في السفر لا ان تضعها بعد ما اتمه فلذلك يثبت الحكم بمجرد المفارقة بهذا القصد ثم اذا لم يبلغ مدة اعتبارها الشارع للمشقة و اراد الرجوع تبين ان لم يكن هناك مشقة مرخصة فعادت عليه الاثقال التي كانت وضعت عنه لمظنة المشقة هذا ما ظهر لي و الله تعالى اعلم-

88-قوله

لان البركة تنزل على المتقدم<sup>٣</sup>

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٣٣٢

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٣٣٢

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٣٣٩

اقول

على الامام اولا ثم من بحذائه من الصف المتقدم ثم من عن يمينه منه  
ثم من عن يساره منه فاذا تم الصف الاول نزلت على من بعده بالترتيب  
المذكور فيتقدم الوسط ثم اليمين ثم اليسار وهكذا الى آخر الصفوف۔

89-قوله

و ذكر انه ما بدئ بشيء<sup>١</sup>۔

اقول

قلت و ورد حديثا۔

90-قوله

ان الكراهة تنزيهية<sup>٢</sup>۔

اقول

قلت قد يطلق الجواز على ما يقابل الواجب<sup>٣</sup>۔  
فيشمل المكروه تحريما و ههنا الامر كك۔

91-قوله

فيكرة ان يجتمع جمعهم الى جمع المسلمين<sup>٤</sup>۔

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣٣٩/١

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣٥٥/١

٣- الفاسين (مخطوطة)

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣٦٠/١

اقول

هذا في غير حاجة او مصلحة و الا فقد صرحوا بجواز عبادة الذمي بالاجماع بل يجوز للمسلم دخول دار الحرب للتجارة۔

92-قوله

ذكره القرطبي في تذكرته۔<sup>١</sup>

اقول

قلت و في الفاظه ما يلوح عليه اثار كيت و ذيت۔

93-قوله

و عنده للنهي و من هذا يعلم۔<sup>٢</sup>

اقول

اي عليه او اليه بلا حلل اذا كان في موقع النظر لمن يصلي صلوة الخاشعين و كذا جنبه ايضا اذا كان هناك قبر تحته او بجانبه اما اذا خلا عن كل ذلك و صلى بجانب قبر فلا بأس و لم يروني عنه و ان فعل ذلك بقبر صالح رجاء ان تعود ببركته اليه كان حسنا كما حققناه في فتاوانا و الله تعالى اعلم۔

94-قوله

و هو ظاهر العدالة۔<sup>٣</sup>

١- حاشية الطحطاوي على الدر المختار/٣٨٣

٢- حاشية الطحطاوي على الدر المختار/٣٨٣

٣- حاشية الطحطاوي على الدر المختار/٣٣٦

اقول

ای عدالة ظاهرة معلومة كما هو المذهب لان من<sup>١</sup> لبسته و صورته لا يرى  
فيهما مخالفة للشرع فان هذا شأن المستور-

95-قوله

على من يماثلها-<sup>٢</sup>

اقول

لعله سقط بعد من لفظة لا او قبله لفظة غير-

96-قوله

او الدخان-<sup>٣</sup>

اقول

او النجار او الندي او النصاب-

97-قوله

ای لا قاضي ولا والي (هنديہ)-<sup>٤</sup>

اقول

قلت و يشمل العالم فان العلماء ولاية حيث لا ولاية يجب على المسلمين  
الرجوع اليهم و طاعة امرهم كممثل الولاية فان كثر فان من فيهم اعلم كان هو  
الوالي و الا اقتصروا نص على كل ذلك في الحديقة الندية-

١- ليس "من" في مخطوطة

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١/٣٣٦

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١/٣٣٦

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١/٣٣٦

98-قولهبلا باس للناس-<sup>١</sup>اقول

وهكذا في الخانية و الخلاصة و الفتحة و جواهر الاخلاط و غيرها-

99-قولهبذلك ٥١ حلبى-<sup>٢</sup>اقول

اقول بل معناه انه ينصب نائبا عنه ثم يشهد هو بنفسه عند نائبه-

100-قولهفي الفطر بسبب-<sup>٣</sup>اقول

اى اصباحهم مفطرين اول رمضان-

101-قولهوشهدوا عند قاضى-<sup>٤</sup>اقول

بهلال رمضان-

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/١/٣٣٤

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/١/٣٣٤

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/١/٣٣٤

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/١/٣٣٤

102-قولهفصاموا وتبعهم<sup>١</sup>اقول

كما حكم الشرع ان من راي هلال رمضان صام و ان رد قوله-

103-قولهجمع كثير على الصوم<sup>٢</sup>اقول

و اساءوا ان لم يكونوا راوا بانفسهم-

104-قولهوامر هو الناس<sup>٣</sup>اقول

اي القاضي وقد اصاب عملا بظاهر الرواية-

105-قولهاو الفطر و اهل المشرق<sup>٤</sup>اقول

عمم ههنا هلال الفطر و قال في الطريق الموجب او يستفيض الخبر فافاد

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/١/٣٣٤

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/١/٣٣٤

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/١/٣٣٤

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/١/٣٣٩



ان هلال الفطر ايجبا يثبت بالاستفاضة قلت فكذا سائر الالهة و الله تعالى اعلم-

### 106-قوله

في شرح الملتقى<sup>١</sup>

### اقول

لعله اراد به سكب الانهر<sup>٢</sup> كما نص عليه في حواشيه على مراقى الفلاح-

### 107-قوله

بالعباس بن مراداس<sup>٣</sup>

### اقول

اللهم اغفر- هذا سبق قلم فان العباس رضى الله تعالى عنه صحابي و لم يذكر فيه احد ما نقله عن الحفاظ<sup>٤</sup> و انما قول بن حبان في ابنه كنانة و مع ذلك اختلف قوله فيه فذكره في الضعفاء و قال هذا و اورده في الثقات فهو ثقة كما نبه عليه الحافظ بن حجر-

### 108-قوله

و ايضا ورد في الحديث<sup>٥</sup>

### اقول

اي ففى هذا الحديث ما يدل على الفضل العظيم للمسجد الكريم فكما ان الحديث الذى اورده الشارح رحمه الله تعالى-

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٢٥٠

٢- سلب الانهر (مخطوطة)

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٥٥٩

٤- الحفاظ (مخطوطة)

٥- حاشية الطحطاوى على الدر المختار/٢٦٢

## الجزء الثانى

### 109-قوله

قولين مصححين-<sup>١</sup>

### اقول

بل ثمة ثالثها التفصيل المار عن قاضى خان الذى قال فيه فى الفتح نقل عنه فى رد المحتار ان الحق لهذا التفصيل الخ قلت و يصلح ان يكون توفيقا-

### 110-قوله

لا يفيد الملك-<sup>٢</sup>

### اقول

فى ش بكل لفظ يفيد الخ و هو الصواب-

### 111-قوله

بل موقوفا على اجازتها-<sup>٣</sup>

### اقول

هذه زلة نبهنا عليها على هامش ردالمحتار صفحة ٢٢٩ فليتنبه-

### 112-قوله

لا بدلها من نهى-<sup>٤</sup>

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٨/٢

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٩/٢

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٢/٢

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢١/٢

اقول

اقول و كذلك التنزيه ايضا لا بدلها من نهى خاص و الا لا يكون الاختلاف الاولى كما حققه المحقق فى الفتحة و الله اعلم -

113-قوله

هل المحكم مثله يحزر<sup>١</sup> -

اقول

قلنا قد صرحوا ان الحكم كالقاضى الا فى القودود الحدود -

114-قوله

فى الشرع فتأمل<sup>٢</sup> -

اقول

قد حقق العبد الضعيف فى فتاوه ان كل هذا لا طائل تحته و ان الصحيح الواجب التعويل هو عدم الجواز فىكون النكاح نكاح<sup>٣</sup> الفضولى -

115-قوله

عن المهر<sup>٤</sup> -

اقول

اى لغرض فوجه سقط هذا او معناه من هنا -

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢/٢٣

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢/٣٠

٣- "فظاهر" فى مخطوطة

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢/٣٠

116-قوله

لا يجوز ان يزوجه<sup>١</sup>۔

اقول

فلا ينعقد النكاح كما في الهداية۔

117-قوله

اي غير الاب و الجد<sup>٢</sup>۔

اقول

فلو انكح غير الاب و الجد الصغيرة او هما و هما سكرانان او معروفا بسوء الاختيار و الزوج بشيء العسرة فعلى هذه ينبغي ان لا يصلح النكاح اصلا قلت و لكن صرحوا ان الزوج ان صار غير كفو بعد النكاح لا يرتفع و لا يحصل لا حد خيار الفسخ فينبغي ان يكون الزوج معروفا بسوء العسرة من قبل كما قالوا في سوء اختيار الاب فانهم<sup>٣</sup>۔

118-قوله

و يثبت النسب و عليها العدة<sup>٤</sup>۔

اقول

اقول سيجيء في آخر باب ثبوت النسب ان نكاح الكافر مسلمة باطل لا فاسد فلا يثبت النسب و لا تجب العدة۔

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣٣/٢

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣٣/٢

٣- سواء (مخطوطة)

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٥٩/٢

119-قولهولا يوقف عليهما<sup>١</sup>اقول

لنلا تختلف القافية ش عن ح-

120-قولهلما مرقاله الحلبي<sup>٢</sup>اقول

اقول هذه الحوالة من العلامة الطحطاوى غير مستحسنة فانه لم ينقل عن  
الحلبى فيما سبق ايضاً الا الحكم دون التعليل وهو ما نقل عن الشامى-

121-قولهلا لطلب المهر<sup>٣</sup>اقول

اى ولا لمشروط عادة كالخف و المكعب و ديباج اللفافة<sup>٤</sup> و دراهم السكر  
على ما هو عادة اهل السمرقند-

122-قولهالا اذا ضمن ولا رجوع<sup>٥</sup>

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢٠/٢

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢١/٢

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢١/٢

٤- النفاقة (مخطوطة)

٥- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢٢/٢

### اقول

صرحوا بالنفقة لا تكون ديناً الا بالتراخي او فرض القاضى و معلوم ان الكفالة لا تكون الا بدين و لذا نصوا على بطلان الكفالة بنفقة الزوجة كما فى باب الكفالة فلا بد من حمل ما ههنا على ما اذا كانت النفقة مفروضة بالقضاء او الرضا - الا فلا يؤخذ الاب قطعاً لبطلان الكفالة ذكر هذا التوفيق العلامة الشامى فى باب النفقة فى مسئلة اخذ المرأة كفيلاً بالنفقة و الله تعالى اعلم-

### 123-قوله

لان العادة جارية<sup>١</sup>

### اقول

التعليل قاض بان وجه الافتاء على قول الامام الثانى انما هو ملاحظة العرف و العادة فيدور مع العرف حيث دار و المتعارف فى بلادنا الدخول قبل الاداء مطلقاً فيجب ان لا يكون لها الامتناع اتفاقاً لان المعروف كالمشروط و سيصرح بانه لو يشترط الدخول قبل الحلول و رضيت لم تملك الامتناع بالاتفاق فعيله فعول و الله اعلم-

### 124-قوله

و ذلك اكرام له عليه الصلوة و السلام<sup>٢</sup>

### اقول

وتوضيحه ان هذا التخفيف مع ثباته على الكفر و موته عليه و استحقاقه بانتهاؤه علمه فى شان النبى صلى الله عليه وسلم بتربيته من صغره و ملازمته فى

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢/٢٣

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢/٨٠

حضرة و سفره و رؤيته لمعجزاته و غيره و استماعه لشرعه و ذكره زيادة عذاب على غيره اما يكون بأزاء ما كان بحوط النبي صلى الله عليه وسلم و ينصرة او اكراما للنبي صلى الله عليه وسلم فانه كان يحبه حبا طبعيا لما يرى منه التشمير عن ساعد الجد في نصرة و حماية و لان عم الرجل صنوايه لا سبيل الى الاول لما نطق به القرآن العزيز من ان اعمال الكفار هباء منثور و ما عملوا من طيبات فقد اذهبوها في حياتهم الدنيا فتعين الثاني و لاشك ان اكرامه صلى الله عليه وسلم في ابويه ازيد منه في عمه و حزنه باصابة المكروه و العياذ بالله تعالى ايها اشد من ايتامه بما يصيب عمه فلو ثبتنا و استغفر الله على الكفر لوجب ان يكون عذابهما اخف من عذاب ابي طالب لا سيما و هما لم يدركا البعثة و لم يرذا الدعوة بخلاف ابي طالب ولكن الحديث ارشد انه هو ادنهم عذابا فثبت انها مسلمان و ليس عندنا فيه شك ان شاء الله تعالى و الله يهدي الى سبيل الصواب.

### 125- قوله

ان يضيفه-<sup>١</sup>

### اقول

ضمير الفاعل للجندى و المفعول به للفاضل.

### 126- قوله

لا يتوارثون لان الارث-<sup>٢</sup>

### اقول

اي لا ترث الزوج الزوجة و لا بالعكس و اما الاولاد فيرثون من الابوين

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٨١/٢

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٨١/٢

لعدم اقتصاراتهم على و لادتهم من النكاح الصحيح لعدم كونه على خلاف القياس فحيثما ثبت النسب ثبت الارث و اذلا فلا و الا فلا ارث في الباطل كولد مسلم من و ثنية لا يرث الاب-

### 127-قوله

او المعتبر مدة الحرية-<sup>١</sup>

### اقول

و التشكيك في هذا امر عجيب فانه لو اعتبر في كل مدة ايلانها لزم تفضيل الاماء على الحرائر اذ يصيبها في كل شهرين مرة و لا يزيد الا برضاها و لا يصيب الحرية الا بعد مضي اربعة اشهر بل الزيادة ههنا هي التنقيض<sup>٢</sup> المطلوب و التنقيض هو الزيادة المنكرة و لذلك قدر الطحطاوى بيوم و ليلة من كل اربوع للحرائر و للاماء بيوم و ليلة من كل اسبوع و روى ان عمر رضى الله تعالى عنه بعث عسكريا و كان رضى الله تعالى عنه ينعس بالليلالى فسمع امرأة تنشد اشعارا فيها من الاشتياق الملهب<sup>٣</sup> الى الجماء و التحرز من الزنا خوفا من الله و حفظا لناموس الزوج و كان قد طال فراق زوجها عنها في جهاد فرجع امير المؤمنين الى بيته و سال بنته امير المؤمنين رضى الله تعالى عنه كم تبصر المرأة من الرجل قالت اربعة اشهر و لا شك انه يعمر من تحته الاماء فثبت ان لا معتبر الا مدة الحرية و الله تعالى اعلم ثم رايت العلامة الشامي ذكر البحث كما بحثت و لله الحمد-

### 128-قوله

فقليل ترك مضاجعتها-<sup>٤</sup>

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٨٨/٢

٢- التنقيض (مخطوطة)

٣- الملهت (مخطوطة)

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٩١/٢



اقول

و هو ظاهر الآية-<sup>١</sup>

129-قوله

ترك جماعها-<sup>٢</sup>

اقول

و الآية تحملها-

130-قوله

كلامها مع المضاجعة-<sup>٣</sup>

اقول

هذا بعيد من ظاهر لفظ واهجروهن في المضاجع ظاهرا فلعله الاظهر  
دليلا و الله تعالى اعلم-

131-قوله

ظاهرة انه عند الامر به يكون واجبا عليها-<sup>٤</sup>

اقول

و يأتي في اوائل كتاب الجهاد من المحشى عن البحر انه لا يجب عليها

١- و أثنى تخافون نشوزهن فعظوهن و اهجروهن في المضاجع و اضربوهن- الآية-

(النساء: 34)

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٩١/٢

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٩١/٢

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٩١/٢

امثال او امره الا فيما يرجع الى النكاح و عن الفتح ما هو نص في وجوب الطاعة  
الا فيما فيه مخاطرة الروح فليحرر-

### 132-قوله

و هي طاهرة-<sup>١</sup>

### اقول

قلت و ينبغي التقييد بالسلامة من مرض لا تطبق معها الجماع او يضرها  
فيه و من صغر كذلك و الله اعلم-

### 133-قوله

اذا جانك كتابي فانت طالق-<sup>٢</sup>

### اقول

فما لم يجنى الكتاب لا يقع كذا في فتاوى قاضيه خان و ان كتب اذا جاءك  
كتابي هذا فانت طالق فكتب بعد ذلك حوائج صح هكذا هو في الهندية فلعل  
السيد المحشى اختصر الكلام او في نسخة الهندية سقطا-

### 134-قوله

الاقرار بالطلاق كاذبا-<sup>٣</sup>

### اقول

قد كان الفقير غفر الله له افشى به من قبل بناء على دلائل الاباحة و ذكرتها  
في هوامش الدر المختار فالحمد لله على موافقة المعقول للمنقول و لا حول و لا

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٩١/٢

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١١١/٢

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١١٣/٢

قوة الا بالله العلي العظيم۔

### 135-قوله

برقتك و هبتك۔<sup>١</sup>

### اقول

صوابه برفقتك كما في الهندية۔

### 136-قوله

و امك عفوت عنك۔<sup>٢</sup>

### اقول

اخاف ان يكون في الدر المنتقى ذكر وجه كون قوله و هبتك لا هلك كناية بانه يحتمل الطلاق و يحتمل ان المعنى عفوت عنك لا جلهم فزلت قدم النظر و قد قال في متن الدر المنتقى الملتقى و هبتك لا هلك فقال في مجمع الانهر اى عفوت عنك لا جل اهلك او وهبتك لهم لاني طلقتك۔

### 137-قوله

اظفري بمرادك۔<sup>٣</sup>

### اقول

مثل ذلك الاحتمال في هذا فعليه مذكور تحت قوله افلحي كما قدم الفاضل المحشى في هذه الصفحة عن هذا البحر من انه يقع الطلاق فيها بالنية لانه بمعنى اذ هبى و يحتمل اظفري بمرادك الخ نعم هو ظاهر حيث سألت المراجعة

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٣٨/٢

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٣٨/٢

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٣٨/٢

طلاقها او قالت اريد ان تطلقني فقال اظفري بمرادك و ليراجع الدر المنتقى -

### 138-قوله

في سم الخياط لغو و كونه متصلا<sup>١</sup> -

### اقول

و يخطر ببالي ان لغوية تعليق التطليق بالمستحيل ظاهر كل ظهور اما ان علق به عدم الطلاق كان دخل الجمل في سم الخياط فلست بطالق هل يقع لان مفهومه تعليق التطليق بالكانن فيكون تنجيذا ام لا لان الطلاق انما يقع باللفظ لا بمجرد النية و الفرض و لذا قالوا لو قال لا حاجة لي فيك لا يقع الطلاق نوى او لم ينو لا نه ليس من الفاظه فكذا ههنا التطليق مفهوم لا ملفوظ فليحرر و الله تعالى اعلم -

### 139-قوله

و لو معها شيء غير ما يطبخ كفاكهة<sup>٢</sup> -

### اقول

قلت و عرفنا اعم منهما فانها تعد زائرة و لو لم يكن معها شيء -

### 140-قوله

او تطاول و اقعدة فهو مريض<sup>٣</sup> -

### اقول

قلت و لكن الشامي من الوصايا عند قوله و اعتمد في التجريد ما يعطى

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٥٠/٢

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٥١/٢

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٦٥/٢

خلاف هذه۔

### 141-قوله

او دلالة الحال على ما مر۔<sup>١</sup>

### اقول

اقول للفقير كلام في الاكتفاء بدلالة الحال۔

### 142-قوله

اذا صار ما كولا زال ملك المبيح عنه۔<sup>٢</sup>

### اقول

اقول اراد به مستهلكا فشم ما اباح به الماء ليتوضأ به او يغتسل او يغسل الثياب و امثال ذلك۔

### 143-قوله

المراد بالاباحة التملك۔<sup>٣</sup>

### اقول

كيف يراد بالاباحة التملك مع انه قابلها بقوله و كذا اذا ملكه و كان الحامل للمولى المحشى الفاضل على ذلك انه قال او لا اباحه دفعة و آخر ملكه بدفعات فظن ان الفرق في المسالتين انما هو بدفعة و دفعات و الا لكان تقييد الاول بدفعة و الآخر بدفعات باطلا و لكن ما احسن اشارة الى المولى المحقق الشامي في الجواب عن هذه بانه من قبيل الاحتباك حيث صرح في كل

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢/ ١٩٤

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢/ ٢٠١

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢/ ٢٠١

الموضعين بما سكت عنه في الموضع الآخر الخ فالمراد في كله الموضعين بدفعة او دفعات -

### 144-قوله

و الشكاز و المسحور<sup>١</sup> -

### اقول

على صيغة المبالغة هو الذى اذ عانق المرأة او لمسها او قبلها انزل قبل ان يدخل فى قبلها -

### 145-قوله

فهو اعم من الاصطلاحى<sup>٢</sup> -

### اقول

بل هو اخص من الاصطلاحى فان الاصطلاحى من لا يقدر على جماع فرج زوجته و ان قدر على جماع دبرها او جماع فروج سائر النساء او لا و اللغوى من لا يقدر على الجماع مطلقاً و لكنه اراد ان الماخوذ فى اللغوى عدم القدرة على جماع جميع النساء و فى الاصطلاحى<sup>٣</sup> عدمها على جماع فرج امراته خاصة فكان بهذا المعنى اعم اى اشمل للفروع المنتفية القدرة على جماعها فافهم -

### 146-قوله

اشد من جماع القبل<sup>٤</sup> -

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢/٢٠٩

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢/٢٠٩

٣- اللغوى (مخطوطة)

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢/٢٠٩

اقول

ولكنه لم يعلم ان القدرة على فرج الزوجة ربما منتفى بعقد السحر -

147-قوله

و ظاهرة ولو محكما-<sup>١</sup>

اقول

لكن مخالف تصريح ما في الخيرية من التحكيم الا انه لم يستند الى نقل سواء تصريحهم بالضابط الكلي و هو جواز التحكيم في غير الحد و القود -

148-قوله

هذا يرجع الى التجربة-<sup>٢</sup>

اقول

يعنى و قد ثبت الفرق بالتجربة -

149-قوله

و الحق بها القهستاني كل عيب-<sup>٣</sup>

اقول

اقول هو نص الزيلعي في التبيين حيث قال رحمه الله تعالى قال محمد ترد المرأة اذا كان بالزوج عيب بحيث لا تطبيق المقام معه لا نها تعذر عليها الوصول الى حقها بعيب<sup>٤</sup> فيه فكان كالجب و العنة بخلاف ما اذا كان بها عيب لان الزوج

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢/٢١١

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢/٢١٢

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢/٢١٣

٤- معنى (مخطوطه)

قادر على دفع الضرر عن نفسه بالطلاق و يمكنه ان يستمتع بغيرها -

### 150-قوله

لانها يناقض قوله بعد و لا حق<sup>١</sup> -

### اقول

لا يتناقض بعد ما يقرر ان قوله لا حق لولد عم<sup>٢</sup> الخ انما هو في حق المشتهاة اذا كان ابن العم غير مأمون على ما سينقله من البحر فافهم والله تعالى اعلم -

### 151-قوله

تقتضى عدم الدفع اليه<sup>٣</sup> -

### اقول

اما اولاد الاعمام فانه يدفع اليهم الغلام و الصغير لا تدفع اليهم (كافي ملخصا) لا حق لغير المحرم في حضانة الجارية و لا للعصبة الفاسق على الصغيرة (كفاية) كلها في (الهندية) الاثنى لا تدفع الا الى محرم (خيرية عن المنهاج للعقيلي و الخلاصة و التاتار خانية و غيره) لا حق لابن العم في حضانة الجارية (خانية) و هذا هو الذى يعطيه كلام العلامة (في فتح القدير) و كذلك عمم الحكم (في الهداية) من دون التفصيل بين المشتهاة و غيرها و المأمون و غيره و ان كان ظاهر الفاظ دليله ناظرا الى التفصيل لتعليقه بالتحرز عن الفتنة و معلوم ان لا امتنان الا بالمشتهاة و الله اعلم بالصواب -

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢/٢٣٦

٢- ولا عم (مخطوطة)

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢/٢٣٦



152-قوله

و هو ابن سبع سنين<sup>١</sup> -

اقول

و الصواب عشر سنين -

153-قوله

لتعلقه بامه و ربما يمنعها او يمنع<sup>٢</sup> -

اقول

و له وجه اقوى فان المرأة نفقتها على زوجها و العادة ثبوت يدها على البيت و ما فيها و ربما يحملها شفقتها على ان تطعم و لديها من مال زوجها و ان تخرجت و قل من يتخرج منهم عن امثال ذلك لا سيما في الفواكه و المطعومات فان الزوج يتهمها و يسىء الظن بها انها تطعم و لديها من اشياءه فيحمله ذلك على كراهته و معاداته ثم يقع بذلك مشاجرات بين الزوجين فيكون ذلك اهيج لعداوته في قلب الراب بخلاف الاجنبى فان النساء يتخرجن من اموالهم و هم قلما يتهمونهن و كل ذلك مرئى مشاهد فكثيرا مارينا الاجانب يشفقون على الصغار و لم تر رابا الا وهو يكره ربيبه و بالجملة فله مع الاجنبى عدم العلاقة و مع الراب علاقة العداوة فشتان ما هما -

154-قوله

لكثرة الفساد زيلعى<sup>٣</sup> -

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢/٢٣٦

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢/٢٣٦

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢/٢٣٦

اقول

و محل هذه الرواية ما اذا كان هناك اب او عصابة و ان لا تبقى عند الخاضنة به خيرية قلت و المراد بالعصابة من كان من المحارم و لا تدفع هي الا اليهم-

155-قوله

للعامة عبد القادر-<sup>١</sup>

اقول

بن يوسف الأندي الشهير بقدرى روزرى-

156-قوله

عن هذه المقاصد فيجوز الحلف به-<sup>٢</sup>

اقول

رد الحديث بزم الحلف بالطلاق و به صرح ابن بلبان فى شرح تلخيص الجامع كما نقله الشافى صفحة ٢٩ وقد ذكرنا التوجيه على هامشه صفحة ٤٠-

157-قوله

لان خلاف الشافى بعد محمد-<sup>٣</sup>

اقول

ليس الشافى منفردا به بل سبقه بذلك ائمة مجتهدون تقد موه و تقدموا محمد بن الحسن-

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢/٢٤٣

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢/٣٢٥

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢/٣٢٦

158-قوله

و لا يكون يمينا و لعل الفارق العرف-<sup>١</sup>

اقول

و احسن منه ما ورد في رد المحتار انه قال كانه احتراز عما اذا بالسلطان البرهان و الحجة الخ فان البرهان ليس من صفات الرحمن تبارك و تعالى-<sup>٢</sup>

159-قوله

ان بعض الناس يجهلها-<sup>٣</sup>

اقول

اقول و مع ذلك جديد العهد بالاسلام يرى كثيرا من احكام الشريعة الحققة مخالفة لا حكام ملته الباطلة فعلمه بحرمة في ملته لا يوجب العلم بحرمة في ملة الاسلام-

160-قوله

و في اخراج ذلك بالكيفية-<sup>٤</sup>

اقول

خروجه عن حد الزنا الموجب للحد الذي لا يعلمه بجميع قيوده الا العلماء لا يوجب خروجه عن حد الزنى و تعريف ذاته شرعا الذي يسئل عنه الشهود احتراز عن عقدة زنى العين و اليدين مثلا او التفخيذ و التسريير مثلاً و

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣٣١/٢

٢- ردالمختار المعروف بالفتاوى الشامى ٥٣/٣

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣٨٩/٢

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣٨٩/٢

لذا اقتصر في بيان ذاته الشرعية على الايلاج فقط و لا شك ان وطني المكروه لا يخرج عن ايلاج الذكر في الفرج فوجب السؤال بكيف هو لا خراج المكروه مثلاً والله تعالى اعلم -

### 161- قوله

لان الدبر انما خلق في الدنيا<sup>١</sup>

### اقول

و على قياسه ينبغي في فروج النساء لانها ثقبه البول -

### 162- قوله

الا فيما يرجع الى النكاح<sup>٢</sup>

### اقول

كالتزيين و الاجابة<sup>٣</sup> الى الجماعة بشرو طها و عدم الخروج من بيته الا بحق و عدم البتوتة عند احد و لو ابياها الا اذا احتاج اليها عينا و ترك الصيام النافلة و تطيب اللباس و البدن بالعطريات و الفرج بعد الحيض بفرصته ممسكة و امثال ذلك والله اعلم -

### 163- قوله

و قد يقال انما الرجال<sup>٤</sup>

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣٩٨/٢

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣٣٩/٢

٣- الاحاجة (مخطوطة)

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣٣٨/٢

اقول

و على هذا لا يبعدان يقول قائل ان الامام ان كان محتاجا الى تكثير  
العسكر في الحال قدم اشتراء الرجال و الافتقديم النساء اجب صونا للفروج  
الزكية عن وقوع الكلاب الدنية و الله تعالى اعلم-

164-قوله

ولعل رد من رده في غزوة بدر-<sup>١</sup>

اقول

ليس هذا من كلام الفتح بل نقله عن الامام الشافعي رضي الله تعالى عنه  
كما بينه في نصب الراية-<sup>٢</sup>

165-قوله

فان تحقق منه كفر و الا فلا-<sup>٣</sup>

اقول

نعم تتفاوت الموجبات في ذلك فمنها ما يستوى فيه الجانبان و لا يثبت الا  
ستخفاف الابد ليل كمن حكى ما كان عليه النبي صلى الله عليه وسلم من قلة<sup>٤</sup>  
مبالاته بالتجمل<sup>٥</sup> الظاهري فقد تصير ثيابه و سخة<sup>٦</sup> فحكاية ذلك اما على طريق  
الملقى له صلى الله عليه وسلم كما ذكرنا او اظهار ان الدنيا لا تصلح للالتفات او

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣٥١/٢

٢- نصب الراية (مخطوطة)

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار 478/2

٤- حكه (مخطوطة)

٥- بالتحمل ( . )

٦- ونسخة ( . )

غير ذلك من المقاصد الحسنة فهو محمود و ان حكى ذلك ازلاء به صلى الله عليه وسلم كفر و لا يعلم ذلك الامن خارج و منها ما يترجم فيه جانب الاستخفاف فيحكم به مالم يدل دليل على خلافه كالقاء المصحف في القاذورات<sup>٢</sup> و كشف السوءة عند<sup>٣</sup> ذكر النبي صلى الله عليه وسلم فاتقن هذا الاصل تنفعك<sup>٤</sup> في الجزئيات و الله تعالى اعلم و انظر ما في رد المحتار جلد ٣، صفحة ٣٣٨ -

### 166- قوله

لم تعص الانبياء-<sup>٥</sup>

### اقول

و قم في الاشياء لم يعصوا فقال الحموى الظاهر انه لم يعصوا كيف و قد ذهب اكابر المحققين من اهل السنة انهم عليهم الصلوة و السلام لم يعصوا الله تعالى اصلا لا بعد النبوة و لا قبلها منه القاضي عياض قلت و ابن حجر المكي في افضل القرى و الزواجر-

### 167- قوله

لم يخلق آدم و هو خطأ-<sup>٦</sup>

### اقول

اقول بل الصواب المجمع عليه الوارد في صحاح الاحاديث فاحذر هذا الخطا-

١- جانب جانب (مخطوطة)

٢- قاذرات (مخطوطة)

٣- عندنا (مخطوطة)

٤- تنفك (مخطوطة)

٥- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٩/٢

٦- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٩/٢

168-قوله

• بعث رجل بعينه<sup>١</sup>۔

اقول

و فيه نظر فان النصوص المتواترة على ما فيها من الكثرة كما اثبتت البعث مطلقا كذا اثبتت البعث المطلق وهو ايضا من الضروريات لا شك فليتأمل۔

169-قوله

و لم يتصادقا على الوكالة<sup>٢</sup>۔

اقول

صوابه لم ينصا على الوكالة منها كما نقله ش عن ط۔

170-قوله

قلت ذكر هو قبله عن الطحطاوى<sup>٣</sup>۔

اقول

نعم ذكر ذلك لكن عقبه بتصحيح خلافه و لذا قال ش العجب عن نقل صدر عبارة البحر و لم ينظر تمامها الخ مرضاه به على الفاضلين المحشين۔

171-قوله

من الطريق لهم ذلك<sup>٤</sup>۔

١- حاشية الطحطاوى على الدرالمختار ٣٤٩/٢

٢- حاشية الطحطاوى على الدرالمختار ٥١٨/٢

٣- حاشية الطحطاوى على الدرالمختار ٥٣٢/٢

٤- حاشية الطحطاوى على الدرالمختار ٥٣٦/٢

اقول

اذا كان الطريق للعلامة ولم يضر ذلك بالمارة و كان المسجد محتاجا الى التوسيع نص على ذلك الزيلعى و الدر ايضا و غيرهما -

172-قوله

و صرح به الزيلعى -<sup>١</sup>

اقول

بلفظ عند الدال بظاهرة على انه ظاهر الرواية و لكن قد علمت ما فى الدر وغيره -

173-قوله

و لو فوض المتولى الامر لغيره لا يصح -<sup>٢</sup>

اقول

و ان اوصى بالتولية جاز و كان الوصى هو المتولى بعد كما فى الخبرية صفحة ١٨٥ و ياتى فى ط (طحاوى) آخر صفحة ٥٥٦ -

174-قوله

لا يثبت الحق للمفروغ -<sup>٣</sup>

اقول

و لا ينعزل هذا الفارغ الا اذا كان بعلم من الواقف او القاضى كما ياتى متنا -

١- حاشية الطحاوى على الدر المختار ٥٣٤/٢

٢- حاشية الطحاوى على الدر المختار ٥٣٣/٢

٣- حاشية الطحاوى على الدر المختار ٥٣٣/٢



175-قولهوان في مرضه-<sup>١</sup>اقولو نازعه الحموى لا تجراره<sup>٢</sup> الى ابطال شرط الواقف-176-قولهبان الوقف صحيح-<sup>٣</sup>اقول

اي لازم لزوم الواقف فلا يملك سلطان آخر ابطاله وليس المراد انه وقف صحيح شرعى يجب اتباع بشروطه كما حققه العلامة الشامي رحمه الله-

177-قولهفي المشتري من بيت المال-<sup>٤</sup>اقول

يعنى اذا علم الشراء ولم يعلم<sup>٥</sup> من انه حقيقى ام لا يحمل على الصحة اما ما لم يعلم فيه نفس<sup>٦</sup> الشراء فهذا لا يحمل على الصحة و لا يكون الا وقفا سوريا لان وقفه لا يستلزم شرائه كما حققه الفاضل الشامي رحمه الله-

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٥٣٣/٢

٢- لا تجراره (مخطوطة)

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٥٣٨/٢

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٥٣٨/٢

٥- ليس هذا اللفظ في مخطوطة

٦- تنفس (مخطوطة)

178-قولهو بعده عطف-<sup>١</sup>اقول

تبع فيه السيد الحموى و انظر ما كتبنا عليه-

179-قولهو لا مانع من عطفه-<sup>٢</sup>اقول

بل هو المتعين كما بينا ثمه-

## الجزء الثالث

180-قولهبيع المضطر و شراؤه فاسد-<sup>٣</sup>اقول

و انظر<sup>٤</sup> الى حكاية الامام<sup>٥</sup> مع الاعرابى فى بيع الماء المذكورة فى الاشباه  
و لعلها لم يثبت عن الامام فافهم-

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٥٤٣/٢

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٥٤٣/٢

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٦٤/٣

٤- ونظر (مخطوطة)

٥- العام (مخطوطة)

181-قوله

و لا يفعل ذلك في غير الدنانير<sup>١</sup>

اقول

و ليس للغريم ان يأخذ الدنانير بنفسه اذا كان دينه دراهم و لا العكس على ظاهر الرواية مصحح قاضيهان في باب الصرف و الفتوى في زماننا على مذهب الامام الشافعي و انظر ما سيأتي في الحبر-

182-قوله

و لو استهلكه بطبخه<sup>٢</sup>

اقول

هذا التعميم مستقيم على مذهب صاحبين فان عندهما لا يملك الغاصب بتغيير المغصوب و استهلاكه مالم يؤد قيمته او يضمن اما على مذهب الامام فيملك لكن السبب خبث فيكون كالمشتري فاسدا فينبغي ان يطيب للمشتري فيه لان سبب الخبث مقتصر على الغاصب و لا يتعلق حق المغصوب منه بعين المغصوب بعد التغيير و الا استهلاك لا تنتقل حقه الى الضمان بل قد حققنا ان حصول الملك بذلك مجمع عليه بين ائمتنا كما بينا على هامش رد المحتار من الغصب-

183-قوله

كذا في البحر عن البزازية<sup>٣</sup>

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٤٣/٣

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٨٢/٣

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٨٦/٣

اقول

ليس بلفظ الصحيح في البزاية آخر الفصل العاشر من البيوع-

184-قوله

افاده في الهندية-<sup>١</sup>

اقول

و كذا في الخانية من باب الصرف-

185-قوله

ان ذكر على سبيل الاستمهال-<sup>٢</sup>

اقول

مفاد العبارة ان هذا التشقيق فيما لا تعامل فيه فيكون الفساد مشروطا بشرطين احدهما عدم<sup>٣</sup> التعامل و الآخر الذكر على وجه الاستمهال و الصحة تحصل باحد الامرين التعامل او الذكر على سبيل الاستعجال و ليس كذلك بل الامر بالعكس فالصحة مشروط بشرطين التعامل و عدم الاجل للاستمهال و الفساد يحصل باحدهما فليتنبه-

186-قوله

اهل المذهب عدة-<sup>٤</sup>

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٠٦/٣

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٢٦/٣

٣- قدم (مخطوطة)

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٢٦/٣

اقول

فمنها الحاكم الشهيد كما في القهستاني -

187-قوله

فالاولى حذفه ليتأتى الخلاف<sup>١</sup>

اقول

فيه ان البيع اذا كان مطلقاً و لا ذكر في نفس العقد لشرط الفسخ و عدم اللزوم صريحاً و لا دلالة و انما وعد ذلك من بعد و لم يكن غبناً فاحشاً بعلم البائع و لا وضع رابع على اصل الثمن فلا يجعل رهناً البتة و قد مر<sup>٢</sup> ان بيع الوفا هو الذي يذكر فيه الفسخ في سنخ العقد هكذا فسر في البحر الرائق و الهندية و جواهر الفتاوى و حاشية الفصولين و العناية و الكفاية و المحيط و غيرها و فيه تجرى الاختلافات اما ما ذكر في القيل الثالث من التفصيل فاستقصاء للصور المحتملة في المسئلة و ان لم يكن بعضها بيع و فاقسط قوله ليتأتى الخ فافهم -

188-قوله

و هو الصحيح<sup>٣</sup> -

اقول

و ينبغي استثناء ما كان معهود الان المعروف كالمشروط -

189-قوله

و اصلاح المهم مستحق عليه ديانة<sup>٤</sup> -

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٣٣/٣

٢- و الامر (مخطوطة)

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٤٤/٣

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٤٤/٣

اقول

افاد ان كل ما كان مستحقا على اخذ ديانة فلا يجوز اخذ شيء عليه فافهم-

190- قوله

بحر و قال في الهندية-<sup>❶</sup>

اقول

من بعد قوله تنمة الى ههنا كله من البحر-

191- قوله

و تجواز المصانعة للاوصياء-<sup>❷</sup>

اقول

اي اعطاء شيء رشوة لدفع ظلم الظلمة اذ علموا ان لو منعوا زادت المؤنة او نقصت الاموال انظر الى الهندية من باب الوصية-

192- قوله

حيللة الاستنجار المتقدم انتهى-<sup>❸</sup>

اقول

عبارة الخلاصة و الثالث الاهداء لدفع<sup>❹</sup> الظلم عن نفسه و هو حرام على الأخذ و الحيلة ان يستأجرة ثلاثة ايام او نحوه ليعمل له ثم يستعمله اذا كان فعلا

❶- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣/ ١٤٤

❷- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣/ ١٤٨

❸- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣/ ١٤٨

❹- الابداء لد (مخطوطة)

يجوز كتبليغ الرسالة ونحوه و ان لم يبين المدة لا يجوز الخ۔

اقول و يدل على انه لا يحل الاخذ على دفع الظلم و ان كان الظالم غيره فان حيلة الاستيجار انما يكون في امر<sup>١</sup> جائز فيدل على ان دفع الظلم عن المظلوم مستحق ديانة على كل من يقدر عليه فلا يجوز له اخذ الاجر عليه و كان هذا هو المراد بقول البحر المار اصلاح المهم المستحق عليه ديانة بدليل قول الهندية المار عن المحيط اذا اعطاه بعد ان سوى امره و نجاه من الظلمة الخ و حينئذ لا حاجة الى ما كتبت على قول البحر المذكور ٢٨٦/٦ ما نصه اقول لعل هذا اذا كان مقررًا عليه من جهة السلطان بمشاهدة فيجب عليه بحكم الاجارة فانهم، و انظر ما كتبنا على ش ٣/٢٤١۔

### 193-قوله

يخص الانبياء كآدم و داود۔<sup>٢</sup>

### اقول

و قد ورد في الحديث فان فيها خليفة الله المهدي و ينادى من السماء هذا خليفة الله المهدي فاسمعوا له و اطيعوا۔

### 194-قوله

لان الصحابة تقلدوه معاوية۔<sup>٣</sup>

### اقول

ما أشنع<sup>٤</sup> مثالا و افضله<sup>٥</sup> لا يستجئ به الفسقة الظلمة الهمة الممزة الذين

١- عندئذ (مخطوطة)

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٨١/٣

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٨١/٣

٤- ما أشنع (مخطوطة)

٥- حافظه (مخطوطة)

في قلوبهم مرض الى تسكين بغض عظيم من صحابة رسول الله صلى الله عليه وسلم والقصد المتعين المفترض على كل مسلم ان الجائر هو الواضع شيئا غير موضعه كما ان العادل هو الذي يضع كل شيء موضعه ولا شك ان السيد معاوية رضي الله تعالى عنه لما خرج على الامام المرتضى والخليفة المجتبي ولقد كانا والله امامي حق وخليفتي وصدق وادعى ما ادعى فقد وضع الشيء في غير موضعه اذ لم يكن غير السمع والطاعة في وسعه وليس قولهم هذا باعجب من قول النبي صلى الله عليه وسلم لحواريه وابن عمته واحد عشرته سيدنا ومولانا زبير بن العوام رضي الله تعالى عنه تحاربه اي سيدنا عليا كرم الله وجهه احسن تكريم وانت ظالم له او كما قال صلى الله عليه وسلم فليس لفظ الجائر اكبر من لفظ الظالم والايمان يشهد بانه لم يرد ههنا ما ارتكن في الازهان الاما ذكرنا في تاويل الجوار من وضع الشيء في غير موضعه فان كان هذا الوضع عن تعنت وعناد فهو المذموم المشوم او عن خطأ في اجتهاد فصاحبه معذور و ماجور غير ماذور قطعاً فيقبح هذا اللفظ لان فيه فتح باب انتهاك حرمة الاصحاب-

### 195-قوله

فلان المقلد ما قلده-<sup>٢</sup>

### اقول

الذي قلده للقضاء وجعله قاضيا-

### 196-قوله

لم يظهر معني هذه العلة-<sup>٣</sup>

١- ومع (مخطوطة)

٢- حاشية الطحطاوي على الدر المختار ٣/١٩٨

٣- حاشية الطحطاوي على الدر المختار ٣/٢٥٩



اقول

الحمد لله. معناه واضح فان الذى لا يكتفى بقوله<sup>١</sup> انما عدل ليمشى شهادة نفسه اذ لولاه لردت بالوحدة-

197-قوله

فيه ان المقصود-<sup>٢</sup>

اقول

فيه ان عرف من التعريف لا من المعرفة فسقط الاعتراض راجع ما علقنا على رد المحتار-

198-قوله

فيه تعليل الشئ بنفسه-<sup>٣</sup>

اقول

ان تقول انه تعليل لعدم افادة اجازة المالك شيئا لا لصيرورته غاصبا بالمخالفة حتى يكون مصادرة على المطلوب و المعنى انه لما صار غاصبا فلا يملك المالك قلب الغاصب<sup>٤</sup> مضاربة باجازته فتبصر فلعل الحق لا يتجاوز عنه و الله تعالى اعلم-

199-قوله

تربو الفاسدة على الصحيحة-<sup>٥</sup>

١- بقول (مخطوطة)

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢٩٢/٣

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣٦٢/٣

٤- فلب الغصب (مخطوطة)

٥- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣٦٢/٣

اقول

لانه ان لم تريحه الصحيحة لاشيء له -

200-قوله

لانه صريح-<sup>١</sup>

اقول

قيل الامن السلطان فهبة كما في الهندية -

201-قوله

و القبض شرط ثبوت الملك-<sup>٢</sup>

اقول

في نسخة الهندية التي عندي لفظ قبول<sup>٣</sup> مكان القبض و هو الظاهر للتفريع-<sup>٤</sup>

202-قوله

ما في المحيط بما قالوا لو وضع ماله-<sup>٥</sup>

اقول

على النسخة التي عندي فلا تايد بل هو مخالف لما في المحيط فانها ان<sup>٦</sup>

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣/٣٨٥

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣/٣٩٣

٣- و ايضا في النسخة المطبوعة من نوراني كتب خانه بشاور، لفظ قبول

٤- ان التفريع (مخطوطة)

٥- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣/٣٩٣

٦- فانها (مخطوطة)

تم دل على عدم اشتراط القبول ايضا مع ان المحيط انما ينكر الركنية دون الاشتراط و قد اجبنا عن استدلال القهستاني، هذا على هامش رد المحتار والله تعالى اعلم-

### 203-قوله

و عدم صحتها بخيار<sup>١</sup>

### اقول

و لكن قال القاضى الامام فى الخانية و لو وهب شيئا على ان الواهب بالخيار ثلاثه ايام صحت الهبة و بطل الخيار لان الهبة عقد غير لازم فلا يصح فيها شرط الخيار و هو<sup>٢</sup> كما ترى صريح فى ما يفيد المتن و ان كان مخالفا لما يعطيه تفريع الشرح فانهم و حرر-

ثم رايته صرح فى الخانية متصلا بما نقلته مقدما عليه لو وهب غلاما او شيئا على ان الموهوب له بالخيار ثلاثة ايام ان اجاز قبل الافتراق جاز و ان لم يجز حتى افتراقا لم يجز انتهى<sup>٣</sup> فاما عدم<sup>٤</sup> صحة الشرط فيما اذا كان الخيار للواهب و عدم صحة الهبة فيما اذا كان للموهوب له فكللام المصنف رحمه الله مطلق فى محل التخصيص و تفريع الشارح رحمه الله تفريع على المضاد ثم الذى ظهر لى من الفارق بينهما ان الهبة بنفسها لا تلزم فاشتراط الخيار فيها للواهب لقو فيلغو الشرط كما افاده بقوله لان الهبة عقد غير لازم بخلاف البيع فانه لازم جازم فيصح ان يشترط البائع الخيار للمشتري<sup>٥</sup> و كذا المشتري

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣/٣٩٣

٢- فتاوى خانية على هامش الفتاوى الهندية، ٣/٢٦٦

٣- فتاوى خانية على هامش الفتاوى الهندية ٣/٢٦٦

٤- فافاد عدم (مخطوطة)

٥- التردى (مخطوطة)

و اما اذا كان الخيار للموهوب له فهذا اضرار بالمتبرع و حجر له عن التصرف في ماله الى ثلاثة ايام مثلا و شخوص بصر الى الموهوب له هل يقبل ام يرد ففيه قلب الموضوع مع ان الخيار في القبول خفة - ٥ و انما جاز في البيع دفعا للحاجة كيلا يغبن و ههنا لا حاجة فلا يشرع فبقى منافيا للقبول على اصله لا نه بناء على محذور متردد مشكوك فاذا افترقا عن خيار للموهوب له فكانما افترقا من دون قبول و معلوم ان القبول اذا لم يكن في المجلس لم تصح الهبة فكذا هذا ما ظهر للعبد الضعيف فانهم و الله تعالى اعلم-

### 204-قوله

الاكل والاخذ-<sup>٢</sup>

#### اقول

الذى في الخانية و الهندية<sup>٢</sup> و غيرهما حل الاكل دون الاخذ و الاعطاء و دليله في الخانية-

### 205-قوله

شيخ الاسلام-<sup>٢</sup>

#### اقول

والامام قاضي خان-

### 206-قوله

و في قرضه فانه يجوز اجماعا-<sup>٥</sup>

١- حقيقه (مخطوطة)

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣/٣٩٣

٣- فتاوى هندية ٣/٣٨١

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣/٣٩٦

٥- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣/٣٩٦

اقول

كان اعطاء الفانصفها قرض و نصفها ثمن ما اشترى مثلاً۔

207-قوله

ولو سلمه شائعاً لا يملكه فلا ينفذ تصرفه فيه۔<sup>١</sup>

اقول

هو الصحيح و هو المختار و هو ظاهر الرواية و عليه العمل و عليه اعتماد الشامي و الفتاوى بخلافه انما هي في بعض الفتاوى فلا ترجح على ظاهر الرواية المصحح المختار و ان كان في الجانب الآخر لفظ به يفتى و تمامه فيه فليراجع۔<sup>٢</sup>

208-قوله

عن قصد الاضرار و قال في الخانية۔<sup>٣</sup>

اقول

التفصيل به انما كان في صورة التفصيل و ما بهبة الكل من احدثهم فاضرار مطلقاً فلم يرد العلامة الطحطاوى بنص البزازية هذه المسألة و انما اراد لقوله<sup>٤</sup> و عند الثاني التنصيف و هو المختار اطلاقاً<sup>٥</sup> عن قصد الاضرار بخلاف ما مر في الدر المختار من ان التسوية انما هو عند قصدهم فافهم۔

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣٩٦/٣

٢- فتاوى شامي ٥١١/٣

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣٠٠/٣

٤- قوله (مخطوطة)

٥- اطلقه (مخطوطة)

## 209-قوله

على انه يجوز بدون تسليم و انه غير الهبة<sup>١</sup>

## اقول

نقل مجهول لا معقول و لا مقبول اما الجهالة فلان المفتاح ليس من كتب المذهب و اما انه غير معقول فلان التملك حالا اما للعين او للمنافع و كل اما بعوض او مجانا هذا تقسيم حاصر عقلي لا امكان لخروج قسم عنه و معلوم بداية ان هذا الشيء الذى ذكر ليس تملك المنافع و لا تملك العين بعوض فاذن ليس تملك المنافع و لا تملك العين بعوض فاذن ليس الا تملك العين حالا مجانا وما هو الا الهبة و به فسرت فى المتون و قال قاضى زاده فى نتائج الافكار الهبة فى الشريعة تملك المال بلا عوض كذا فى عامة الشروح بل المتون و ما عهد من الشرع المطهر قط عقد يكون لملك العين فى الحال بلا عوض و لا يكون هبة و لو كان لو جب ان يخصه<sup>٢</sup> له كتاب او باب او فصل او اقل شيء فى كتب المذهب كما عقدت الكتب للبيع و الهبة و العارية و الاجارة لكن ترى كتب المذهب عن آخرها خالية عن ادنى ايماء الى ذلك فاذن هو عقد غير معهود من الشرع بل و معروف فى عرف الناس قاطبة فانك لو اخبرت احدا ان زيدا ملك دارة من عمرو مجانا فى الحال لم يفهم<sup>٣</sup> منه احد<sup>٤</sup> الهبة ولا يطرؤ ببال صبي عاقل<sup>٥</sup> و لا عالم فاضل<sup>٦</sup> غيرها و قد علل فى الهداية و غيرها عامة الكتب المتعلقة اشتراط القبض فى الهبة بانه عقد تبرع و فى اثبات الملك قبل

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار 409/3

٢- يعضه (مخطوطة)

٣- يضم (مخطوطة)

٤- احمد (مخطوطة)

٥- ولا يطرؤ ببال صبي على قل (مخطوطة)

٦- فانضل (مخطوطة)

القبض الزام المتبرع شيئاً لم يتبرع به و هو التسليم فلا يصح ١هـ<sup>١</sup> والتمسك بمسئلة الاقرار ادل دليل على ان هذا الكلام لم يصدر عن فقيه فانه انما كان المراد مواخذة باقراره فهل يستدل به على ان التملك يصح من دون ايجاب من المملك اصلان لا شك انه كـ<sup>٢</sup> اقر بالبيع جاز فهل يستدل به على ان البيع يتم من جانب البائع وحده لانه ليس ههنا شيء من جانب المشتري بل الشيء الذي غفل عنه هذا الاستدلال ٣ ان الاقرار اخبار ٤ من وجه كما انه انشاء من وجه فلهبه الاخبار يؤخذ بامثال القرار لا لانه انشاء عقد لا يحتاج الى القبض الا ترى انه لو اقر لغيره بنصف ٥ دارة مشاعاصح كما في الدرر وغيره و ليس ٦ ذلك الاشبه الاخبار و لو كان انشاء لم يصح كما نصوا عليه مع وجوب الصحة على و هم هذا الواهم ان التملك قد تقدم في الاقرار متناً و شرحاً جميع مالى او ما املكه له هبة لا اقرار فلا بد من التسليم بخلاف الاقرار ١هـ<sup>٧</sup> - ٤

فقد افاد ان لامر التملك تفيد الهبة و يشترط التسليم و ان عدم اشتراط في الاقرار من جهة انه اخبار من وجه لا ان ههنا عقداً لا يحتاج الى التسليم و النكتة فيه ان التملك يعم البيع و الهبة فاذا اقر بانه ملك الثمار و هي على الاشجار صرف الامر الى البيع مواخذة له باقراره و تصحيحاً للكلام فيما امكن بخلاف ما لو اقر بانى ٨ قد ملكته من فلان قبل و لم يبحث عن الشغل و البعض

١- هداية الخبيرين صفحة ٢٨١

٢- حجاب (مخطوطة)

٣- هذا استدلال (مخطوطة)

٤- افاد (مخطوطة)

٥- نصف (مخطوطة)

٦- ليس (مخطوطة)

٧- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣/٣٣٠

٨- بالي (مخطوطة)

و غيرهما لان الاقرار بالتمليك اقرار بخروجه عن ملكه الى ملك المقر له و لا يصح<sup>١</sup> ذلك في التبرعات الا بالقبض المفروض فلا قرار به اقرار بالهبة و بالا قباض معا بخلاف ما لو اقر ا في وهبته فان صدور الهبة من الموهب لا يستلزم الاقباض فلا يكون اقرار بحصول الملك للموهوب له لهذا هو الفرق بين الاقرارين لا ما زعم ان التملك لا يحتاج الى القبض و لولا ذكر<sup>٢</sup> هذا الدليل لا يقنا ان هذا النقل و الفتوى<sup>٣</sup> مكذوب به<sup>٤</sup> على المشائخ و لكن باستدلالة<sup>٥</sup> تبين ان الخطا في الفهم و قد قدمنا نصوصا قاطبة بان التملك ههنا هبة و قد اعترف به هذا الفاضل في صدر كلامه<sup>٦</sup> ان التملك يكون في معنى الهبة و تم<sup>٧</sup> بالقبض فاذا كان تمامه بالقبض فكيف يجوز بدون التسليم ثم العجب اشد العجب ان الاختلاف كان في انه لو قال ملكتك هذا هل يكون هبة ام لا يصح اصلا لان التملك اهم كما قدمنا عن رد المحتار و الآن جاء تنا الفتوى<sup>٨</sup> بانه صحيح طلقا حتى بلا قبض بل هذا اعجب عجاب و قد اسمعناك نص-<sup>٩</sup>

**الفتحة** و جامع الفصولين و الخير الرملی و العقود الدرية ان المحضر المكتوب فيه ملكه تملیكا صحيحا فاسد غير مقبول لان جهة التملك فيه مجهول و من قبله قبله حملا له على الهبة و الآن صار مقبولا لانه عقد جديد مخترع لم يعهد في شرع و لا عرف و ان قوله موت المقر بمنزلة التسليم بالاتفاق خرق للاجماع الناطق بان موت احد العاقدین قبل التسليم مبطل فالحق ان هذا النقل

١- و لاحق (مخطوطة)

٢- ذكره (مخطوطة)

٣- مكذون (مخطوطة)

٤- باستر لابه (مخطوطة)

٥- حاشية الطحطاوى على الدر المختار 392/3

٦- و هم (مخطوطة)

٧- سمعناك (مخطوطة)



المجهول غير المعقول<sup>١</sup> مما لا يحل الاعتماد بل يسوغ الالتفات اليه و بالله العصمة و التوفيق -

### 210-قوله

اخبار لا تمليك<sup>٢</sup> -

### اقول

كذا نقل عنه اعنى عن الطحطاوى<sup>٣</sup> فى قرة العيون و هو الصواب -

### 211-قوله

ليس له التصرف فيه<sup>٤</sup> -

### اقول

وكذا اذا كتب فيه اقراء و اوصله الى فلان فليس له التصرف فيه و انما عليه ان يرد الى المالك او يوصل الى فلان -

### الجزء الرابع

### 212-قوله

يحب بالغاً<sup>٥</sup> -

### اقول

اى و ان زاد على المسمى -

- 
- ١- الغير لامقبول (مخطوطة)
  - ٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣/٢٠٩
  - ٣- ط (مخطوطة)
  - ٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣/٢٠٩
  - ٥- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣/٢٢٢

213-قوله

من الحلية ٥١ من المقاصد الحسنة-<sup>١</sup>

اقول

هكذا نقل عنه الشامي و سكت<sup>٢</sup> عليه مع ان حلية الاولياء من تصانيف  
الحافظ ابي نعيم دون الحافظ ابي القاسم سليمان الطبراني-

214-قوله

حكما له بعد صحتها-<sup>٣</sup>

اقول

لا ينافي كون الشيء حكما كون ذكره شرطا و الحكم انما يترتب على  
الشيء المستجمع لشروطه و قولهم عقد كذا انما يكون معناه اتي بكل ما  
يشترط فيه فان كان ذكر العقل و الارث شرطا كان معنى قول ابراهيم والاه  
ان قال له واليتك على ان ترثني<sup>٤</sup> و تعقل عنى كما ان معنى قوله الرجل الرجل  
الرجل الخ المجهول النسب الغير العربي الذى ليس له ولاء عتاقة و لا مولاة مع  
احد قد عقل عنه-

215-قوله

اذا قال واليتك و قال الآخر قبلت-<sup>٥</sup>

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢٤/٣

٢- و مكت (مخطوطة)

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٤٠/٣

٤- ان ترى ثنى (مخطوطة)

٥- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٤٠/٣

اقول

و يحتمل ان هذا تعويض عن مجموع العبارة المذكورة اولا او عن قوله  
انت مولاي فقط فتبقى بقية العبارة مما لها لا جرم اذ قال ملك العلماء تلميذ  
صاحب التحفة في شرحها البدائع التي قد عرضها على المصنف فزوجه ابنته او  
يقول واليتك<sup>٢</sup> فيقول قبلت بعد ان ذكر الارث و العقل في العقد-

216-قوله

ما يدل على عدم اشتراط<sup>٣</sup>

اقول

اي ما يكون نصا فيه كما قد عرفت-

217-قوله

ردة على الجواز<sup>٤</sup>-

اقول

اجبنا عن هذا على هامش رد المحتار-

218-قوله

قد سبق ما فيه<sup>٥</sup>-

اقول

قد سلف فيه-

١- فقد (مخطوطة)

٢- و السكت (مخطوطة)

٣- حاشية الطحطاوي على الدر المختار ٤٠/٣

٤- حاشية الطحطاوي على الدر المختار ٤٠/٣

٥- حاشية الطحطاوي على الدر المختار ٤١/٣

219-قوله

او الترسى فان ذلك-<sup>١</sup>

اقول

اجبنا عنه على هامش رد المحتار فارجع اليه-

220-قوله

قبول الهبة و الاسلام-<sup>٢</sup>

اقول

يعنى اذا كان مميزا و الا لا يصح الاسلام كاسلام ذاهب العقل اصلا لانه  
اذعان و اعتقاد و لا اذعان لهما-

221-قوله

ان كان مضيعا لماله-<sup>٣</sup>

اقول

من كان مضيعا لماله فى الشرفانه فاسق لا تقبل شهادته بهذا يعلم حكم  
اللاعبين بالنار فى ليلة البراءة و غيره و حكم الذين يستصنعون من القرطاس  
لعبات يطيرونها فى الهواء و هذان الامران شائعان فى الهند بل و غيره ايضا و  
حسبنا الله-

222-قوله

فى البزازية-<sup>٤</sup>

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٩/٣

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٨٠/٣

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٨٣/٣

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٠١/٣

اقول

و في الهندية اخذ دراهم من مال الصغير فصرفها في حاجة نفسه ثم رد مثلها الى الصغير لا يبرؤ الا ببراء الصغير بعد بلوغه او كما قال يراجع اليها من باب الوصى -

223-قوله

و ان ضم النقد يورث الخبثه قهستاني<sup>١</sup> -

اقول

عندى فيه كلام ذكرناه على هامش رد المحتار -

224-قوله

في تناول المشتري فان الربح<sup>٢</sup> -

اقول

في رد المحتار عن التبیین لا يحل له التناول منه قبل ضمان القيمة و بعده<sup>٣</sup> يحل الا فيما زاد على قدر القيمة و هو الربح فانه لا يطيب له و يتصدق به<sup>٤</sup> افاد ان حكم الربح غير حكم الاصل في بعض الصور<sup>٥</sup> قلت و يمكن ان يكون كلام الطحطاوى فيما اذا لم يؤد الضمان فانه حينئذ يكون الاصل و الربح كلاهما خبيثين حيث يحكم بالخبث<sup>٥</sup> -

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٠٥/٣

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٠٥/٣

٣- ثم رايت في الهندية عن التبیین انه صرح بهذا اعنى حل التناول من الاصل بعد الضمان لا من الربح في صورة النقد ايضا حيث قال بعد ذكر مذهب الكرخي قال مشائخنا لا يطيب بكل حال ان يتناول منه قبل ان يضمه و بعد الضمان لا يطيب الربح بكل حال و هو المختار الخ- ١٢ من

٣- اى عند الكرخي فيما اذا اشار و نقد و في القول المختار مطلقا- ١٢ من

٥- و لعبده (مخطوطه)

225-قولهلو شراى بالف-<sup>١</sup>اقول

قبل اداء الضمان-

226-قولهو يصرفونها الى حوائجهم-<sup>٢</sup>اقول

لعدم الملك فيعمل في النقود ايضا نعم يزول بعد اداء الضمان فيباح  
الاكل والفرط و كما حققنا على هامش رد المختار-

227-قولهبه امته لا يحل وطؤها و لو غصب-<sup>٣</sup>اقول

هذا خلاف الصحيح، ما لم يؤد الضمان-

228-قولهباحدهما امرأة-<sup>٤</sup>اقول

اي بدرهم الغصب او الوديعة-

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٠٥/٣

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٠٥/٣

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٠٥/٣

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٠٥/٣

229-قوله

لا يحرم التناول لعدم تعلق العقد-<sup>١</sup>

اقول

هذا هو الموافق للضابطة المذكورة في البيع الفاسد ان كان الكلام فيما اذا نوى الضمان فانه حر بملكه و لو ملكا خبيثا و قد تقدم ان الخبث ان كان لفساد الملك لا يحل فيما لا يتعين فيطيب الربح اى من دون تفصيل بين عقد و نقد اماما يفيد ظاهر اطلاقه من الجواز مطلقا سواء ادى الضمان اولا فمخالف للضابطة قال الخبث اذا كان لعدم الملك عمل فيما يتعين و فيما لا يتعين فكيف يحل التناول فافهم فان المقام من تزال الاقدام و قد حققنا الامر في هامش رد المحتار من كتاب الغصب و من البيع الفاسد فليراجع و الله تعالى اعلم -

230-قوله

انه لا ينقطع-<sup>٢</sup>

اقول

و مشى في الخلاصة على الانقطاع-

231-قوله

او كانت ديننا عليه ٥١ مكي-<sup>٣</sup>

اقول

ذكر المسئلة اوضح و ابين مما ههنا في غصب الشاة عن السراج الوهابي صفحة ٥٥ -

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٠٥/٣

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٠٦/٣

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٠٦/٣ اهمكي (مخطوطة)

232-قوله

و رواية عن ابي حنيفة<sup>١</sup>

اقول

هَذَا صريح في انه خلاف ظاهر الرواية<sup>٢</sup> عن الامام لكن في الخلاصة و الهندية و غيرهما انه قول الامام الاعظم و الاستحسان قولهما و عليه الفتاوى لكن ذكر في البزازية ان الامام نجم الدين النسفي كان ينكر ان يكون هذا قول الامام و العلم عند الله فان قلت على تقدير ان يكون هذا قول الامام ما الفرق بينه و بين المبيع فاسدة فان الامام لا يحل الانتفاع<sup>٣</sup> به مع وجود الملك فيها خبيثا قلت لعله يفرق بينهما بان المصوب بعد التغير لا يرد بخلاف المبيع فاسدة فانه واجب الرد بحكم التفاسخ الواجب لحق الشرع فكان حق الغير متعلقا بعينه بخلاف المصوب المغير فانهم و الله تعالى اعلم-

233-قوله

بما ذكر في الكتب<sup>٤</sup>

اقول

تفيد<sup>٥</sup> الاطلاق البداية و<sup>٦</sup> لعل المراد به المبسوط ولا يمكن ارادة مختصر القدوري كما هو المعروف عندهم عند اطلاق الكتاب لان القدوري تلميذ تلميذ تلميذ الكرخي .

١- الوايه (مخطوطة)

٢- الانتفاع (مخطوطة)

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٠٦/٣

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٠٦/٣

٥- تقييد (مخطوطة)

٦- ليس "و" في مخطوطة



234-قوله

و ذكره المصنف في شرحه-<sup>١</sup>

اقول

و يؤيده تعبير الخانية ان لصاحب الاكثر ان يملك الاجر القيمة-<sup>٢</sup>

235-قوله

وانه احسن<sup>٣</sup> و نحن نفتي-<sup>٤</sup>

اقول

الذي في القهستاني و في العقود عنه حسن بلا همزة التفضيل-

236-قوله

و عليك بالمراجعة فاني ضعيف-<sup>٥</sup>

اقول

و وجهه<sup>٦</sup> الشامي<sup>٧</sup> بتوجيه ثالث فقال اي اذا كان ذلك البيت مشرفا على العدو فللغزاة دخوله فتقاتلوا العدو منه او نحو ذلك فتأمل ٥١ اقول و يظهر لي توجيه رابع و هو ان بعض الكفرة اذا تكامنوا في بيت رجل ذمي<sup>٨</sup> او مسلم و

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٠٦/٣

٢- ان تملك الآخر لظمتية (مخطوطة)

٣- احمر (مخطوطة)

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٠٨/٣

٥- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٠٩/٣

٦- و طبه (مخطوطة)

٧- الشامي (مخطوطة)

٨- و في (مخطوطة)

الغزاة يرون قتله و صاحب البيت لا يأذن لهم في دخول جاز لهم الهجوم و لو فيه الحريم فان صاحب البيت هو الذى اسقط الحرمة بنهيهم اياهم و خامس و هو ما اذا اراد الغزاة اللجوء الى بيته لحاجة او مصلحة-

ثم اقول و يمكن ان يكون كل ذلك مراداً فان الضابطة ان مواضع الضرورة مستثناة كما في الغمز عن التجنيس و الله تعالى اعلم-

### 237-قوله

لان اخذ الاجرة اجازة-<sup>٢</sup>

### اقول

عجيب فان الاجازة لا تلحق بالمعدوم و شرط صحة الاجازة قيام المعقود عليه و هو المنافع ههنا و قد عدت نعم يجرى هذا التعليل فيما اذا استعجل الاجرة قبل انتفاء المستاجر بالمستاجر فرد الى مالك-

### 238-قوله

لا يجوز دخول بيت انسان-<sup>٣</sup>

### اقول

هذه المسائل من الاشباه و لم يتكلم الحموى على قوله الا في الغزو لشيء-<sup>٤</sup>

### 239-قوله

انه افضل العلماء في زمانه-<sup>٥</sup>

١- الضابط (مخطوطة)

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٠٩/٣

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٠٩/٣

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٢٩/٣

اقول

الذى فى المنقول عنه صفحة ٢٢٣ و قد ايده ما صح عندنا ان افضل العلماء فى زمانه و اكمل العرفاء فى اوانه زين الملة و الدين ابو بكر البانبارى قد راي فى المنام انه شافعى المذهب الخ-

240-قوله

ولا عبرة بغير الفقهاء والمنقول-<sup>١</sup>

اقول

اذا وقع كلامهم مخالفاً للفقهاء-

241-قوله

ان يقال كجزء منها فيحل ويحرر-<sup>٢</sup>

اقول

لا احتمال لهذا بعد ما نصوا ان المضغة نجسة و كذا الولد اذا لم يستهل و معلوم ان كل نجس حرام-

242-قوله

و الذكرو الانثيان و المثانة-<sup>٣</sup>

اقول

بقى الفرج و المرارة فانهما ايضا مكروهان كما سيأتى آخر الكتاب فى مسائل شتى-

١- حاشية الطحطاوى على الدرالمختار ١٥٣/٣

٢- حاشية الطحطاوى على الدرالمختار ١٥٥/٣

٣- حاشية الطحطاوى على الدرالمختار ١٥٤/٣

243-قوله

و كذا الدم الذى يخرج من اللحم-<sup>٤</sup>

اقول

لكن فى رد المحتار قوله و الدم المسفوح اما الباقي فى العروق بعد الذبح فانه لا يكره و سيذكره الطحاوى<sup>٤</sup> بمثله فى مسائل شتى-

244-قوله

هل الكراهة تحريمه-<sup>٤</sup>

اقول

فى الذكر و ما بعده-

245-قوله

عن العيني الجريث بكسر الجيم-<sup>٤</sup>

اقول

صوابه الوانى فان عبارة ابى السعود الجريث سمكة متوطؤ قاله العيني و قال الوانى الجريث بكسر الجيم-

246-قوله

قد علمت ان الكراهة-<sup>٥</sup>

٢- حاشية الطحاوى على الدر المختار ٣/١٥٤

٣- ط (مخطوطه)

٣- حاشية الطحاوى على الدر المختار ٣/١٥٤

٥- حاشية الطحاوى على الدر المختار ٣/١٥٤

٦- حاشية الطحاوى على الدر المختار ٣/١٤٣

اقول

الكرامة المقيدة بالحل غير مطلقه كما لا يخفى و انظر ما كتبنا على هامش رد المحتار -

247-قوله

ان تصنع التعويذ ليحبها زوجها<sup>١</sup> -

اقول

لفظ محمد في الجامع الصغير التوله بكسر التاء و فتح الواو و هو قسم من السحر ليعمل لا جل الحب فلا شك من حرمة و اما ما كان باسم الله تعالى او آية من الآيات مظهرا و مضمرا على ما يعمل الفاعلون فهذا لا يظهر به بأس و الاسماء لها اثر و الحب عند الله محبوب و الله تعالى نعم اذا ارادت المرأة تسخير زوجها بحيث تكون حاکمة عليه و هو مطيعا لها فهذا و كل ما يفعل لهذا حرام لاشك لما فيه قلب الموضوع المشروء نال عنه رجل الرجال قوامون على النساء بما فضل الله بعضهم على بعض<sup>٢</sup> و هذا محمل آخر للتحريم -

248-قوله

و لعل هذه العادة<sup>٣</sup> -

اقول

اي التخصيص<sup>٤</sup> بالفجر و العصر -

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٨٣/٢

٢- دردت (مخطوطة)

٣- النساء ٣٣

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٩٠/٢

٥- الخصيص (مخطوطة)

249-قولهكانت في زمنه-<sup>١</sup>اقول

و الافجميع الصلوات كذلك هذه تتمه كلام ابى الحسن-

250-قولهان العين التى يغلب على الظن-<sup>٢</sup>اقول

لفظ الهندية و ههنا نقل الطحطاوى <sup>٣</sup> كل عين قائم يغلب على ظنه انهم اخذوه من الغير بالظلم و باعوه فى السوق فانه لا ينبغي ان يشتري ذلك و ان تداوله الايدى <sup>٤</sup> قلت فهذا او ضح و ايين للمقصود يعنى انما لا يجوز شراء تلك العين المغصوبة <sup>٥</sup> التى يغلب على الظن انها هى المغصوبة-

251-قولهو ان تداولته الايدى-<sup>٥</sup>اقول

لان الحرام يتعدى الذم ثم على المذهب المختار يستوى الحكم فى العروض و النقود ايضا لان الخبيث لعدم الملك فيعمل فيما يتعين و فيما لا

١- حاشية الطحطاوى على الدرالمختار ١٩٠/٣

٢- حاشية الطحطاوى على الدرالمختار ١٩٢/٣

٣- ط (مخطوطة)

٤- المغصوبة (مخطوطة)

٥- حاشية الطحطاوى على الدرالمختار ١٩٢/٣

يتعين و اما على مذهب الكرخي فيجوز شراء ابدال النقود المغصوبة اذا لم يعتقد عليه و ينعقد هنا اما نفس تلك الاموال المغصوبة فلا يجوز شراؤها و لا اخذها في الدين و لا امانة و لا بجهة ما لم يبرا او يؤدي الضمان بالاجماع لان الخبث لا يزول عن نفس المغصوب الا بذلك۔

## 252-قوله

ان يشتري منه۔<sup>١</sup>

### اقول

قلت فان استبدل الغاصب بهذا شيئا آخر لم يجز شراؤ البديل ايضاً اذا كان المغصوب عما يتعين لانه انما ملكه ملكاً خبيثاً لا يحل له الانتفاع به قبل البراءة على المذهب المفتي به و الخبث اذا كان لفساد الملك عمل فيما يتعين الا على رواية ضعيفة و هي حل الانتفاع بمجرد التغير و الخلط و ان كان مما لا يتعين جاز شراء البديل لان الخبث لفساد الملك و لا يعمل فيما لا يتعين الا على قول من قال ان الخلط و التغير لا يفيد ان الملك أصلاً ما لم يرد او يضمن قال الامام مفتي الثقلين على هذا اجمع المحققون من اصحابنا فانه حينئذ يكون خبث الملك لعدم التعيين فيعمل فيه فلا تحل الابدال ايضاً<sup>٢</sup> الا بالا براء<sup>٣</sup> او التضمن فاحفظ<sup>٤</sup> و الله تعالى اعلم۔

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٩٢/٣

٢- لا يفيد (مخطوطة)

٣- الابدال ايضاً مكرر (مخطوطة)

٤- بالا راء (مخطوطة)

٥- فاحفظ قبل او التضمن (مخطوطة)

253-قولهلعن العاصر<sup>١</sup>اقول

قلت اى العاصر يقصد المعصية و هو المراد فى كلام الشارح رحمه الله تعالى فصح التعليل فانه بهذا يقصد معصية بنفسه و زال منافاته لما سبق فافهم-

254-قولهمن غير اشتراط جائز<sup>٢</sup>اقول

قلت و معلوم ان المعهود كالمشروط و لعله سبق للمحشى فى الاجازة

255-قولهذلك بل الظاهر ان المذهب الحرمة ٥١-<sup>٣</sup>اقول

و لكن الاحاديث تقضى بالجواز و الاستحباب و انظر ما قدم الشارح رحمه الله فى الحج-

256-قولهليس لفظ قيل فى نقل المصنف<sup>٤</sup>

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ١٩٦/٣

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢١١/٣

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢٣٣/٣

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢٣٣/٣



اقول

لكن قال الشامي قوله و قيل اذيس الخ كذا عبر في المنح الخ-

257-قوله

و هو الصحيح و عن ابى يوسف<sup>١</sup>-

اقول

لكن فى الخانية عن العمادية عن الصغرى يفتى بنفاذ بيع المرهون و ليس لاحد من الراهن و المرتهن فسخه كما مر فى الطحطاوى من الاجارة صفحة ٤٥ و الله تعالى اعلم-

258-قوله

من قال بالكراهة<sup>٢</sup>-

اقول

قلت و به افتى الخير الرملى فى الرهن صفحة ١٤٣-

259-قوله

فى حاشية الاشباه و عليه الفتاوى<sup>٣</sup>-

اقول

قلت و يجب تقييده بما اذا لم يكن مشروطا فى العقد و لا معهود كالمشروط، راجع رد المحتار من البيوع باب القرض<sup>٤</sup> و من اول الرهن و هذا

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢/٢٣٩

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢/٢٥٣

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢/٢٥٣

٤- رد المحتار المعروف بالفتاوى الشامي ٢/١٤٣

الكتاب من صفحة ٢٣٦-

### 260-قوله

عليه الصلوة و السلام-<sup>١</sup>

### اقول

ذكرة في تبیین الحقائق-<sup>٢</sup>

### 261-قوله

فان ذلك لا يجوز كذا ههنا-<sup>٣</sup>

### اقول

و لا يجبر به على التسليم كمن وهب مال غيره فاجاز لم يصح الا ان يملك برضاه كما في العالمكيرية آخر الباب الاول من كتاب الوصايا-

### 262-قوله

و ما ذكره من التعليل-<sup>٤</sup>

### اقول

و الذى يظهر للعبد الضعيف غفرله الله تعالى ان السلطان ان ولى قضاء ناحية لرجل و اخرى لآخر فنصب كل وصيا تفرد كل من صاحبه لان كلا من القاضيين له الانفراد بالتصرف فكذا لئانبههما لما ذكروا و ان ولى على بلد واحد

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٢٨٠/٣

٢- تبیین (مخطوطة)

٣- ليس حرف "لا" في مخطوطة

٤- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣٢٢/٣

٥- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣٣٩/٣

قاضيين جملة فليس لاحدهما الانفراد بالقضاء كما في وكالة الاشياء فكذا الوصيين والله تعالى اعلم-

### 263-قوله

هذا لو اقترض لا يكون خيانة-<sup>١</sup>

### اقول

ولكن ضامنا كما في الشامية عن الخانية-

### 264-قوله

وفي الثاني خلاف انتهى-<sup>٢</sup>

### اقول

وقد وفق بان القاضي ان فوض اليه تفويضا عاما كان وصيه وصيا و الا لا وسياتي شرحا منه-

### 265-قوله

ليس له ذلك لانه اشتغال-<sup>٣</sup>

### اقول

وينبغي الافتاء قياسا على متولى الاوقاف اذا كان منصوب القاضي ليس للقاضي<sup>٤</sup> عزله بلا حجة كمنصوب الواقف على المفتي به لفساد قضاة الزمان والله تعالى اعلم-<sup>٥</sup>

١- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣/٣٢٢

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣/٣٢٤

٣- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣/٣٢٤

٤- ليس للقاضي، مكرر في مخطوطة

٥- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣/٣٦٤

266-قوله

تصرفات الورثة-

اقول

اي لا برضى الغرماء كما في الخانية و الحموى-

267-قولهليس بشيء لان<sup>١</sup> خبر الميثب<sup>٢</sup>اقول

ليس بشيء فان الشأن اولا في الثبوت رواية ثم في الثبوت دراية اذ لو صح عنه رحمه الله تعالى ان امرأة ماتت و لم تترك الا زوجها فاعطاه<sup>٣</sup> الميراث<sup>٤</sup> كله لم يدل على القول بالرد لان وقائع<sup>٥</sup> العيين تحتل كل احتمال فجاز ان يكون ذلك الزوج ابن عمها فاعطاه الباقي بالعصوبة<sup>٦</sup> اليه جزم في الاختيار-

(تمت الحاشية)

١- ان (مخطوطة)

٢- حاشية الطحطاوى على الدر المختار ٣/٣٩٣

٣- فاء طاه (مخطوطة)

٤- الميراثا (مخطوطة)

٥- متانع (مخطوطة)

٦- مالمصوبه (مخطوطة)

معالم التنزیل (تفسیر البغوی)

پر حواشی

# رض تعلیقات<sup>②</sup>

تعلیق نگار :-

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان حنفی بریلوی

ترجمہ و تحقیق

علامہ محمد صدیق ہزاروی

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

نظر ثانی

محمد رضا الحسن و تادری

کرمانوالہ بہک شاپ

بغضان کو

حضرت سید السادات پیر محمد اسماعیل شاہ بخاری

المعروف حضرت کرم اللہ  
آستانہ عالیہ  
حضرت کرمانوالہ شریف  
اوکاڑہ

شیریں ولایت  
حضرت سید محمد علی شاہ بخاری

منہرہ ولایت  
حضرت سید محمد عثمان علی شاہ بخاری

حضرت پیر عیسیٰ خضر علی شاہ بخاری

حضرت پیر سید مصمص شاہ بخاری

حضرت سید میر طیب علی شاہ بخاری

سجادہ نشین حضرت کرمانوالہ شریف

حاجی انعام اللہ پٹی نقشبندی برکاتی

جمہد معقودے محفوظ صیص

قیمت 180 روپے

اگست 2007ء

سمیع اللہ برکاتی  
سیف اللہ برکات

## امام حسین بن مسعود بغوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابو محمد حسین بن مسعود بغوی خراسان کے ایک شہر بلخ یا بغشور میں پیدا ہوئے۔ اسی مناسبت سے آپ بغوی کہلاتے ہیں۔ آپ کا لقب محی السنہ ہے اور آپ شافعی فقہ کے بہت بڑے فقیہ اور عظیم محدث و مفسر تھے۔

آپ نے قاضی حسین قدس سرہ سے فقہ و حدیث کا درس لیا۔ علم و فضل کے بحرِ ذخار اور زہد و تقویٰ میں بے مثال تھے۔

علامہ تاج الدین سبکی لکھتے ہیں:

”امام بغوی جلیل القدر امام، عابد و زاہد، محدث، مفسر، فقیہ، علم و عمل کے جامع اور طریقہٴ اسلاف پر گامزن تھے۔ قرآن کریم کی تفسیر اور احادیثِ نبویہ کی مشکلات کے حل کے سلسلہ میں کتابیں تصنیف کیں“۔<sup>۱</sup>

آپ کی تفسیر ”معالم التنزیل“ ایک متوسط الحجم کتاب ہے۔ اس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مفسرین صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے اقوال جمع کیے ہیں۔ شیخ تاج الدین ابونصر عبد الوہاب بن محمد حسینی (متوفی ۸۷۵ھ) نے اس کی تلخیص کی ہے۔<sup>۲</sup>

امام بغوی حیاتِ مستعار کے تقریباً ۸۰ سال پورے کرنے کے بعد ۵۱۶ھ میں اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے اور طالقان میں اپنے شیخ قاضی حسین کے پہلو میں دفن کئے گئے۔<sup>۳</sup> آپ نے درج ذیل تصانیف یا دیگر چھوڑی ہیں: تفسیر معالم التنزیل، مصابح السنۃ، المعتمد فی فروع الفقہ الشافعی، الجمع بین الصحیحین اور الانوار فی شامل النبی المختار۔<sup>۴</sup>

۱- تاج الدین سبکی طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۴/۲۱۳

۲- حاجی خلیفہ کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون ۲/۱۷۲

۳- ابن کثیر البدایہ والنہایہ ۱۲/۱۹۳

۴- عمر رضا کمال معجم المؤلفین ۴/۶۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

1۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الدِّينَ أَمْنٌ وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَى وَالصَّبِينَ مِنْ أَمْنٍ بِاللّٰهِ وَ  
الْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ  
وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔<sup>۱</sup>

”بیشک ایمان والے اور یہودیوں اور نصرانیوں اور ستارہ پرستوں میں سے وہ  
کہ سچے دل سے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائیں اور نیک کام کریں، ان کا  
ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم۔“<sup>۲</sup>

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

آیت مذکورہ بالا میں دو باتوں پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے جبکہ ایمان کے  
پانچ ارکان ہیں۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:  
”اللہ تعالیٰ پر ایمان کی قبولیت و صحت تمام ضروریاتِ دین کی تصدیق کے  
ساتھ مشروط ہے کیونکہ ان میں سے کسی ایک کی تکذیب اللہ تعالیٰ کی تکذیب  
ہے جو باری تعالیٰ کے انکار کے مترادف ہے لہذا ایسے شخص کا ایمان کس طرح  
صحیح ہوگا؟“

۱۔ بقرہ: ۶۳

۲۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن

۳۔ ضروریاتِ دین سے مراد وہ احکام و ارشاد ہیں جن کا دین محمدی (ﷺ) سے ہونا ضروری و متواتر سے ثابت ہوا  
اور جو عوام و خواص میں شہرت عامہ رکھتے ہوں جیسے وجودِ صالح، نماز، حج گناہ، حرمتِ شراب وغیرہ۔

(عقائدِ اہل سنت از علامہ مشتاق احمد نظامی صفحہ ۳۷)



اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی تصدیق تمام ضروریات دین کی تصدیق کی متقاضی ہے تو پھر صرف قیامت پر ایمان کو خصوصیت کے ساتھ کیوں بیان فرمایا گیا؟

امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ چونکہ ایمان بالآخرۃ خاص اہمیت کا حامل ہے اس لئے اسے علمِ ہدایت بیان فرمایا جیسے آیت کریمہ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ میں آخرت پر ایمان کو علمِ ہدایت کرتے ہوئے تیسرے نمبر پر بیان فرمایا حالانکہ پہلی دو باتوں میں یہ ضمناً داخل تھا۔

## 2۔ بغوی رحمہ اللہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (عین الیقین کے حصول کی خاطر) اللہ تعالیٰ سے مردوں کو زندہ کرنے کی کیفیت معلوم کرنا چاہی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار پرندے حاصل کرنے اور پھر ان کو اپنے ساتھ مانوس کرنے کے بعد ذبح کر کے پہاڑوں پر رکھے کا حکم دیا تاکہ بلانے پر وہ زندہ ہو کر آپ کی خدمت میں دوڑتے ہوئے حاضر ہوں چنانچہ آپ نے اسی طرح کیا۔ قرآن پاک (سورہ بقرہ: ۲۶۰) میں یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے اس سلسلے میں مختلف اقوال نقل کئے ہیں کہ پرندوں کے مخلوط گوشت کے اجزا اور پہاڑوں کی تعداد کتنی تھی؟ حضرت ابن عباس اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہما کے نزدیک چار پہاڑوں پر چار اجزا رکھے گئے جب کہ ابن جریج اور سدی کے نزدیک ساتھ حصے سات پہاڑوں پر رکھے گئے۔

## اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

ابن کثیرؒ کے نزدیک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایک روایت سات کے بارے

۱۔ ایمان اور اعمال صالحہ کا دار و مدار ایمان بالآخرۃ پر زیادہ ہے کیونکہ جب تک قیام قیامت اور حساب و کتاب نیز جزا و سزا کے قانونِ خداوندی کو تسلیم نہ کیا جائے، ایمان اور اعمال صالحہ کی فضیلت و اہمیت اور کفر و اعمالِ بد کی برائیاں ستور رہتی ہیں۔ اس لئے قرآن پاک میں آخرت پر ایمان کو خاص مقام دیا گیا۔ ۱۲ ہزاروی

۲۔ تلاشِ بسیار کے باوجود تفسیر ابن جریر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نہ مل سکا جبکہ ابن کثیر نے یہ قول نقل کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نقل سے نقل میں خطا ہو گئی اور ابن کثیر کے بجائے ابن جریر لکھ دیا۔ ۱۲ ہزاروی

میں ہے۔<sup>۱</sup>

### 3۔ بغوی رحمہ اللہ

آیت کریمہ الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ (شیطان تم کو محتاجی سے ڈراتا اور بخل کا حکم دیتا ہے) کی تفسیر میں علامہ بغوی رحمہ اللہ نے کلبی کا قول نقل کیا ہے کہ قرآن پاک میں ہر ”فحشاء“ زنا کے معنی میں ہے، صرف یہاں اس معنی میں نہیں ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ اس تعبیر کو نہایت قبیح قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان الفاظ کی بجائے یہ کہنا چاہئے تھا کہ قرآن پاک میں جہاں کہیں بھی لفظ ”فحشاء“ آیا ہے، زنا کے معنی میں ہے، صرف یہاں اس معنی میں نہیں ہے۔<sup>۲</sup>

### 4۔ بغوی رحمہ اللہ

آیت کریمہ وَ اتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ کے بارے میں امام بغوی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل فرمایا کہ رسول کریم ﷺ پر نازل ہونے والی آیات میں سے آخری آیت ہے۔

اس آیت کے نزول کے بعد رسول اکرم ﷺ کتنے دن (ظاہری حیات کے ساتھ) زندہ رہے؟ اس سلسلے میں علامہ بغوی رحمہ اللہ نے چند اقوال نقل فرمائے۔ ابن جریج کے نزدیک نو اور سعید بن جبیر کے نزدیک سات راتوں کے بعد آپ ﷺ کا وصال ہوا۔

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

ابن کثیر اور درمنثور کے مطابق حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے صحیح قول نور اتوں کے بارے میں منقول ہے۔

۱۔ تفسیر ابن کثیر ۱/۳۱۵

۲۔ یعنی صرف ”فحشاء“ کی بجائے لفظ ”فحشاء“ کہنا چاہئے تھا۔ ۱۲ ہزار دی

5- بغوی رحمۃ اللہ علیہ

شریعتِ اسلامیہ میں بعض باتوں کی ادائیگی ضروری قرار دی گئی، بعض سے اجتناب کا حکم دیا گیا اور کچھ امور کے بارے میں خاموشی اختیار کی گئی اور ان کے بارے میں سوال سے منع کیا گیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبَدِّلُكُمْ تَسْأَلُكُمْ وَ إِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حَتَّى يَنْزِلَ الْقُرْآنُ تُبَدِّلُكُمْ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ<sup>۱</sup>

”اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں اور اگر انہیں اس وقت پوچھو گے کہ قرآن اتر رہا ہے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی، اللہ انہیں معاف کر چکا اور اللہ بخشنے والا حلیم والا ہے۔“<sup>۲</sup>

اس آیتِ کریمہ کے شانِ نزول کے سلسلے میں علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے چند اقوال نقل فرمائے اور پھر عفاً اللہ عنہا کے تحت حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تَضِيعُوهَا وَ حَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلَا تَنْتَهَكُوهَا وَحَدَّ حُدُودًا فَلَا تَعْتَدُوهَا وَ سَكَتَ عَنْ أَشْيَاءٍ مِنْ غَيْرِ نَسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوا عَنْهَا۔

”بیشک اللہ تعالیٰ نے بعض چیزیں فرض کیں، پس انہیں ضائع نہ کرو، کچھ کاموں سے روکا لہذا ان کے قریب نہ جاؤ، کچھ حدود مقرر کیں، ان سے تجاوز نہ کرو اور بعض باتوں کو معاف کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھول نہیں۔ پس اس میں بحث نہ کرو۔“

۱- مائدہ: ۱۰۱

۲- کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن

### اعلیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

اسی طرح کی روایت دارقطنی نے بھی حضرت ابولعلہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔<sup>۲</sup>

### 6- بغوی عیسیٰ علیہ السلام

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل کرنے کے بعد عرض کیا کہ اے اللہ! میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا البتہ اس پہاڑ کی طرف دیکھ، اگر یہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو تو مجھے دیکھ لے گا، چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا تو پہاڑ پاش پاش ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بہوش ہو کر گر پڑے۔ قرآن کریم (سورہ اعراف: ۱۴۳) میں اس واقعہ کا بیان ہے۔

اس واقعہ کے ضمن میں امام بغوی عیسیٰ علیہ السلام نے کسی نامعلوم کتاب کے حوالے سے ایک روایت نقل کی جو کسی طور پر بھی انبیاء کرام علیہم السلام کے شایانِ شان نہیں۔ وہ روایت یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غشی طاری تھی تو (معاذ اللہ) فرشتوں نے آپ کو لاتیں مارنا شروع کر دیں اور کہا: اے پاکدامن عورت کے بیٹے! کیا تو رب العزت کو دیکھنے کی لالچ کرتا ہے؟

### اعلیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

امام احمد رضا بریلوی عیسیٰ علیہ السلام یہ روایت نقل کرنے پر تعجب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کیا اس قسم کی نامناسب روایات نامعلوم کتب سے نقل کرنا معقول بات ہے؟ اس قسم کی روایات کو نقل کرنے کی بجائے انہیں نظر انداز کر دینا چاہئے۔<sup>۳</sup>

### 7- بغوی عیسیٰ علیہ السلام

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تینتیس مرد اور چھ عورتیں اسلام قبول کر چکی

۱- جو روایت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے، اسے مرفوع کہتے ہیں۔ ۱۲ ہزاروی

۲- سنن دارقطنی: کتاب الرضاع ۱۸۴/۳

۳- یہاں روایت مذکورہ کو محض ضرورت کے تحت اور تردید کیلئے نقل کیا گیا۔ ۱۲ ہزاروی

تھے، ان کے بعد حضرت عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور رسول اکرم ﷺ پر ایمان لانے والی جماعت چالیس افراد پر مشتمل ہو گئی تو آیت کریمہ **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ** نازل ہوئی۔

لفظ ”مَنْ“ کے محل اعراب میں علامہ بغوی رحمہ اللہ نے اختلاف کیا کہ اکثر مفسرین کے نزدیک یہ محل جر میں ہے۔ اب عبارت یوں ہوگی: **حَسْبُكَ اللَّهُ وَحَسْبُ مَنْ اتَّبَعَكَ** یعنی اے نبی! آپ کو اور آپ کے قابعین مومنوں کو اللہ کافی ہے۔ بعض کے نزدیک یہ محل رفع میں ہے اور اسمِ جلالت (اللہ) پر اس کا عطف ہے۔ اب اس کا مطلب یہ ہوگا: **حَسْبُكَ اللَّهُ وَمتبعوك من المؤمنين**۔ ”آپ کو اللہ تعالیٰ اور آپ کے قابعین مومنین کافی ہیں“۔

### اعلیٰ حضرت عسید

محل رفع میں ہونا زیادہ صحیح قول ہے کیونکہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے صرف اسی کو بیان فرمایا اور آپ رحمہ اللہ اصح قول ہی بیان فرماتے ہیں۔

### 8۔ بغوی رحمہ اللہ

لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَحِيمٌ۔<sup>۱</sup>

”بیشک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں اُن غیب کی خبریں بتانے والے اور اُن مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے مشکل کی گھڑی میں ان کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں کچھ لوگوں کے دل پھر جائیں پھر اُن پر رحمت سے متوجہ ہوا۔ بیشک وہ اُن پر نہایت مہربان رحم والا ہے۔“<sup>۲</sup>

۱۔ انفال ۶۳

۲۔ توبہ: ۱۱۷

۳۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن

آیت مذکورہ بالا کے تحت علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر سوال کیا جائے کہ جب آیت کے شروع میں توبہ کا ذکر ہے تو دوبارہ توبہ کا بیان کیوں لایا گیا؟ جواب میں کہا جائے گا کہ وہ گناہ کے ذکر سے پہلے کی بات ہے اور وہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اب جب گناہ کا ذکر کیا تو دوبارہ توبہ کا بیان ہوا اور اس سے مراد قبولیت ہے۔ علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول بھی نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ جس کی توبہ قبول فرمائے، اسے کبھی بھی عذاب نہیں دے گا۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہ قبولیت بھی محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر موقوف ہے اور اس پر کوئی چیز واجب نہیں۔

### 9۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ

مشرکین کے ذکر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا۔<sup>۲</sup>

”ان میں سے اکثر گمان کی پیروی کرتے ہیں۔“

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اکثر سے مراد تمام مشرکین ہیں یعنی وہ سب کے سب دولتِ یقین سے عاری ہیں اور ان کے عقائد محض ظن و تخمین پر مبنی ہیں۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

بلاشبہ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو ظن و وہم اور ادنیٰ شبہ کے پیچھے بھی نہیں چلتے بلکہ وہ حق کو یقیناً پہچانتے ہیں اور محض تکبر و عناد کی بنا پر اپنے نفس کے پیروکار بنے ہوئے ہیں (لہذا اکثر سے کل مراد لینا صحیح نہ ہوا)۔

### 10۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ کے ضمن میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّآیْ بُرْهَانَ رَبِّهِ۔<sup>۱</sup>  
 ”اور بیشک عورت نے اُس کا ارادہ کیا اور وہ بھی اُس کا ارادہ کرتا اگر اپنے رب  
 کی دلیل نہ دیکھ لیتا۔“<sup>۲</sup>

ہم یہ سے کیا مراد ہے؟ کیا حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی ارادہ گناہ فرمایا؟ اس  
 بارے میں علامہ بغوی رحمہ اللہ نے بحث فرماتے ہوئے قیل کے ساتھ ایک قول نقل فرمایا:  
 حضرت زلیخا نے ارادہ کیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس سے ہم بستر ہوں اور حضرت یوسف  
 علیہ السلام نے اپنے لئے حضرت زلیخا کے زوجہ ہونے کی تمنا کی۔

علامہ بغوی رحمہ اللہ یہ قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: یہ اور اس قسم کے دوسرے  
 اقوال ناپسندیدہ ہیں کیونکہ یہ ان علماء سلف کے اقوال کے مخالف ہیں جو دین اور علم کے  
 مراکز اور منابع تھے۔

### اعلیٰ حضرت عیسیٰ

اس مسئلہ کے بارے میں حضرت علامہ امام قاضی عیاض رحمہ اللہ کی تصنیف لطیف  
 ”شفاء شریف“ میں کافی وشافی بیان ہے لہذا اس کا مطالعہ از بس لازمی ہے۔  
**فائدہ:** علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

و اما قول اللہ تعالیٰ فیہ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّآیْ بُرْهَانَ  
 رَبِّهِ فَعَلٰی مَذْهَبَ کَثِیْرٍ مِّنَ الْفُقَهَاءِ وَ الْمَحْدِثِیْنَ اَنْ هُمُ النَّفْسُ لَا  
 یُوَاخِذُ بِهٖ وَ لَیْسَتْ سِیْنَةٌ لِّقَوْلِهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَبِّهِ اِذَا هُمُ  
 عَبْدٌ لِّسِیْنَةٍ فَلَمْ یَعْمَلْهَا کَتَبَتْ بِهٖ حَسَنَةٌ فَلَا مَعْصِیَةَ فِیْ هُمَا اِذَا وَ اَمَّا  
 عَلٰی مَذْهَبِ الْمُحَقِّقِیْنَ مِّنَ الْفُقَهَاءِ وَ الْمُتَکَلِّمِیْنَ فَانَ الْهَمَّ اِذَا وَطَنَتْ  
 عَلَیْهِ النَّفْسُ سِیْنَةٌ وَ اَمَّا مَا لَمْ تَوْطِنْ عَلَیْهِ النَّفْسُ مِنْ هُمُومِهَا وَ  
 خَوَاطِرِهَا فَهٖوَ الْمَعْفُو عَنْهُ وَ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ فِیْکُوْنُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ هَمُّ

۱- یوسف ۲۳

۲- کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن

یوسف من هذا و يكون قوله وَمَا اَبْرِيْ نَفْسِيْ الْاِيَةِ اى ما ابرئها من هذا الهم او يكون ذلك منه على طريق التواضع والاعتراف بمخالفة النفس لما زكى قبل و برئ فكيف و قد حكى ابو حاتم عن ابى عبدة ان يوسف لم يهم و ان الكلام فيه تقديم و تاخير اى وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ و لَوْلَا اَنْ رَّآى بُرْهَانَ رَبِّهٖ لَهَمَّ بِهَا و قد قال الله تبارك و تعالى عن المرأة وَلَقَدْ رَاوَدْتُهُ عَنْ نَفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ و قال تعالى كَذٰلِكَ لِنُصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَآءَ و قال تعالى وَغَلَقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّىْ اَحْسَنَ مِّنْ وَّآىِ الْاِيَةِ قِيلَ فِى رَبِّىِ اللّٰهُ و قِيلَ الْمَلِكُ و قِيلَ هُم بِهَا اى بجزرها و وعظها و قيل هم بها اى غمها امتناعه عنها و قيل هم بها نظر اليها و قيل هم بضربها و دفعها و قيل هذا كله كان قبل نبوته۔

”اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ و هَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّآى بُرْهَانَ رَبِّهٖ کے بارے میں کئی فقہاء و محدثین کا مذہب یہ ہے کہ ارادہ نفس پر مواخذہ نہیں اور نہ یہ گناہ ہے کیونکہ حدیثِ قدسی میں ہے کہ جب بندہ گناہ کا ارادہ کرے لیکن اس کو عملی جامہ نہ پہنائے تو اس کیلئے نیکی لکھی جاتی ہے لہذا ارادہ کرنے میں گناہ نہیں۔ محققین، فقہاء اور متکلمین کے مسلک کے مطابق ارادہ کے ساتھ جب نفس کی آمادگی ہو تو گناہ ہے لیکن آمادگی اور تعلقِ خاطر کے بغیر معاف ہے۔ یہی حق ہے اور یوسف علیہ السلام کا ارادہ بھی اسی نوعیت کا تھا اور آپ کا قول وَمَا اَبْرِيْ نَفْسِيْ یا تو ارادہ سے عدمِ براءت ہے یا تو وضع اور یا نفس نے سابقہ پاکیزگی اور براءت کی جو مخالفت کی، اس کا اعتراف ہے۔

یوسف علیہ السلام کے بارے میں گناہ کا تصور کس طرح کیا جاسکتا ہے جبکہ ابو حاتم نے ابو عبیدہ سے روایت کی کہ یوسف علیہ السلام نے ارادہ نہیں فرمایا اور کلام (آیت) میں تقدیم و تاخیر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اپنے رب کی



برہان نہ دیکھتے تو ارادہ فرماتے، نیز قرآن پاک کی آیات میں حضرت زلیخا کا قول (مذکور) ہے کہ میں نے ان کا دل بھانا چاہا لیکن انہوں نے اپنے آپ کو بچالیا، نیز فرمایا: اسی طرح ہوتا کہ ہم ان سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حضرت زلیخا نے دروازے بند کر دیے اور کہا آؤ! تمہیں سے کہتی ہوں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی پناہ! بیشک میرے رب نے مجھے اچھا ٹھکانا نہ دیا۔ کہا گیا ہے کہ رب سے مراد یا اللہ تعالیٰ ہے یا بادشاہ (پرورش کنندہ ہونے کی وجہ سے) بعض نے کہا: **هَمَّ** بھکا کا مطلب ہے: ”بس کو جھڑکا اور نصیحت فرمائی“۔ ایک قول کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے آپ کو اس سے روک کر اس کو مغموم کر دیا۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کی طرف نظر کی، علاوہ اس کے اس کو مارنا اور دور کرنا بھی مراد لیا گیا ہے، بایں ہمہ یہ سب کچھ نبوت (کے حصول) سے پہلے ہے۔

(الشفاء عن عرفان حقوق المعصی ۲/۱۳۵)

### 11- بغوی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض لوگوں کا قول نقل کیا کہ جو کچھ حضرت یوسف علیہ السلام سے سرزد ہوا، گناہ صغیرہ ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام سے صغائر کا صدور جائز ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہ بات (یعنی گناہ صغیرہ کی انبیاء کرام کی طرف نسبت) اسی وقت صحیح ہے جب کہ محض صغیرہ کا قرب مراد ہو، ارتکاب نہیں۔

**فائدہ:** انبیاء کرام علیہم السلام سے گناہ صغیرہ کے سرزد ہونے کے بارے میں جو لوگ جواز کے قائل ہیں، ان کی تردید میں قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فصل فی الرد علی من اجاز علیہم الصغائر کے تحت لکھتے ہیں:

اعلم ان المعوزین للصغائر علی الانبیاء من الفقهاء و المحدثین و

من شایعہم علیٰ ذلک من المتکلمین احتجوا علیٰ ذلک بظواہر  
کثیرۃ من القرآن و الحدیث ان التزموا ظواہرها افضت بہم الی  
تجویز الکبائر و خرق الاجماع و ما لایقول بہ مسلم فکیف و کل ما  
احتجوا بہ مما اختلف المفسرون فی معناه و تقابلت الاحتمالات فی  
مقتضاه و جاءت اقادیل فیہا للسلف بخلاف ما التزموا من ذلک فاذا  
لم یکن مذهبہم اجماعا و کان الخلاف فیما احتجوا بہ قدیما وقامت  
الدلالۃ علیٰ خطا قولہم و صحتہ غیرہ وجب ترکہ و المصیر الی  
ماصح الخ۔

”جن فقہاء و محدثین نے انبیاء کرام علیہم السلام سے گناہِ صغیرہ جائز قرار دیا ہے اور  
جن متکلمین نے ان کی آواز پر لبیک کہی، انہوں نے قرآن پاک کی کئی آیات  
اور بہت سی احادیث کے ظاہر کو دلیل بنایا، لیکن ظاہر کو دلیل بنانے سے کبار کا  
جواز اور اجماع کا خلاف لازم آتا ہے اور اس (کبار) کا کوئی مسلمان بھی  
قابل نہیں، مزید برآں صغائر کے جواز کا قول کس طرح کیا جاسکتا ہے کیونکہ  
جن آیات کو دلیل بنایا گیا ہے، ان کے معانی میں مفسرین کا اختلاف ہے اور  
اس کے مقتضی میں کئی احتمالات باہم مقابل ہیں، نیز اسلاف کے اقوال بھی  
ان دلائل کے خلاف ہیں، پس ان (مجوزین) کا مذہب اجماع بھی نہیں اور  
ان آیاتِ مستدلہ کے معانی میں زمانہ قدیم سے اختلاف بھی چلا آرہا ہے،  
نیز ان کی بات کے غلط ہونے اور اس کے غیر کی صحت پر دلیل قائم ہے تو اس  
کا ترک اور صحیح قول کی طرف رجوع واجب ہے۔“

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ۲/ ۱۵۵، ۱۵۶)

## 12۔ بغوی رحمہ اللہ

آیت کریمہ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِہِ وَهَمَّ بِہَا کے تحت امام بغوی رحمہ اللہ نے صیغہ مجہول  
(رُوی) کے ساتھ ایک روایت نقل فرمائی کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام قید خانے سے باہر

تشریف لا کر بادشاہ کے پاس پہنچے اور زلیخا نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: یہ بات (یعنی قید خانہ سے باہر آنے کیلئے یہ استفسار کیا کہ اب ان عورتوں کا کیا خیال ہے؟) اس لئے کہی تاکہ بادشاہ کو پتہ چل جائے کہ میں نے اس کی عدم موجودگی میں ارتکاب خیانت نہیں کیا۔ اس بات پر حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا: اے یوسف! کیا اس وقت بھی نہیں جب آپ نے قصد فرمایا؟ آپ نے فرمایا: میں اپنے نفس کو بے عیب نہیں بتاتا۔

### اعلیٰ حضرت عیسیٰ

یہ اصل قول کے مطابق ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت زلیخا کا قصد فرمایا حالانکہ صحیح بات اس کے خلاف ہے (یعنی آپ نے قصد نہیں فرمایا تھا) اور شفاء شریف میں اس مسئلہ کی تحقیق ملاحظہ کی جائے۔<sup>۱</sup>

### 13- بغوی عیسیٰ

امام بغوی رحمہ اللہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ کے ضمن میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا قول نقل کیا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے گناہوں کا ذکر عار دلانے کیلئے نہیں بلکہ اپنے انعامات کے اظہار کیلئے فرمایا نیز یہ بتانے کیلئے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

### اعلیٰ حضرت عیسیٰ

ذنوب انبیاء سے مراد صورتِ گناہ ہے ورنہ حقیقتہً گناہ سے انبیاء کرام علیہم السلام نہایت دور اور منزہ و مبرا ہیں۔<sup>۲</sup>

۱- یہ بحث اسی کتاب کے گزشتہ صفحات پر گزر چکی ہے لہذا اسے وہاں پر دیکھا جائے۔ ۱۲ ہزاروی

۲- "حسنات الابرار سیئات المعرین" کے تحت انبیاء کرام علیہم السلام سے معمولی لغزش کو گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے ورنہ ان سے گناہ کا تصور بھی ممکن نہیں۔ ۱۲ ہزاروی۔

## 14- بغوی رحمہ اللہ

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا لَكُمُ اللَّهُ تَعَالَى فِي بَعْضِ حَقِّقِينَ كَقَوْلِ نَقْلُ فَرَمَا  
کہ ارادہ کی دو قسمیں ہیں:

- ۱- ارادہ ثابتہ یعنی جس میں عزم، رضا وغیرہ پائے جائیں اور اس پر مواخذہ ہے۔
- ۲- اختیار و عزم کے بغیر محض نفس کی خواہش اور اس پر مواخذہ نہیں جب تک کہ عمل نہ ہو یا زبان پر نہ آئے۔

اسی ضمن میں علامہ بغوی رحمہ اللہ نے ایک روایت نقل فرمائی جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

قَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ إِذَا تَحَدَّثَ عَبْدِي بَانَ يَعْمَلُ حَسَنَةً فَاَنَا أَكْتُبُهَا لَهُ  
حَسَنَةً مَالِمُ يَعْمَلُهَا فَإِذَا عَمِلَهَا فَاَنَا أَكْتُبُهَا لَهُ بِعَشْرِ امْثَالِهَا وَإِذَا تَحَدَّثَ  
بَانَ يَعْمَلُ سَيِّئَةً فَاَنَا أَغْفِرُهَا لَهُ مَالِمُ يَعْمَلُهَا فَإِذَا عَمِلَهَا فَاَنَا أَكْتُبُهَا لَهُ  
بِمِثْلِهَا سَيِّئَةً۔

”اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب میرا بندہ نیکی کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اگر عمل نہ کرے، ایک نیکی کا ثواب لکھتا ہوں اور اگر اسے عملی جامہ پہنائے تو دس نیکیوں کا ثواب اور اگر برائی کا ارادہ کرے تو جب تک عمل نہ کرے، معاف ہے۔ عمل کی صورت میں اسی کی مثل گناہ لکھا جاتا ہے (یعنی ایک گناہ)۔“

## اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

وَهُمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ رَأَى بُرْهَانَ رَبِّهِ الْآيَةِ فِي يَوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَقَوْلِ بَارِ  
میں منقول جملہ اقوال میں سے یہ قول جہالتِ عمدہ ہے۔

## 15- بغوی رحمہ اللہ

فَأَنَّهُ الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهِ الْآيَةِ فِي تَفْسِيرِ مِمَّنْ يَعْمَلُ فِي فَنَاسِهِ كِي ضَمِيرِ  
منصوب متصل غائب کے مرجع کے بارے میں دو قول نقل کئے: ایک صیغہ مجہول ”قیل“

کے ساتھ کہ اس سے مراد ساقی ہے جس کو شیطان نے بادشاہ کے سامنے یوسف علیہ السلام کا ذکر کرنے سے باز رکھا اور ایک قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ شیطان نے حضرت یوسف علیہ السلام سے ان کے رب کا ذکر بھلا دیا حتیٰ کہ آپ اس کے غیر سے خوشی کے طالب ہوئے اور یہی اکثر کا قول ہے۔

### اعلیٰ حضرت عیسیٰ

امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ اس قول کو ارشادِ خداوندی سے متصادم قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صلحاء کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد موجود ہے:

إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ ۚ

”اے شیطان! میرے (خاص) بندوں پر تو مسلط نہیں ہو سکتا۔“

تو اگر انبیاء کرام علیہم السلام پر شیطان کا تسلط تسلیم کیا جائے کہ انہیں اس نے اپنے رب اور مالک کے ذکر سے غافل کر دیا تو پھر عام نیکوکار لوگ کس زمرے میں شمار ہوں گے؟ اس تاویل کے مطابق ان اکثر (جن کا قول ذکر کیا گیا ہے) پر شیطان کے تسلط سے حضرت یوسف علیہ السلام پر اس کا تسلط زیادہ آسان ہے۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔<sup>۱</sup>

### 16۔ بغوی رحمہ اللہ

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے سگے بھائی بنیامین کو اپنے پاس رکھنا چاہا تو اس کیلئے ایک حیلہ کیا گیا کہ غلہ تاپنے والا پیمانہ ان کے غلہ میں رکھ دیا گیا، پھر آواز دی گئی اے قافلہ والو! ٹھہر جاؤ، تم نے چوری کی ہے، قرآن پاک میں إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ کے الفاظ آئے ہیں۔ چونکہ یہ قول صحیح نہیں تھا کیونکہ انہوں نے چوری نہیں کی تھی۔ اس لئے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان الفاظ کا قائل کون تھا؟

۱۔ حجر: ۴۴

۲۔ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کے کلام کے آخری حصے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام پر شیطان کے تسلط کے قائل دراصل خود شیطان کے دعوے میں آئے اور ان کے بارے میں شیطان کے تسلط کا قول زیادہ آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں یہ قول کیا جائے۔ ۱۲ ہزار دی

علامہ بغوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض کے نزدیک یہ بات حضرت یوسف علیہ السلام کے کارندوں نے آپ کے حکم کے بغیر کہی اور بعض کا قول یہ ہے کہ خود حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اور یہ آپ کی لغزش تھی (معاذ اللہ)۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ

اس قول کا قائل جھوٹا ہے کیونکہ اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف جھوٹ کی نسبت کی، پھر امام بغوی رحمۃ اللہ نے بلا تردید یہ قول نقل کیا حالانکہ اس قسم کا قول محض رد کیلئے نقل کرنا چاہئے، انبیاء کرام علیہم السلام پر ایسی جرات تعجب خیر ہے۔

### 17- بغوی رحمۃ اللہ

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی جب غلہ کے حصول کیلئے آپ کے ہاں حاضر ہوئے تو انہوں نے عرض کیا: ہمیں پورا غلہ عطا فرمائیں اور مزید کچھ بطور صدقہ (عطیہ) دیں۔ قرآن پاک میں یوں ہے: وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا الْغُ-

امام بغوی رحمۃ اللہ نے اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں ایک واقعہ نقل فرمایا جس کے مطابق حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کسی شخص کو یہ کہتے سنا کہ اَللّٰهُمَّ تَصَدَّقْ عَلَيَّ تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ صدقہ نہیں دیتا کیونکہ صدقہ دینے والے کی نیت طلبِ ثواب ہوتی ہے جبکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بات سے اختلاف کرتے ہوئے اپنے موقف پر حدیثِ پاک سے دلیل پیش کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

”نماز میں قصر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدقہ ہے، اسے قبول کرو“۔<sup>۱</sup>

۱- صحیح مسلم شریف: کتاب الصلوٰۃ ۱/۲۳۱ پر بھی اس طرح کی ایک حدیث موجود ہے۔ ۱۲ ہزاروی

### 18- بغوی رحمۃ اللہ علیہ

آیہ کریمہ وَلَكَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ اتَّقَوْا أَفَلَا تَعْقِلُونَ کی تفسیر میں امام بغوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ کیا وہ عقل نہیں رکھتے پس ایمان لاتے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امام بغوی رحمۃ اللہ کے نزدیک چونکہ یعقلون یا کے ساتھ ہے اس لئے فیؤمنون فرمایا گیا، لیکن ہمارے نزدیک افلا تعقلون تا کے ساتھ قراءت ہے لہذا فتؤمنون ہوگا۔<sup>۱</sup>

### 19- بغوی رحمۃ اللہ علیہ

آیت کریمہ حَتَّىٰ اِذَا اسْتَنْسَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوا کی تفسیر میں رسل کرام کی مایوسی کے بارے میں علامہ بغوی رحمۃ اللہ نے چند قول نقل فرمائے۔ بعض نے کہا کہ انبیاء کرام علیہم السلام لانے کے بارے میں اپنی قوم سے مایوس ہو گئے، بعض کے نزدیک انبیاء کرام علیہم السلام اس بات سے مایوس ہوئے کہ ان کی قوم سے جھٹلانے والے کبھی تصدیق نہیں کریں گے اور جو ایمان لائے، وہ بھی جھوٹے ہیں اور شدتِ محنت اور تاخیرِ مدد کی وجہ سے وہ مرتد ہو گئے۔ کسی نے کہا کہ انبیاء کرام علیہم السلام قوم کے ایمان سے مایوس ہوئے اور قوم نے یہ خیال کیا کہ رسولوں نے ان سے (معاذ اللہ) جھوٹ کہا ہے۔

ایک قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام سے اللہ تعالیٰ نے مدد کا جو وعدہ کیا، وہ پورا نہیں کیا گیا اس لئے ان کے دل کمزور ہو گئے اور وہ مایوس ہو گئے اور یہ تقاضائے بشریت ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ اس روایت کو غلط قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت

۱- پیش نظر نسخہ میں افلا تعقلون ہے، غالباً اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ کے نسخہ میں یعقلون اور فیؤمنون ہوگا، ۱۰

لئے آپ نے یہ قول ارشاد فرمایا۔ ۱۲ ہزاروی

ابن عباس رضی اللہ عنہما پر یہ جھوٹ باندھا گیا کیونکہ انبیائے کرام علیہم السلام کی وعدہ خداوندی سے مایوسی اور ایمان کی کمزوری محال ہے اور ان سے ان کے رب نے جو وعدہ کیا، وہ سچا ہے لہذا یہ بات محال اور کھلی گمراہی ہے۔

## 20۔ بغوی رحمہ اللہ

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے عام لوگوں کو اہل علم (فقہاء) سے استفادہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔  
 ”اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر (علماء) سے پوچھو“۔<sup>۱</sup>

اور اس کے بعد فرمایا:

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ۔  
 ”اے محبوب! ہم نے آپ کی طرف نصیحت (قرآن پاک) اتاری تاکہ اسے لوگوں کیلئے بیان فرمائیں“۔<sup>۲</sup>

دونوں آیات کو باہم ملانے سے یہ مفہوم پیدا ہوا کہ قرآن پاک کے بیان کیلئے سنت رسول اور سنت کے سمجھنے کیلئے فقہ اور پھر عام لوگوں کیلئے فقہاء کی طرف رجوع لازمی ہے۔

## اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

اسی بات کو امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ محاسن قرآن سے قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عام لوگوں کو قرآن مجید کے جاننے والے علماء (اہل ذکر) کی طرف رجوع کا حکم دیا گیا اور علماء کی راہنمائی اس انداز میں کی گئی کہ وہ قرآن مجید کیلئے محض اپنے ذہنوں پر اعتماد نہ کریں بلکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کی طرف رجوع کریں گویا کہ عام لوگوں کو علماء کی طرف، علماء کو حدیث کی طرف اور حدیث کو قرآن پاک کی طرف لوٹایا گیا اور بالآخر بات

۱۔ محل: ۳۳۔

۲۔ محل: ۳۳۔



باری تعالیٰ تک جاتی ہے (کہ قرآن پاک اللہ ﷻ کا نازل کردہ ہے) تو اب جس طرح اگر مجتہدین حدیث پاک سے اغماض برتیں اور براہِ راست قرآن پاک کی طرف رجوع کریں تو گمراہی ان کا مقدر ہوتی ہے، اسی طرح اگر عام لوگ مجتہدین سے روگردانی کر کے براہِ راست حدیث پاک سے استفادہ کی کوشش کریں تو گمراہی کی وادی میں بھٹکتے پھریں گے اسی لئے سفیان بن عیینہ نے کہا ہے: غیر فقہاء کیلئے حدیث سے گمراہی کا خطرہ ہے۔ یہ قول امام ابن حاکم (متوفی ۷۳۷ھ) نے المدخل میں نقل کیا ہے۔

### 21۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ

وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا كَتَحْتَ علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت مجاہد کے نزدیک امرنا تشدید کے ساتھ ہے۔ حضرت حسن، قتادہ اور یعقوب نے مد کے ساتھ پڑھا اور دوسروں نے قصر کے ساتھ امرنا پڑھا ہے اور ایک احتمال یہ ہے کہ اس کے معانی جعلنا ہم امراء ہوں یعنی جب ہم کسی بستی کو تباہ کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے شریر لوگوں کو امراء بنادیتے ہیں۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

جعلناہ کی بجائے جعلنا ہم ہونا چاہئے تھا۔

### 22/23۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ

آيَةُ كَرِيمَةٍ مَنْ كَانَ يَظُنُّ أَنَّ لَنْ يَنْصُرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ لِيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهُ مَا يَغِيظُ كَتَحْتَ علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابو عمرو، نافع، ابن عامر اور یعقوب نے ثم ليقطع اور ثم ليقضو کو لام کے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے کیونکہ یہ لام امر ہے اور لام امر کسور ہوتا ہے۔

۱۔ ہمارے پیش نظر نسخہ میں جعلنا ہم ہی ہے، غالباً اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نسخہ میں جعلناہ ہوگا، اسی لئے ہم نے تصحیح کی ہے۔ ۱۲ ہزاروی

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

”کل“ سے مراد وہ صیغہ ہیں جو ”فا“ کے بعد ہوں، ”واؤ“ کے بعد ہوں یا ”ثم“ کے بعد ہوں لہذا جس طرح فا اور واء کے بعد امر مجزوم ہوتا ہے، اسی طرح ”ثم“ کے بعد بھی مجزوم ہوتا ہے۔

### 24۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ

ابن عامر نے وَلَيُؤْفَوْا اور وَلَيُطَوَّفُوْا کو بھی گزشتہ حکم میں داخل کر کے لام مکسور کے ساتھ پڑھا ہے اور ان دو الفاظ کو مزید اس حکم میں داخل کیا۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ ابن عامر نے اپنے تین اصحاب (ابو عمرو، نافع اور یعقوب) سے اس حکم میں دو الفاظ کا اضافہ کیا۔

### 25۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ

آیت کریمہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَقْتُمُوهُنَّ کی تفسیر میں علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آیت مذکورہ بالا میں اس بات کی دلیل ہے کہ نکاح سے قبل طلاق واقع نہیں ہوتی۔ پھر اس کی وضاحت کیلئے دو مثالیں بیان فرمائیں: ایک یہ کہ اگر کوئی شخص کسی اجنبی عورت سے کہے: ”جب میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق ہے۔“ دوسرے یہ کہ کہے: ”میں جس عورت سے بھی نکاح کروں اسے طلاق ہے۔“ ان دونوں صورتوں میں نکاح کے بعد طلاق واقع نہیں ہوگی۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

بلاشبہ نکاح سے قبل طلاق واقع نہیں ہوتی، جیسے یہ آیت کریمہ اور آنے والی حدیث پاک لا طلاق قبل النکاح سے ظاہر ہے۔ لیکن یہ بات کہ کیا نکاح سے پہلے اضافت طلاق جائز ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں نہ تو آیت (مذکورہ بالا) میں کوئی دلیل ہے اور نہ

ہی حدیث پاک میں۔<sup>۱</sup>

## 26۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ

آیت کریمہ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ اَسْرَفُوا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَنْظُرُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ کی تفسیر میں علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طویل بحث فرماتے ہوئے مضمض بن حوشب کی ایک روایت نقل کی ہے۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں داخل ہوا تو مجھے ایک اجنبی بزرگ نے آواز دی اے یامانی! ادھر آؤ! (حاضر ہونے پر) اس بزرگ نے فرمایا: کسی شخص کو یہ بات ہرگز نہ کہو! قسم بخدا! اللہ تعالیٰ تجھے ہرگز نہیں بخشے گا اور تجھے کبھی بھی جنت میں داخل نہیں کرے گا۔

(راوی کہتا ہے:) میں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ تو اس بزرگ نے فرمایا: میں ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) ہوں۔

## اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اس روایت کو امام بغوی کے حوالے سے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقات ۵/۲۵ پر نقل کیا ہے۔

## 27۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ

آیت کریمہ وَالْاَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيٰتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحٰنَهُ وَتَعَالٰی عَمَّا يُشْرِكُوْنَ کی تفسیر میں علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک روایت نقل فرمائی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

۱۔ امام احمد رضا ریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کلام سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ دلیل اور مثال میں مطابقت نہیں کیونکہ حکم تو یہ ہے کہ نکاح سے قبل طلاق صحیح نہیں اور مثال کا مفہوم یہ ہے کہ نکاح کے بعد بھی اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوگی۔ اختلاف کے نزدیک امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ مثالوں میں طلاق ہو جائے گی۔ (فتاویٰ عالمگیری ۱/۴۲۰)

اور آیت کریمہ وحدیث پاک میں اس کے خلاف کوئی بات نہیں بلکہ وہاں طلاق قبل از نکاح کی نفی ہے جبکہ یہاں نکاح کے بعد طلاق واقع ہو رہی ہے۔ ۱۲ ہزاروی

یطوی اللہ السماوات یوم القيامة ثم ياخذهن بیده الیمنی ثم یقول انا الملك این الجبارون این المتکبرون ثم یطوی الارضین ثم یاخذهن بشماله ثم یقول انا الملك این الجبارون این المتکبرون۔

”قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں کو لپیٹ دے گا، پھر انہیں اپنے داہنے ہاتھ میں پکڑ کر فرمائے گا کہ جبارین و متکبرین کہاں ہیں؟ پھر زمینوں کو لپیٹ کر اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑے گا اور فرمائے گا کہ جبارین و متکبرین کہاں ہیں؟“

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ کی طرف بائیں ہاتھ کی نسبت صحیح نہیں بلکہ اس کے دونوں ہاتھ (جیسے اس کے شایانِ شان ہیں) دائیں کہلائیں گے اور ثعلبی کی روایت کو دلیل نہیں بنایا جاسکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا استعمال اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک تو اتر سے ثابت نہ ہو۔

### 28۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ

مذکورہ بالا روایت کے بارے میں امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہ روایت (صحیح نہیں) بلکہ باطل ہے البتہ ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی قسم کی روایت نقل کی ہے اور ابو داؤد نے بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی لیکن لفظ

۱۔ ہاتھ اور دیگر اعضاء سے اللہ تعالیٰ پاک ہے لہذا یہاں قدر ت مراد ہوگی۔ ۱۲ ہزاروی

۲۔ تفسیر ابن جریر، ۲/۱۷۱

ابن جریر نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جو روایت بیان کی ہے، اس میں دائیں اور بائیں ہاتھ کا ذکر نہیں ہے بلکہ یہ الفاظ ہیں:

الجبار سفوۃ و ارضه بیدیه۔ ۱۲ ہزاروی

شمال (بایاں) کا ذکر نہیں کیا بلکہ فرمایا: ”دوسرے ہاتھ سے“۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے کتاب الاسماء والصفات صفحہ ۲۳ میں روایت کی اور بائیں ہاتھ کے ذکر کا انکار کیا۔

### 29- بغوی رحمہ اللہ

آیت مذکورہ بالا کے تحت علامہ بغوی رحمہ اللہ نے ایک دوسری روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے:

يَقْبِضُ اللَّهُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِينِهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مَلُوكُ الْأَرْضِ-

”اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو سکیز دے گا اور آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ (جیسا کہ اس کی شان کے شایان ہے) سے لپیٹ دے گا، پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں۔ زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟“

### اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

یہ روایت صحیح ہے اور قرآن مجید کے موافق ہے (کیونکہ قرآن پاک میں نہ تو بائیں ہاتھ کا ذکر ہے اور نہ ہی زمین کے لپیٹنے کا)۔

پھر آپ رحمہ اللہ تعجب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس دوسری روایت میں راوی سے کس طرح بائیں ہاتھ اور زمین کے لپیٹنے کا ذکر مخفی رہ گیا یعنی اگر حضور ﷺ نے (مذکور بالا ارشاد) فرمایا ہوتا اور یہ حدیث صحیح ہوتی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی انہی الفاظ کے ساتھ روایت فرماتے۔

### 30- بغوی رحمہ اللہ

وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْلَمُونَ بَصِيرًا-

”وہی ذات ہے جس نے ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روکا، اس کے بعد کہ تمہیں ان پر کامیابی عطا فرمائی اور اللہ تعالیٰ تمہارے

اعمال کو دیکھنے والا ہے۔<sup>۱</sup>

آیت مذکورہ بالا کے شان نزول کے ضمن میں امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل فرمائی کہ اہل مکہ میں سے ستر مسلح افراد جبلِ تنعیم سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر حملہ کی نیت سے اترے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں قیدی بنالیا اور پھر انہیں چھوڑ دیا، چنانچہ اس واقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اعلیٰ حضرت عسلیہ

صحیح مسلم میں اسی افراد کا ذکر ہے۔<sup>۲</sup>

31۔ بغوی عسلیہ

آیت کریمہ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُورِ (سلگائے ہوئے سمندر کی قسم) کے تحت علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک روایت نقل کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”غازی، عمرہ کرنے والے اور حاجی کے علاوہ کوئی شخص سمندر کا سفر نہ کرے کیونکہ سمندر کے نیچے آگ ہے یا آگ کے نیچے سمندر ہے۔“ (راوی کوشبہ ہے)۔

اعلیٰ حضرت عسلیہ

صحیح الفاظ عبداللہ بن عمرو (واؤ کے ساتھ) ہیں جس طرح ابوداؤد نے باب رکوب

۱۔ فتح ۲۴۰

۲۔ صحیح مسلم کتاب الامارۃ ۱۲۳/۲

۳۔ ہمارے پیش نظر نسخہ میں اسی افراد کا ذکر ہے، غالباً اعلیٰ حضرت کے نسخہ میں ۷۰ افراد کا ذکر ہوگا۔ ۱۲ ہزار رو

۴۔ یہ اس دور کی بات ہے جب دریا کا سفر سب سے زیادہ خطرناک اور موت کے منہ میں جھلانگ لگانے کے مترادف تھا۔ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے حالات کی رعایت سے تنبیہ فرمائی کہ دینی فرائض کی بجا آوری اور اشد ضرورت کے بغیر دریائی سفر اختیار نہ کیا جائے تاکہ ممکنہ خطرات سے محفوظ رہا جاسکے۔ واضح رہے کہ دریائی سفر کو محفوظ بنانے اور پہلا بحری بیڑا بنانے کا فخر بھی مسلمانوں ہی کو حاصل ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے بحری بیڑے کی تنظیم کی۔ ۱۱۲ ارشاد عارف

۵۔ پیش نظر نسخہ میں عبداللہ بن عمرو تحریر ہے۔ ۱۲ ہزار رو

البحر فی الغزو میں روایت کیا اور اس روایت کی سند میں دوراوی مجہول ہیں۔<sup>۱</sup>  
 محولہ بالا ابوداؤد کی روایت اور معالم التنزیل کی منقولہ روایت الفاظ کے معمولی رد و بدل کے ساتھ ایک ہی مفہوم پر دلالت کرتی ہیں۔ ابوداؤد کی روایت کی سند یوں ہے:  
 حدثنا سعید بن منصور نا اسمعیل بن زکریا عن مطرف عن  
 بشرابی عبد اللہ عن بشیر بن مسلم عن عبد اللہ بن عمرو۔  
 بشیر بن مسلم کے بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: قال البخاری لم یصح حدیثہ قال مسلم بن قاسم مجہول۔<sup>۲</sup>  
 بشر بن ابوعبداللہ کے بارے میں دارقطنی نے کہا: لیس بالقوی۔<sup>۳</sup>  
 اسمعیل بن زکریا کے بارے میں ہے:  
 حدیثہ فی کتمان العلم منکرۃ و ہونکرۃ۔<sup>۴</sup>

### 32۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ

آیت کریمہ فَأَمَّا ثَمُودُ فَأَهْلِكُوا بالطَّاعِيَةِ کی تفسیر میں الطاغیۃ کے بارے میں علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے دو قول نقل کئے۔ ایک یہ کہ الطاغیۃ سے مراد سرکشی اور کفر ہے یعنی قومِ ثمود کو ان کے کفر اور سرکشی کے باعث ہلاک کیا گیا اور حضرت قتادہ کا قول یہ ہے کہ الطاغیۃ صفت ہے اور الصبیحۃ موصوفِ مقدر ہے یعنی ایک حد سے متجاوز چیخ سے انہیں ہلاک کیا گیا۔

### اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

یہی قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی ہے۔



۱- تہذیب معجزہ ۱/۳۶۷

۲- سنن ابی داؤد: کتاب الجہاد/۳۳۷

۳- تہذیب معجزہ ۱/۳۳۲-۳۳۳

۴- لسان المیزان ۱/۴۰۵

التَّعْلِيقَاتُ

على

مَعَالِمِ التَّنْزِيلِ (تَفْسِيرُ الْبَغْوِيِّ)

علق عليه

الإمامُ المجدُّ أحمدُ رضا الحنفِيُّ الهنديُّ

المتوفى ١٣٤٠ هـ / ١٩٢١ م

رتبه وحققه وخرج نصوصه

الاستاذ محمدُ صديقُ الهزارويُّ

الجامعة النظامية الرضوية بـ لاهور

صحح البروف

محمد رضا الحسن القادري

هكذا في الكتاب



## جميع الحقوق محفوظة للناسر

اسم الكتاب	_____	التعليقات (2)
الماتن	_____	العلامة ابو محمد حسين بن مسعود الفراء البغوى
المحشى	_____	الامام احمد رضا خان الحنفى الهندى
المحقق	_____	الاستاذ محمد صديق الهزاروى
المصحح	_____	محمد رضا الحسن القادري
السعى المحمود	_____	مجلس العلماء النظامية، لاهور
الناشران	_____	سميع الله بركت، سيف الله بركت
الكتابت	_____	الايمان مركز التنضيد، لاهور
الطبع الاول	_____	۱۳۰۲ھ / ۱۹۸۲ء، مركزى مجلس الرضا، لاهور
الطبع الثانى	_____	رضا اكادمى، ممبئى
الطبع الثالث	_____	۱۳۲۸ھ / ۲۰۰۷ء، كرماتواله دار الكتب، لاهور
عدد الصفحات	_____	۱۳
القيمة	_____	

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## الجزء الاول

### 1- قوله

قوله تعالى مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ - ۱

### اقول

الايمان بالله بتصديق جميع ضروريات الدين فان من كذب شيئا منها فقد كذب ربه فكفر به فكيف يؤمن به و فصل تصديق اليوم الآخر لكونه متهما بالشان كما فصله ثالثا فى قوله تعالى وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ مع دخوله فى الاولين -

### 2- قوله

وقال ابن جريج والسدى - ۲

### اقول

و ابن عباس فى رواية اخرى عند ابن كثير -

### 3- قوله

وقال الكلبي كل الفحشاء فى القرآن فهو الزنى الا هذا - ۳

### اقول

ما اسمع واشنع واصنع تعبيرة لم لا يقول اينما الى ذكر لفظ الفحشاء فى

۱- معالم التنزيل: سورة البقرة آيت: ۶۲

۲- معالم التنزيل: سورة البقرة تحت آيت: ۲۶۰

۳- تفسير ابن كثير ۳۱۵/۱

القرآن المجيد فالمراد به الزنى الا هذا۔

#### 4-قوله

و قال سعيد بن جبیر سبع لیل<sup>۱</sup>۔

#### اقول

صوابه ايضاً تسع كما فى ابن كثير<sup>۲</sup> و الدر المنثور۔<sup>۳</sup>

### الجزء الثانى

#### 5-قوله

قال ابو ثعلبة۔<sup>۴</sup>

#### اقول

بل هو بنحوه عنه مرفوعاً عند الدار قطنى۔

#### 6-قوله

يركلونهم<sup>۵</sup> بارجلهم۔<sup>۶</sup>

#### اقول

اقول سبّح الله ايتعقل مثل هذا من بعض المجهولات و انما حقه ان

۱- معالم التنزيل: سورة البقرة تحت آيت: ۲۸۱

۲- تفسير ابن جرير (مخطوطة) - تفسير ابن كثير ۳۳۳/۱

۳- الدر المنثور فى التفسير بالمأثور ۱۱۶/۲

۴- معالم التنزيل: سورة المائدة تحت آيت: ۱۰۱

۵- مايركلونه (مخطوطة)

۶- معالم التنزيل: سورة الاعراف تحت آيت: ۱۳۳

يطوى ولا يروى<sup>١</sup>۔

### 7-قوله

هو رفع عطفًا على اسم الله<sup>٢</sup>۔

### اقول

قلت لكن عليه اقتصر الجلال<sup>٣</sup> و هو انما يقتصر على اصح الاقوال۔

### 8-قوله

قبولها بهم رء وف رحيم<sup>٤</sup>۔

### اقول

و هو ايضا محض الفضل و لا يجب عليه شىء۔

### 9-قوله

اراد بالاكثر جميع<sup>٥</sup>۔

### اقول

لا شك ان منهم من لا يتبع ظنا و لا وهما و لا ادنى شبهة انما يتبع هو فى نفسه عنادا واستكبارا مع استيقانه بالحق۔

١- ان يطوع لامرن يروى (مخطوطة)

٢- معالم التنزيل: سورة الانفال تحت آيت: ٦٢

٣- تفسير جلالين صفحة ١٥٣ سورة الانفال تحت آيت: ٦٢

٤- معالم التنزيل: سورة التوبة تحت آيت: ١١٤

٥- معالم التنزيل: سورة يونس تحت آيت: ٣٦

10- قوله

اخذ عنهم الدين و العلم۔<sup>۲</sup>

اقول

اقول عليك بشفاء الامام القاضي عياض رحمه الله تعالى فان فيه الشفاء۔

11- قوله

من الصغائر و الصغائر تجوز على الانبياء عليهم السلام۔<sup>۳</sup>

اقول

اذلم يكن الالهما۔<sup>۴</sup>

12- قوله

قال له جبريل عليه السلام۔<sup>۵</sup>

اقول

اي و لو عمدا على قول و الصواب ان شاء الله تعالى خلافه و عليك بالشفاء۔

13- قول

ذنوب الانبياء عليهم السلام في القرآن۔<sup>۶</sup>

۱- يوجد (مخطوطة)

۲- معالم التنزيل: سورة يوسف تحت آيت: ۲۳

۳- معالم التنزيل: سورة يوسف تحت آيت: ۲۳

۴- اللهم: مقارنة الذنب من غير ان يقع فيه (المنجد صفحة ۲۳۲) - الهزاروى

۵- معالم التنزيل: سورة يوسف تحت آيت: ۲۳

۶- معالم التنزيل: سورة يوسف تحت آيت: ۲۳

### اقول

ای صورت و اما معنی فهم البطینون المبرون صلی اللہ تعالیٰ علیہم و سلم۔

### 14-قوله

ابو طاهر محمد بن محمد بن محمش الزیادی<sup>۱</sup>۔

### اقول

اقول و هو ان شاء اللہ تعالیٰ من احسن الاقاول۔

### 15-قوله

و علیہ اکثر من انسی الشیطن یوسف<sup>۲</sup>۔

### اقول

و ماذا يفعل بقوله تعالى إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ فَاذا كان له هذا السلطان على الانبياء حتى ينسبهم ذكر ربهم و مولهم فمن هؤلاء العباد المخلصون اعوذ بالله من الشيطان الرجيم الاعتراف بتسلط الشيطان على يوسف اھون من الاقرار بتسلطه في هذا التأويل على هؤلاء الاكثرين و لا حول و لا قوة الا بالله العلي العظيم۔

### 16-قوله

و كان هفوة منه<sup>۳</sup>۔

۱- معالم التنزيل: سورة يوسف تحت آیت: ۲۳

۲- و (مخطوطة)

۳- معالم التنزيل: سورة يوسف تحت آیت: ۲۲

۴- معالم التنزيل: سورة يوسف تحت آیت: ۷۰

اقول

كذب ذلك القائل في عزوه اليه و لا يحل نقله الا للرد عليه سبحانه الله  
ما هذه الجراة على الانبياء صلوات الله تعالى و سلامه عليهم -

17- قوله

فقال ان الله لا يتصدق انما يتصدق من يبتغي الثواب -<sup>۲</sup>

اقول

بلى صدقة تصدق الله بها عليكم فاقبلوا صدقة قال النبي صلى الله عليه  
وسلم في قصر المسافر -

18- قوله

فيؤمنون حتى -<sup>۳</sup>

اقول

قال يؤمنون<sup>۴</sup> بصيغة الغائب لان قرائتهم افلا يعقلون اما قرائتنا فبالتاء  
الفوقية -

19- قوله

روى عن ابن عباس ان معناه ضعف قلوبهم -<sup>۵</sup>

۱- اوفى (مخطوطة)

۲- معالم التنزيل: سورة يوسف تحت آيت: ۸۸

۳- معالم التنزيل: سورة يوسف تحت آيت: ۱۰۹

۴- هو امنون (مخطوطة)

۵- قلوب الرسل (مخطوطة) - معالم التنزيل: سورة يوسف تحت آيت: ۱۱۰

### اقول

هَذَا كَذِبٌ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَكَيْفَ يُضَعِّفُ الرِّسْلَ فِي إِيمَانِهِمْ بِصَدَقِ مَا وَعَدَهُمْ رَبُّهُمْ هَذَا مُحَالٌ وَضَلَالٌ مُبِينٌ۔

### 20-قوله

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ۔<sup>٤</sup>

### اقول

أَقُولُ هَذَا فِي مُحَاسِنِ نَظْمِ الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ أَمْرَ النَّاسِ أَنْ يَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ الْعُلَمَاءَ بِالْقُرْآنِ الْعَظِيمِ وَارْشِدَ الْعُلَمَاءِ أَنْ لَا يَعْتَمِدُوا عَلَى أَنْهَانِهِمْ فِي فَهْمِ الْقُرْآنِ بَلْ يَرْجِعُوا إِلَى مَا بَيَّنَّ<sup>٥</sup> لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَ النَّاسَ إِلَى الْعُلَمَاءِ وَالْعُلَمَاءُ إِلَى الْحَدِيثِ وَالْحَدِيثُ إِلَى الْقُرْآنِ وَأَنْ إِلَى رَبِّكَ الْمُنْتَهَى فَكَمَا أَنَّ الْمَجْتَهِدِينَ لَوْ تَرَكَوا الْحَدِيثَ وَرَجِعُوا إِلَى الْقُرْآنِ لَضَلُّوا وَلِهَذَا قَالَ سَفِيَانُ بْنُ عَيَيْنَةَ الْحَدِيثُ مُضِلٌّ إِلَّا لِلْفُقَهَاءِ كَمَا نَقَلَهُ<sup>٦</sup> الْإِمَامُ ابْنُ الْحَاجِّ الْمَكِّي فِي الْمُدْخَلِ۔<sup>٧</sup>

## الجزء الثالث

### 21-قوله

مَعْنَاهُ جَعَلْنَاهُ۔<sup>٥</sup>

- ١- معالم التنزيل: سورة يوسف تحت آيت: ٢٣
- ٢- يهين (مخطوطة)
- ٣- نقله عند (مخطوطة)
- ٤- المدخل ١٢٢/٢
- ٥- معالم التنزيل: سورة بني اسرائيل تحت آيت: ١٦



اقول

صوابه جعلناهم امراء-

22-قولهلان الكل-<sup>۱</sup>اقول

ای التي بعد الفاء او الواو او ثم-

23-قولهلام الامر زاد-<sup>۲</sup>اقول

فلما تجزم بعد الفاء و الواو كذلك بعد ثم-

24-قولهابن عامر-<sup>۳</sup>اقول

على اصحابه الثلاثة المذكورين-

25-قولهان الطلاق قبل النكاح غير واقع-<sup>۴</sup>

-۱- معالم التنزيل: سورة الحج تحت آيت: ۱۵

-۲- معالم التنزيل: سورة الحج تحت آيت: ۱۵

-۳- معالم التنزيل: سورة الحج تحت آيت: ۱۵

-۴- معالم التنزيل: سورة الاحزاب تحت آيت: ۴۹

اقول

اقول نعم لا وقوع للطلاق قبل النكاح و لا يقول به احد و لهذا هو مفاد الآية و الحديث الاتي اما ان الاضافة لا تجوز قبله فلا دلالة عليه فيهما و لهذا ظاهر جدا-

الجزء الرابع26-قوله

فقال لا تقولن لرجل-<sup>١</sup>

اقول

كذا نقل عنه في المرقاة ٢٤٥/٥

27-قوله

ثم ياخذهن بشماله-<sup>٢</sup>

اقول

بل كلتا يدي ربي يمين و الثعلبي لا يحتج بما روى لا سيما في صفات الله حيث لا يجوز الاطلاق ما لم يتواتر-

28-قوله

هذا حديث صحيح-<sup>٣</sup>

١- معالم التنزيل: سورة الزمر تحت آيت: ٥٣

٢- معالم التنزيل: سورة الزمر تحت آيت: ٦٨

٣- معالم التنزيل: سورة الزمر تحت آيت: ٦٨

اقول

بل باطل كما علمته لكن روى نحوه ابن جرير عن ابن عمر مرفوعا  
 ۱۷/۲۳ و رواه ابو داود عن ابن عمر لكن لم يذكر لفظ الشمال بل قال بيده  
 الاخرى و رواه البيهقي في الاسماء صفحة ۲۳۷ و انكر ذكر الشمال فراجعه۔

29-قوله

و يقبض الله الارض يوم القيمة۔<sup>۱</sup>

اقول

هذا صحيح موافق للقران العظيم و اين يغيبه ذكر الشمال بل و لا ذكر  
 طي الارض۔

30-قول

ان سبعين رجلا من اهل مكة۔<sup>۲</sup>

اقول

الذى في صحيح مسلم ۱۲۰/۲ ثمانين۔<sup>۳</sup>

31-قوله

عن عبد الله بن عمر۔<sup>۴</sup>

۱- معالم التنزيل: سورة الزمر تحت آيت: ۶۸

۲- معالم التنزيل: سورة الفتح تحت آيت: ۲۳

۳- ۱۱۶/۲ (مخطوطة)

۴- معالم التنزيل: سورة الطور تحت آيت: ۶

اقول

صوابه ابن عمرو بالواو رواه ابو داؤد في ركوب البحر في الغز و بسند فيه مجهولان -

32- قوله

و قال قتادة بالصيحة الطاغية -<sup>١</sup>

اقول

و هو قول ابن عباس رضى الله تعالى عنهما -



تعلیماتِ رضا

ایک نکتہ پر

مُرتبہ  
مُحَمَّد رضا الحسن قادری

اِذَا لَا تَحْقِيقًا اَمَّا اَلْحَمْدُ لِضِيَاكَ اَلْحَمْدُ

رِضَا اَلْمُبَرِّي

جَامِعِیۃ رِضْوَانِ اَلْاَوَّلِیۃ

کرمانوالہ بہک شاپ

بِقِصَّانِ كَرَمِ

حضرت سید السادات پیر محمد اسماعیل شاہ بخاری

المرقۃ حضرت کرم اللہ  
آستانہ عالیہ  
حضرت کرمانوالہ شریف  
اوکاڑہ

شیر مرغ ولایت  
حضرت سید محمد علی شاہ بخاری

منہجہ ولایت  
حضرت سید محمد عثمان علی شاہ بخاری

حضرت پیر عین غفر علی شاہ بخاری

حضرت پیر سید مصمّم شاہ بخاری

حضرت سید میر طیب علی شاہ بخاری

چادر نشین حضرت کرمانوار شریف

دارالکتاب

حاجی انعام اللہ بی نقشبندی برکاتی

مجموعہ معقودہ محفوظہ

زراعت

سمیع اللہ برکات

سیف اللہ برکت

قیمت 180 روپے

اگست دسمبر 2007ء

## فہرست

349	18	فلسفہ	332	1	تفسیر
349	19	لغت	332	2	اصول تفسیر
349	21	جنر	333	3	حدیث و شروح حدیث
349	22	توقیت	336	4	اصول حدیث
350	23	ہیت	336	5	تخریج احادیث
351	24	نجوم	337	6	جرح و تعدیل
351	25	زینجات	337	7	اسماء الرجال
352	26	جبر و مقابلہ	338	8	لغت حدیث
352	27	ہندسہ	338	9	فقہ
352	28	اقلیدس	344	10	اصول فقہ
352	29	تکسیر	344	11	رسم المفتی
353	30	تعبیر	344	12	عقائد و کلام
353	31	لوگاریثم	346	13	فضائل و سیر، تاریخ
353	32	عروض	347	14	تہذوف
353	33	مثلث	348	15	تجوید
354	34	مآخذ	348	16	صرف
355	35	حواشی	348	17	منطق

نمبر شمار	متن	ماتن	ذبان	ناشر
-----------	-----	------	------	------

### تفسیر

1	انوار التقریل واسرار التاویل (تفسیر بیضاوی)	قاضی ابوالخیر عبداللہ بن عمر بیضاوی شافعی	عربی	غیر مطلوبہ
2	لباب التاویل فی معانی التقریل (تفسیر خازن)	علامہ علی بن محمد خازن شافعی	عربی	غیر مطلوبہ
3	الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور	امام جمال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی	عربی	غیر مطلوبہ
4	اجناتہ القاضی وکفایۃ الراضی (حاشیۃ انصاف)	علامہ شہاب الدین احمد غفاری حنفی	عربی	غیر مطلوبہ
5	معالم التقریل (تفسیر بغوی علیٰ)	امام ابو محمد حسین بن مسعود زاهد بغوی شافعی	عربی	مرکزی مجلس رضا، لاہور رضا اکیڈمی ممبئی

### اصول تفسیر

6	الاتقان فی علوم القرآن	امام جمال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی	عربی	غیر مطلوبہ
---	------------------------	---	------	------------



## حدیث و شروح حدیث

غیر مطبوعہ	عربی	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری	صحیح بخاری	7
غیر مطبوعہ	عربی	امام ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری	صحیح مسلم	8
غیر مطبوعہ	عربی	امام ابوعبید بن محمد بن عیسیٰ ترمذی	جامع ترمذی	9
غیر مطبوعہ	عربی	حافظ ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی	سنن نسائی	10
غیر مطبوعہ	عربی	حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ	سنن ابن ماجہ	11
غیر مطبوعہ	عربی	امام احمد بن حنبل	مسند احمد بن حنبل	12
غیر مطبوعہ	عربی	حافظ عبد اللہ بن محمد الرحمن دارمی سمرقندی	سنن دارمی	13
غیر مطبوعہ	عربی	امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی	مسند امام اعظم	14
غیر مطبوعہ	عربی	امام محمد بن حسن شیبانی حنفی	کتاب الآثار	15

16	کتاب الحج			عربی	غیر مطبوعہ
17	شرح صفاتی الآثار		امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
18	الترغیب والترہیب		حافظ عبد العظیم بن عبد القوی منذری شافعی	عربی	غیر مطبوعہ
19	کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال		علامہ علی متقی بن حسام الدین برہانپوری حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
20	انفصاخص الکبریٰ		امام جمال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی	عربی	غیر مطبوعہ
21	الملک لی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ		امام جمال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی	عربی	غیر مطبوعہ
22	ذیل الملک لی المصنوعۃ		امام جمال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی	عربی	غیر مطبوعہ
23	شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور		امام جمال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی	عربی	غیر مطبوعہ
24	التعقبات علی الموضوعات		امام جمال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی	عربی	غیر مطبوعہ
25	الکشف عن جاذبۃ فہرہ اللامۃ الالف		امام جمال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی	عربی	غیر مطبوعہ

غیر مطبوعہ	عربی	امام محمد بن عبد الرحمن سخاوی شافعی	المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الاحادیث المشتهرة علی الا لسنۃ	26
غیر مطبوعہ	عربی	امام محمد بن عبد الرحمن سخاوی شافعی	القول البدیع فی الصلوۃ علی الجیب اشبع	27
غیر مطبوعہ	عربی	ملا علی قاری حنفی	الموضوعات الکبیر	28
غیر مطبوعہ	عربی	امام ابن حجر عسقلانی شافعی	فتح الباری شرح صحیح البخاری	29
رضا اکیڈمی، لاہور	عربی	علامہ احمد قسطلانی شافعی	ارشاد الساری شرح صحیح البخاری ۵	30
غیر مطبوعہ	عربی	امام بدر الدین عینی حنفی	عمدة القاری شرح صحیح البخاری	31
غیر مطبوعہ	عربی	امام عبد الرؤوف مناوی شافعی	فیض القدر شرح جامع صغیر	32
غیر مطبوعہ	عربی	امام عبد الرؤوف مناوی شافعی	التیسیر مختصر شرح جامع صغیر	33
غیر مطبوعہ	عربی	ملا علی قاری حنفی	جمع الوسائل فی شرح الشارح	34
غیر مطبوعہ	عربی	ملا علی قاری حنفی	مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح	35

36	المدخل الى الصحيح	امام حاكم نيشاپوری	عربی	غیر مطبوعہ
37	نیل الاوطار شرح مشکوٰی الاخبار	قاضی محمد بن علی شوکانی	عربی	غیر مطبوعہ
38	أغنية للمعاني في شرح المسكوة	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	فارسی	غیر مطبوعہ
39	جواهر البیان فی اسرار الامکان	مولانا فتح علی خان بریلوی	عربی	غیر مطبوعہ
40	احسن الوعاء لآداب الدعاء	مولانا فتح علی خان بریلوی	اردو	سنی باب الاشاعت، کراچی اتحاد الاسلامی، مبارکپور

### اصول حدیث

41	نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر	حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی	عربی	غیر مطبوعہ
42	فتح البغیۃ شرح الفیۃ الحدیث	امام محمد بن عبد الرحمن بخاری	عربی	غیر مطبوعہ

### تخریج احادیث

43	نصب الرایۃ لتخریج احادیث الہدیۃ	حافظ عبد اللہ بن یوسف زبیدی حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
----	---------------------------------	----------------------------------	------	------------

## جرح و تعدیل

غیر مطبوعہ	عربی	علامہ ابوالفرج عبدالرحمن بن علی جوزی	اعمل المتعاریف فی الاحادیث الواہیہ	44
غیر مطبوعہ	عربی		کشف الاحوال فی نقد الرجال	45
غیر مطبوعہ	عربی		ترتیب الطبقات	46

## اسماء الرجال

غیر مطبوعہ	عربی	حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی	تہذیب التہذیب	47
غیر مطبوعہ	عربی	حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی	تقریب التہذیب	48
غیر مطبوعہ	عربی	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی	الاسماء والصفات	49
غیر مطبوعہ	عربی	علامہ محمد بن احمد ذہبی شافعی	تذکرۃ الحفاظ	50
غیر مطبوعہ	عربی	علامہ محمد بن احمد ذہبی شافعی	میزان الاعتدال فی نقد الرجال	51
غیر مطبوعہ	عربی	حافظ احمد بن محمد اللہ خزرجی	تذیب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال	52

53	الاصابة في تمخير الصحابة <sup>٥</sup>	علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی	عربی	غیر مطبوعہ
----	---------------------------------------	-----------------------------	------	------------

### لُغَتِ حَدِيثِ

54	تجميع بحار الانوار	علامہ محمد طاہر پٹنہ	عربی	غیر مطبوعہ
----	--------------------	----------------------	------	------------

### فقہ

55	الاصناف في حكم الاوقاف	شیخ ابراہیم بن موسیٰ طرابلسی حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
56	الاعلام بقواطع الاسلام	علامہ ابن حجر مکی	عربی	غیر مطبوعہ
57	بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع	علامہ ابو بکر بن سعد وکاسانی	عربی	غیر مطبوعہ
58	الجوہرۃ فی شرح مختصر القدوری	علامہ ابو بکر بن علی بن محمد حدادی کنہی	عربی	غیر مطبوعہ
59	جولہ اہل غلطی	علامہ ابراہیم بن ابو بکر اخلاطی	عربی	غیر مطبوعہ
60	البحر الرائق شرح کنز الدقائق	علامہ ابن نجیم حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
61	تبيين المختار في شرح كنز الدقائق	علامہ عثمان بن علی زلیحی حنفی	عربی	غیر مطبوعہ

غیر مطبوعہ	عربی	علامہ ابن عابدین شامی حنفی		منتخب الطائفت شرح کنز الدقائق	62
غیر مطبوعہ	عربی	علامہ محمد بن محمد بن شہاب ابن برازحی		فتاویٰ برازہ	63
غیر مطبوعہ	عربی	علامہ محمد بن حسین انقروی حنفی		فتاویٰ انقرویہ	64
غیر مطبوعہ	عربی	ملائقہ الدین دہلوی حنفی		فتاویٰ عالمگیری	65
غیر مطبوعہ	عربی	علامہ عالم بن الطلاء انصاری دہلوی		فتاویٰ تاتارخانیہ	66
غیر مطبوعہ	عربی	علامہ سراج الدین علی بن عثمان اوشی		فتاویٰ سراجیہ	67
غیر مطبوعہ	عربی	علامہ ابن حجر مکی		فتاویٰ حدیثیہ	68
غیر مطبوعہ	عربی	شیخ ابو طالب حسین بن محمد بن علی زبئی		فتاویٰ زبئیہ	69
غیر مطبوعہ	عربی	علامہ داؤد بن یوسف خطیب حنفی		فتاویٰ غیاثیہ	70
غیر مطبوعہ	عربی	علامہ محمد بن محمد بن امیر الحاج		حلیۃ الحق شریعت مدیۃ المصلیٰ	71

72	کستنی شرح مبدیۃ المصلیٰ <sup>۹</sup> غنیۃ	علامہ ابراہیم بن محمد طلی	عربی	غیر مطبوعہ
73	الصقو والدریۃ فی تتبع الفتاوی الخالدیۃ <sup>۱۰</sup>	علامہ سید ابن عابدین شامی حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
74	منہ الجلیل	علامہ سید ابن عابدین شامی حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
75	جامع الرموز	علامہ شمس الدین محمد خزاسانی قہستانی	عربی	غیر مطبوعہ
76	جامع الفصولین <sup>۱۱</sup>	شیخ بدر الدین محمد بن اسماعیل حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
77	ہدایہ	علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
78	فتح القدیر شرح ہدایہ	علامہ کمال الدین بن ہمام حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
79	عنایۃ شرح ہدایہ	علامہ محمد بن محمد بابر قاضی حنفی	عربی	غیر مطبوعہ
80	در احکام شرح غرر الاحکام	قاضی محمد بن فراموز ملّا خسرو	عربی	غیر مطبوعہ
81	خلاصۃ الفتاوی	علامہ طاهر بن عبدالرشید بخاری	عربی	غیر مطبوعہ



غیر مطلوبہ	عربی	علامہ ابوالحسن علی بن ظہیر طرابلسی حنفی		معین الکام	82
غیر مطلوبہ	عربی	علامہ حسن بن عمار بن علی شرنوبالی		مرآۃ الفلاح	83
غیر مطلوبہ	عربی	علامہ عبدالرحمن بن محمد حنفی		مجمع الانہر	84
غیر مطلوبہ	عربی	امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم حنفی		کتاب الخراج	85
غیر مطلوبہ	عربی	علامہ نجم الدین عمر بن محمد نسفی		طلیۃ الطالبۃ	86
غیر مطلوبہ	عربی			اتحاف الابصار والبصائر	87
غیر مطلوبہ	عربی			الاصلاح شرح الايضاح	88
غیر مطلوبہ	عربی	البر سعید بن شعبان بن محمد قرطبی		شفاء الاقسام	89
غیر مطلوبہ	عربی	سید محمد ابی اسعد حنفی		فتح المبین	90
غیر مطلوبہ	عربی			شعرا المسفار	91

غیر مطبوعہ	عربی		جامع الصغار	92
غیر مطبوعہ	عربی		کتاب الانوار	93
غیر مطبوعہ	عربی		حسن تجنی	94
غیر مطبوعہ	عربی		خادمی	95
غیر مطبوعہ	عربی		فتاویٰ زریں پور	96
غیر مطبوعہ	عربی		کشف الغمۃ عن جمیع الامتہ	97
غیر مطبوعہ	عربی	علامہ عبدالوہاب شہرانی	مسئلہ متقطعات شرح منکب متوسط	98
غیر مطبوعہ	عربی		رسالہ الالکان	99
غیر مطبوعہ	عربی	علامہ عبدالعلی محمد بن نظام الدین لکھنوی	شرعیۃ الاسلام	100
غیر مطبوعہ	عربی		علامہ ابوبکر احمد بن عمر و خضاف	101
غیر مطبوعہ	عربی		احکام الاوقاف	

غیر مطبوعہ	عربی		فوائد کتب عدیدہ	102
غیر مطبوعہ	عربی	علامہ قاسم بن ظہیر بن رومی حنفی	رسائل قاسم	103
غیر مطبوعہ	عربی	علامہ قاسم بن ظہیر بن رومی حنفی	مسارہ	104
غیر مطبوعہ	عربی	علامہ قاسم بن ظہیر بن رومی حنفی	مسارہ	105
مرکزی مجلس رضا، لاہور	عربی	علامہ سید احمد طحاوی حنفی	حاشیۃ الطحاوی علی الدر المنثور <sup>۱۲</sup>	106
منظمتہ الدعوة الاسلامیہ، لاہور	عربی	علامہ خیر الدین علی حنفی	فتاویٰ خیر <sup>۱۳</sup>	107
مکتبۃ المدینہ، کراچی المجمع الاسلامی، مبارکپور	عربی	علامہ سید ابن عابدین شامی حنفی	رد المحتار المعروف بفتاویٰ شامی <sup>۱۴</sup>	108
غیر مطبوعہ	عربی	علامہ سید ابن عابدین شامی حنفی	تکلمتہ رد المحتار	109
غیر مطبوعہ	فارسی	شاہ عبدالعزیز دہلوی	فتاویٰ عزیزیہ	110
مکتبۃ قادریہ، لاہور	اردو	امام احمد رضا خان بریلوی	الغیرۃ الوضیۃ فی شرح الجہرۃ المفیہ <sup>۱۵</sup>	111

112	نور الادلۃ للبدو والاحیاء <sup>۱۲</sup>	امام احمد رضا خان بریلوی	اردو	رضا اکیڈمی، ممبئی
113	الزبدۃ الزکیۃ فی تحریر جمہور الخیرۃ علیہ	امام احمد رضا خان بریلوی	عربی	رضا فاؤنڈیشن، لاہور

### اصول فقہ

114	مسلم الثبوت	علامہ محمد حجت اللہ بہاری	عربی	غیر مطبوعہ
115	فوائد الحرمۃ شرح مسلم الثبوت	علامہ عبدالحی محمد بن نظام الدین لکھنوی	عربی	غیر مطبوعہ
116	غیر معینان البھار فی محاسن الاشیاء والنظائر <sup>۱۳</sup>	علامہ احمد بن محمد کی جوئی مصری حنفی	عربی	غیر مطبوعہ

### رسم المفتی

117	رسائل الشای	علامہ سید ابن عابدین شامی	عربی	غیر مطبوعہ
-----	-------------	---------------------------	------	------------

### عقائد و کلام

118	تحفۃ الشافعیہ *	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی	فارسی	غیر مطبوعہ
-----	-----------------	--------------------------	-------	------------

\* - مرآۃ المفاتیح صفحہ 271 پر ہے کہ علامہ محمد صدیق ہزاروی اصحاب نے ان حواشی کا ترجمہ تحقیق کیا ہے جو غلط ہے۔ اس کی تصدیق حضرت موصوف نے خود کی ہے۔ امام محمد رضا

شرح فدا کبر	ملا علی قاری حنفی	عربی	غیر مطبوعہ	119
شرح مواقف	میر سید شریف جرجانی	عربی	غیر مطبوعہ	120
شرح القاصد	علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی	عربی	غیر مطبوعہ	121
عقائد عضدیہ	قاضی عضد الدین ابی	عربی	غیر مطبوعہ	122
حاشیہ خیالی علی شرح العقائد <sup>۱۹</sup>	علامہ احمد بن موسیٰ خیالی	عربی	غیر مطبوعہ	123
الصواعق المحرقة	علامہ ابن حجر مکی	عربی	غیر مطبوعہ	124
الفرقة بین الاسلام والزندقة	امام محمد بن محمد غزالی شافعی	عربی	غیر مطبوعہ	125
مفتاح السعادة ومصباح السيادة	احمد بن مصطفیٰ طاشکیری زازاہ	عربی	غیر مطبوعہ	126
تختہ الانوار		عربی	غیر مطبوعہ	127
علم الکلام		عربی	غیر مطبوعہ	128

غیر مطبوعہ	عربی	امام محمد بن محمد غزالی شافعی	تہافت الفلاسفہ	129
غیر مطبوعہ	عربی	ابوالولید ابن رشد مالکی	تہافت الفلاسفہ	130
غیر مطبوعہ	عربی	امام عبد الوہاب شہرانی	الیواقیت والجزائر فی بیان عقائد المذالک	131
غیر مطبوعہ	عربی	علامہ فضل رسول قادری بدایونی	المعتقد المعتقد	132
مکتبہ، المکتب، استنبول	عربی	امام احمد رضا خان بریلوی	الدولۃ الحکیۃ بالمادۃ الخفیۃ <sup>۱۲</sup>	133
مکتبہ، المکتب، استنبول	عربی	مولانا علی خان بریلوی	اذائق الآغام لما فی عمل المولد والقیام <sup>۱۳</sup>	134

### فضائل و سیر، تاریخ

غیر مطبوعہ	عربی	علامی قاری حنفی	شرح الشفا، بتحریر حقوق المصطفیٰ	135
غیر مطبوعہ	عربی	علامہ محمد عبد الباقی زرقانی	شرح زرقانی علی المواہب اللدنیۃ	136

غیر مطبوعہ	عربی		ہمزئیہ	137
غیر مطبوعہ	عربی	علامہ عبدالحی لکھنوی	الفوائد السبئیۃ فی تراجم الکھفۃ	138
غیر مطبوعہ	عربی	علامہ علی بن احمد سمودی	خلاصۃ لوفنا	139
غیر مطبوعہ	عربی		عصرہ اشارہ	140
غیر مطبوعہ	عربی	حاجی خلیفہ کاتب حلبی	کشف الظنون عن اسماء الکتب والفنون <sup>۲۳</sup>	141
غیر مطبوعہ	عربی	علامہ عبدالحسن ابن خلدون	مقدمۃ ابن خلدون	142
غیر مطبوعہ	عربی	امام تقی الدین ابن سبکی شافعی	شفاء السقام فی زیارۃ خیر الالمام	143

### تصوف

غیر مطبوعہ	عربی	امام محمد بن محمد غزالی شافعی	احیاء علوم الدین	144
غیر مطبوعہ	عربی	علامہ ابن حجر مکی	الزوائد جرمین اقترااف الکبائر	145
غیر مطبوعہ	عربی	علامہ عبدالباق شہرانی	میزان الشریعۃ الکبریٰ	146

غیر مطبوعہ	عربی	علامہ عبدالغنی نابلسی	المدینۃ الندیۃ شرح الطریقۃ الحمدیۃ	147
غیر مطبوعہ	عربی	امام ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر بن عیسیٰ شطرنی	ہجۃ الاسرار و معدن الانوار	148
غیر مطبوعہ	عربی	علامہ احمد بن مبارک بجماسی مالکی	الابریز من کلام سیدی عبدالعزیز	149
غیر مطبوعہ	عربی	علامہ ابن امیر الحاج	مغل	150

### تجویذ

غیر مطبوعہ	عربی	مثلاً علی قاری حنفی	کنز الفکر شیعہ شرح مقدمہ جزیریہ	151
------------	------	---------------------	---------------------------------	-----

### صروف

غیر مطبوعہ	فارسی	مفتی عنایت احمد کاکوروی	علم الصیغہ	152
------------	-------	-------------------------	------------	-----

### منطق

غیر مطبوعہ	عربی	مثلاً زاہد ہروی	میز زاہد	153
غیر مطبوعہ	عربی	مثلاً جمال الدین دوانی	مثلاً جمال	154



## فلسفہ

اصول طبعی	155
غیر مطبوعہ	عربی
غیر مطبوعہ	عربی
غیر مطبوعہ	عربی
غیر مطبوعہ	عربی

## لغت

ابو الفضل محمد بن عمر بن خالد قرطبی	157
غیر مطبوعہ	فارسی
غیر مطبوعہ	عربی
غیر مطبوعہ	عربی
غیر مطبوعہ	عربی

## جفر

الکواکب الدریۃ <sup>۲۲</sup>	159
مرکزی مجلس رضا، لاہور	عربی
رضا ایڈی، ممبئی	

## توقیت

جامع الافکار	160
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی	فارسی

غیر مطبوعہ	فارسی		خزانۃ العلم	161
غیر مطبوعہ	فارسی		زبدۃ الملتخب	162

### ہدیت

غیر مطبوعہ	عربی	صوفی عبدالرحمن	کتاب الصور	163
غیر مطبوعہ	عربی	قاضی زادہ رومی	شرح مخمینی	164
غیر مطبوعہ	عربی	قاضی زادہ رومی	شرح تذکرہ	165
غیر مطبوعہ	عربی	شیخ امام الدین بن لطف اللہ مہندس لاہوری	تشریح شرح تشریح	166
غیر مطبوعہ	عربی		شرح با کورہ	167
غیر مطبوعہ	عربی		علم البیعت	168
غیر مطبوعہ	عربی		طیب النفس	169

غیر مطبوعہ	عربی		رفع الخلاف فی دقائق الاختلاف	170
غیر مطبوعہ	فارسی		رسالہ کسوف و خسوف	171

### انجوم

غیر مطبوعہ	عربی		هدایۃ النجوم	172
------------	------	--	--------------	-----

### زیجات

غیر مطبوعہ	عربی		برجندی	173
غیر مطبوعہ	عربی		زلالات البرجندی	174
غیر مطبوعہ	فارسی		زنج بہادر خانی	175
غیر مطبوعہ	فارسی		فوائد بہادر خانی	176
غیر مطبوعہ	فارسی		جامع بہادر خانی	177

زنگ اللاجد	178	
غير مطبوعه	عربي	
زنگ الاطخاني	179	
غير مطبوعه	عربي	خواجہ نصیر الدین طوسی نیشاپوری

### جبر و مقابلہ

الخواص الجليله في الاعمال الجبريه	180	
غير مطبوعه	عربي	

### ھفت سہ

اصول ہندسہ				181
غير مطبوعہ	عربی			

### اقلیدس

تحریر الاقلیدس	182	
خواجه نصیر الدین طوسی نیشاپوری	عربی	غیر مطبوعہ

### تکسیر

الدر المکنون			183
غير مطبوعه	عربي		

## تعبیر

تعبیر الہام	184
عربی	غیر مطبوعہ

## بوگارتھم

رسالہ علم و گارتھم	185
اردو	ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی

## عروض

میزان الہ فکر	186
فارسی	غیر مطبوعہ

## مشلت

رسالہ علم مشلت گروی <sup>۱۸۷</sup>	187
فارسی	مرکزی مجلس رضا، لاہور

## آخذ

- 1- المصنفات الرضویة از مولانا عبدالحکیم نعمانی قادری
- 2- ماہنامہ المیزان "امام احمد رضا نمبر" مارچ 1976ء بمبئی.
- 3- مرآة التصانیف از مولانا حافظ محمد عبدالستار قادری سعیدی
- 4- امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی حاشیہ نگاری از علامہ شمس الحسن صدیقی بریلوی
- 5- سوانحی امام احمد رضا از علامہ پیرالدین احمد قادری رضوی
- 6- امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی عربی زبان و ادب میں خدمات از ڈاکٹر محمود حسن بریلوی
- 7- مقدمہ بر رسالہ در علم لوگاترم از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد قادری
- 8- فہرست حواشی از علامہ سید وجاہت رسول قادری

## حواشی

- 1- مولانا محمد صدیقی ہزاروی سعیدی رحمۃ اللہ علیہ (مندرجہ ذیل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور) نے اس حاشیہ پر تحقیق کی ہے نیز اردو ترجمہ و مختصر تشریح بھی فرمائی ہے۔ ۱۲ محمد رضا
- 2,3,4- ان حواشی پر اترم نے تحقیق کی ہے۔ ۱۲ محمد رضا
- 5- علامہ سید غلام مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ بناری رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر تحقیق وترجمہ کیا ہے۔ ۱۲ محمد رضا
- 6- یہ حاشیہ متن کے صرف اڑھائی صفحات پر ہے جس کا نام ”زواہر البیان“ معروف باسم تاریخی ”مسلطۃ المصطفیٰ فی ملکوت کل العوری“ (۱۲۹۷ھ) ہے۔ ۱۲ محمد رضا
- 7- اس حاشیہ کا تاریخی نام ”ذیل المدعاۃ الحسن الوعاہ“ (۱۳۰۶ھ) ہے۔ ۱۲ محمد رضا
- 8- علامہ علی احمد سندھیلو رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر تحقیق کی ہے۔ ۱۲ محمد رضا
- 9- اس حاشیہ پر مولانا محمد حسین رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ (رکن المدینۃ العلمیہ، کراچی) نے تحقیق کی ہے۔ ۱۲ محمد رضا
- 10- اس حاشیہ پر ڈاکٹر محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے اورینٹل کالج لاہور سے ایم اے فل کے مقالہ لکھنے کے سلسلے میں تحقیق کی ہے۔ ۱۲ محمد رضا

- 1-1- مرآة الصانف صفحہ ۱۲ پر ہے کہ اس حاشیہ پر شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری دامت برکاتہم العالیہ نے تحقیق کی ہے جو سراسر غلط ہے۔ میں نے بذات خود حضرت علامہ سے اس کی تصدیق کی ہے۔ ۱۲ محمد رضا
- 12- مولانا محمد صدیقی ہزاروی سعیدی رحمہ اللہ (مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور) نے اس حاشیہ پر تحقیق کی ہے نیز اردو ترجمہ و مختصر توضیح بھی فرمائی ہے۔ ۱۲ محمد رضا
- 13- اس حاشیہ پر منتہی محمد خان قادری رحمہ اللہ نے تحقیق کی ہے۔ مرآة الصانف صفحہ ۱۲ پر ہے کہ مولانا علی احمد سندھیلوی رحمہ اللہ نے بھی اس حاشیہ پر تحقیق کی ہے صحیح نہیں ہے۔ علامہ صاحب نے خود اس بات کی تصدیق کی ہے۔ ۱۲ محمد رضا
- 14- اس حاشیہ کا نام ”نجد المستعار علی رد المحتار“ ہے اور مولانا محمد احمد عظمیٰ مصباحی (استاذ الجلسۃ الشرفیۃ ”مصباح العلوم“، مبارکپور) اور علامہ ”المسندینۃ العلمیۃ“ (فیضان مدینہ دعوت اسلامی، کراچی) نے اس کی تحقیق و تدوین کی ہے۔ ۱۲ محمد رضا
- 15- اس حاشیہ کا تاریخی نام ”الطرقۃ الرضیۃ علی النیرۃ النوضیۃ“ (۱۴۹۵ھ) ہے اور یہ قتلائی رضویہ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور) کی کتاب الحج جلد ۱۰ میں موجود ہے۔ ۱۲ محمد رضا
- 16- اس حاشیہ کا تاریخی ”رفع العلۃ عن نور اللہ“ (۱۴۰۱ھ) ہے اور یہ قتلائی رضویہ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور) کی کتاب الصوم جلد ۱۰ میں شامل ہے۔ ۱۲ محمد رضا
- 17- اس کا صرف ایک حاشیہ اردو میں ہے، بقیر عربی میں ہیں اور یہ قتلائی رضویہ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور) کی کتاب الخطر والاباۃ جلد ۲۲ میں مطبوع ہیں۔ ۱۲ محمد رضا
- 18, 19- ان دو اشیا پر مولانا محمد حسین رضا قادری رحمہ اللہ (رکن المسندینۃ العلمیۃ، کراچی) نے تحقیق کی ہے۔ ۱۲ محمد رضا



- 20- اس حاشیہ کا اسم تاریخی ”المستمد المستمد بناءً على الآباء“ (۱۳۲۰ھ) ہے۔ ۱۲- محمد رضا
- 21- اس کتاب پر دو حواشی ہیں جن کے تاریخی نام ”الفيوضات الملكية“ ”حب الدولة الملكية“ (۱۳۲۵ھ) اور ”انباء انبي ان کا نام المصون تبيان لكل شي“
- (۱۳۲۶ھ) ہیں۔ مؤرخ الذکر حاشیہ پر بھی ایک حاشیہ ہے جس کا تاریخی نام ”حاشم المفسر علی علی السید البرنی“ (۱۳۲۸ھ) ہے۔ ۱۲- محمد رضا
- 22- اس حاشیہ پر اتم نے تحقیق کی ہے۔ ۱۲- محمد رضا
- 23- اس کا تاریخی اسم ”رشتات الکلام فی حواشی اذائقه الآباء“ (۱۳۱۱ھ) ہے۔ ۱۲- محمد رضا
- 24- اس کا اسم تاریخی ”اثواقب الرضویہ علی الکواکب الدررۃ“ (۱۳۲۲ھ) ہے۔ ۱۲- محمد رضا
- 25- یہ حاشیہ ”امالی الطحطائی الاصلاح والنزویا“ جو کہ علی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علم شفق پر چار رسائل کا مجموعہ ہے، میں شامل ہے۔ ۱۲- محمد رضا



## اہم گزارش

قائمین کرام! ایک بات کی طرف توجہ مند! کروانا بے حد ضروری ہے! وہ یہ کہ حضور شیخ الاسلام والیہ وسلمین اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ کے تمام حواشی پر تیرہ مطبوعہ ہیں اور نہ ہی سب کی اصل دستیاب ہے \* جن سے تمام حواشی اور ان کے مانتین و مصنفین کی مکمل طور پر نشاندہی ہو سکے۔ اس لیے جن مصنفین کا معلوم ہوا، ان کے نام لکھ دیے گئے ہیں، بقیہ کے نہیں لکھے گئے۔ بعض کتابوں کے مصنفین کے نام تلاش بسیار کے باوجود ہمیں مل سکے۔ بہر حال اس دور ان اگرچہ بہت اہتیاظ برتی گئی ہے۔ تاہم اگر کوئی غلطی کوتاہی ہوگئی ہو تو ہم معذرت خواہ ہیں۔ اہل علم سے عاجزانہ درخواست ہے کہ اگر وہ اس سلسلے میں کوئی بھی قابل اصلاح بات پائیں تو ازراہ ذکر محض برائے حصول رضائے الہی ہماری اصلاح فرمادیں اور اپنے مفید مشوروں سے ہمیں نوازتے رہیں۔

نیا زمند

محمد رضا الحسن قادری

0321-9425765

**نوٹ:** یہ فہرست حتمی نہیں ہے۔ مآخذ کتب اور پیش نظر خطوط حواشی پر اعتماد کرتے ہوئے ترتیب دی گئی ہے۔ اس میں اصلاح کی گنجائش ہے۔

\* ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (کرچی) اور رضا انٹرنیری (جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور) میں اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کے بہت سے حواشی کے ٹکس موجود ہیں، ان سے کافی مدد ملے گی ہے۔ اس کے علاوہ حواشی پر کام کرنے والے محققین نے خصوصاً اس سلسلے میں ہماری راہنمائی فرمائی۔ ہمیں ان کا بڑا دل سے شکر گزار رہوں۔ ان لکھو ہمہ آلہ علی اللہ۔ آمین محمد رضا

مذکورہ سید الشہداء

رضی اللہ عنہ

سیدنا امیر حمزہ



تالیف

محمد عابد حسن انجم مدنی

کرمانوالہ بک شاپ

دوکان نمبر ۲- دربار مارکیٹ لاہور

Ph: 042 7249 515

الحمد لله رب العالمین  
والصلاة والسلام  
على سيدنا محمد  
وآله الطيبين الطاهرين  
الطاهرين

الشيخ الميرزا محمد رضا خان قاضی بریلوی  
کی صوفیانہ سیرت اور شریعت و طہارت میں  
آپ کے مرتبہ و مقام پر نقل و تحقیق مقالے

مجلد اول  
کتاب  
سیرت  
الطہارین

# امام احمد رضا اور تصوف

مولانا محمد احمد مصباحی عظمیٰ

استاذ جامعہ اسلامیہ مدرسہ اسلامیہ  
دکنہ علیہ السلامی مبارکپور دہلی

مقالہ نگاران

پروفیسر سید عیاض احمد مدنی

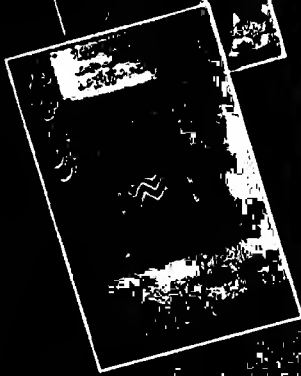
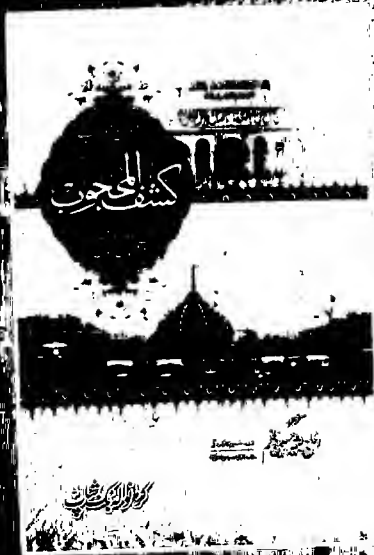
نیرمانی کالج ایف بی

محمد رضا احمد حسن قادری

دوکان نمبر ۲۰ دربار مدار کیٹ لاہور

Voice: 042-7249515

کرمانوالہ بک شاپ



کرمانوالہ بک شاپ